مذاق ہند

نجم الدین

1329

سلسلۂ آئین عام — نمبر ایک

وفاق ہند

جس میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء بھی تمام وکمال شامل ہے

از
علامہ جعفری

پبلشر
مظہر انصاری
بی اے (آنرز)

اردو لٹریچر کمپنی دہلی

سلسلہ آئین عالم نمبر ۱

فیڈریشن

یا

وِفاقِ ہند

از

علامہ ڈاکٹر سید نجم الدین احمد جعفری

ایل ایل ڈی - بار ایٹ لا

سنہ ۱۹۳۸ء

پبلشر

اردو لٹریچر کمپنی حویلی اعظم خاں - دہلی

قیمت فیجلد ایکروپیہ عہ علاوہ محصولڈاک

پہلا ایڈیشن:- مارچ ۱۹۳۶ء

دوسرا ایڈیشن:- جولائی ۱۹۳۸ء

فکریہ

دنیا میں کوئی وفاق کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک
~~جب تک~~ کہ سروں اور دلوں کا وفاق نہ قائم کیا جائے۔
سائنس نے وقت فاصلہ اور زمین کی طنابیں کھینچیں
اور ہر چیز کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا لیکن
انسانوں کے دل اسی طرح ایک دوسرے سے دور ہیں۔
زمین سے زیادہ سروں اور دلوں کو ملانے کی کوشش کرو
(عثمانی)

گذارش

اِس کتاب میں ہندوستان کی نئی طرزِ حکومت اور اس کے تاریخی پس منظر (Back Ground) کو عمداً اس انداز سے پیش کیا گیا ہے کہ صرف واقعات روشنی میں آجائیں اور کتاب پڑھنے والے غدر ۱۸۵۷ء کے بعد سے لیکر اب تک کی سیاسی فضا سے باخبر ہو جائیں۔

قانون ہند ۱۹۳۵ء یا جدید دستور پر موافق یا مخالف رائے ظاہر کرنے سے جان بوجھ کر پہلو بچایا گیا ہے۔ بعض باتوں کو سلجھانے کے لئے اکثر مقامات پر تشریحیں ضرور ہیں۔ مگر ان میں موافقت یا مخالفت کی کوئی جھلک نہیں ہے۔

اس سے غرض یہ ہے کہ سیاسی معلومات کا گنجینہ ہونیکے لحاظ سے فیڈریشن یا وفاقِ ہند کو جو علمی حیثیت حاصل ہو سکتی ہے اُس پر کسی ایسے شبہہ کی پرچھائیں تک نہ پڑ سکے کہ یہ کتاب کسی خاص سیاسی مسلک یا عقیدے کا پروپگنڈا ہے۔

اگر اب بھی اس کتاب کی کوئی خامی یا کوتاہی پبلشر کے علم میں لائی جائے گی تو آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ کر دیا جائے گا۔

پبلشر

فہرست مضامین

ضمیمہ جات

پیش لفظ

از

(آنریبل سر شاہ محمد سلیمان نائٹ ال ال ڈی ڈی ایس سی۔ بار ایٹ لا، سابق چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ، حال جج فیڈرل کورٹ آف انڈیا)

اس وقت ہمارے ملک میں ایک اہم سیاسی تغیر ہونے والا ہے۔ ہندوستان کا مورخ اس کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔

یونانی فاتح سکندر اعظم نے اسی کا خواب دیکھا تھا۔ بیدار مغز مغل فرمانرواؤں نے اسی کے حصول کیلئے بار بار سعی کی۔ اور آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستان کے سارے اجزا ایک نظام حکومت کے ماتحت اس شان سے لائے جا رہے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ خود اختیار بھی ہوگا اور مرکزی حکومت کا دست و بازو بھی۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ جس طرح امریکہ اور کینیڈا وغیرہ میں وفاقی حکومت قائم ہے، اسی طرح ہندوستان میں بھی قانون ہند ۱۹۳۵ء کی رو سے وفاقی نظام حکومت کی اسکیم رائج ہو سکتی ہے۔

میرے دوست ڈاکٹر جعفری نے اسی موضوع پر یہ کتاب لکھی ہے۔

چونکہ وفاق ہند اس زمانہ کا اہم ترین موضوع ہے اس لئے اس کتاب کی اہمیت تو ظاہر ہی ہے۔ مگر ہم ناانصافی کریں گے اگر مصنف کے صاف اسلوب تحریر اور سلجھے ہوئے انداز بیان کی داد دینی بھول جائیں۔ لائق مصنف نے آئین سازی جیسے خشک "موضوع

کو اس قدر دلکش بنا دیا ہے کہ کتاب ایک تاریخی کہانی معلوم ہونے لگتی ہے۔

ہمارے ہاں لوگ فنِ حکومت اور آئین سازی کو گورکھ دھندہ سمجھتے ہیں۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ سیاسی معلومات کو دلچسپ انداز اور دلچسپ پیرائے میں لوگوں تک پہنچانے کی بہت کم کوشش کی گئی ہے۔ ورنہ ان پر یہ حقیقت روشن ہو جاتی کہ سیاسی لٹریچر سے زیادہ دلچسپ تو کوئی چیز ہوتی ہی نہیں۔

یہ مُسلّم ہے کہ تھوڑا بہت سیاسی مذاق ہر خواندہ آدمی میں ہونا چاہیئے کیونکہ جب تک سیاسی مذاق نہو افراد معاملاتِ ملکی کا فہم پیدا نہیں کر سکتے" اور انہیں اپنے ملک کی سیاسیات سے گہری دلچسپی بھی نہیں ہو سکتی۔

ہندوستان میں سیاسی پیچیدگیاں بہت کم ہو جائیں اگر اہل ہند کثیر تعداد میں سیاسیات سے واقفیت پیدا کرنے لگیں۔ یہ بات اُسی وقت ہو سکتی ہے جب ایسی مفید اور کارآمد کتابیں سامنے لائی جائیں جن میں سیاسی معلُومات موجود ہوں اور اہل ملک کے ذہنوں کی تربیت کا سامان مُہیّا کیا گیا ہو۔

ایسی کتابوں میں کسی خاص سیاسی مسلک یا کسی مخصوص سیاسی جماعت کے عقائد کی تلقین ضروری نہیں بلکہ ان کتابوں کے صفحات میں غیر جانبدارانہ طور پر حقائق اور واقعات کا مکمّل اظہار ہونا چاہیئے تاکہ موضوعِ بحث اہل ملک کے سامنے آجائے اور انہیں یہ موقع ملے کہ خود رائے قائم کریں۔

معلُوم ایسا ہوتا ہے کہ مصنف وفاقِ ہند اس مسئلے میں مجھ سے بالکل متفق ہیں' اور انہوں نے یہ کتاب اسی خیال کو سامنے رکھ کر لکھی ہے

انہوں نے اپنی کتاب میں مسئلہ وفاق پر توضیح و تشریح کی اتنی روشنی ڈالی ہے کہ

صورت حال آئینہ ہو جاتی ہے۔

امید کی جا سکتی ہے کہ جو لوگ سیاسیات سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں لیتے وہ بھی اسے دلچسپی سے پڑھیں گے۔ کیونکہ مُصنّف معلومات کی روشنی میں اُنہی باتوں کو پڑھنے والوں کے سامنے پیش کر رہا ہے جو آج کل ہمارے اخبارات اور سیاسی اداروں اور جماعتوں میں موضوع گفتگو بنی ہوئی ہیں۔

مُصنّف نے ہندوستان کی سیاسیات کو ایک ایسے موضوع کے طور پر چھیڑا ہے جو اگر ایک طرف اردو زبان کے میدان تصنیف میں بالکل اچھوتا ہے تو دوسری طرف وقت کا اہم ترین مسئلہ بھی ہے۔

فیڈریشن یا وفاق ہند تنہا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ اس میں قیامِ وفاق اور اصول وفاق کو ایک مستقل موضوع بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ جدید دستور تقریبًا تمام و کمال مع ضروری جزئیات اس میں موجود ہے۔ مگر اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ضروری معلومات ہیں۔

جدید دستور کو صاف اور سُلجھی ہوئی زبان میں پیش کر دینا بھی اپنی جگہ ایک کارنامہ کہا جا سکتا ہے۔ مگر لائق مُصنّف نے جس قابلیت سے اس کا پس منظر تیار کیا ہے اسنے "فیڈریشن یا وفاق ہند" کو ایک عالمانہ سیاسی تصنیف کی شان بخشدی ہے۔

مجھے امید ہے کہ ڈاکٹر جعفری کی یہ کتاب پبلک میں مقبول ہو گی۔

محمد سُلیمان

اِصطلاحات

(جو اِس کتاب میں استعمال ہوئی ہیں)

اُردو اِصطلاح	صفحہ	جس انگریزی اصطلاح کا بدل ہے
وفاقی حکومت	۱۷	FEDERAL GOVERNAMENT.
خانہ جنگی	۱۸	CIVIL WAR.
مرکزی حکومت	۱۹	CENTRAL GOVERNAMENT.
اُمُور	۱۹	Subjects.
دستور	۱۹	CONTITUTION.
صُوبائیت	۲۰	PROVINCIALISM.
قومیت	۲۰	NATIONALISM.
وفاقی عدالت	۲۲	FEDERAL COURT.
دوایوانی	۲۳	BIACHEMERAL. BICAMERAL
جماعت قانون ساز	۲۳	LEGISLATURE.
ایوان	۲۳	HOUSE.
نیابت	۲۳	REPRESENTATION.
مرکزیتِ حکومت	۲۵	CENTRALIZATION OF GOVENAMENT.
قانون سازی	۲۵	LAGISLATION.

اُردُو اصطلاح	صفحہ	جس انگریزی اصطلاح کا بدل ہے
وزیرہند	۲۶	SECRETARY OF STATE FOR -INDIA
آئینی ترقی	۲۶	CONSTITUTIONAL DEVELO -PMENT.
خود اختیار	۲۷	AUTONOMOUS.
شعبۂ عاملہ	۲۷	EXECUTIVE BRANCH.
اِنتظامی ذمہ داری	۲۷	ADMINISTRATIVE RESPO NSIBILITY.
مراسلہ	۲۷	DESPATCH.
ذمہ دار حکومت	۲۸	RESPONSIBLE GOVERNA MENT.
حکمتِ عملی	۲۸	POLICY.
دو عملی	۲۸	DYARCHY.
محفوظ امُور	۲۸	RESERVED, SUBJECTS
تفویض شُدہ امُور	۲۸	TRAN.SFERRED SUBJECTS.
خود اختیاری	۲۹	AUTONOMY
اقلیت	۲۹	MINORITY.
اکثریت	۲۹	MAJORITY
گول میز کانفرنس	۳۱	ROUND TABLE CONFERECE
نمائندہ	۳۱	REPRSENTATIVE.
سَنَد	۳۲	CHARTER.
قوّتِ اعلیٰ	۳۳	PARAMOUNT POWER.

جس انگریزی اصطلاح کا بدل ہے	صفحہ	اُردُو اصطلاح
WHITE PAPER.	۳۴	قرطاس ابیض
SELECT COMMITTEE.	۳۴	چیدہ کمیٹی
EXECUTIVE POWER.	۳۴	قوت عاملہ
SPECIAL RESPONSIBILI-TIES.	۳۴	خصُوصی ذمہ داریاں
DISCRETION.	۳۵	تمیز خصُوصی
FEDERAL UNION.	۳۶	وفاقی الحاق
COUNSELLERS.	۴۰	مشیر
SOVEREIGNTY.	۴۳	اقتدار اعلیٰ
POLITICAL TRADITION.	۴۴	سیاسی روایات
PRIVILEGES.	۴۵	مراعات
INSTRUMENT OF ACCESSION	۴۵	وثیقۂ شمولیت
INSTRUMENT OF INSTRUC-TION.	۴۷	وثیقۂ ھدایات
TRIBAL AREA.	۴۸	قبائلی علاقہ
DEFENCE.	۴۹	دفاع ملکی
ADVISORY COUNCIL.	۴۹	مشاورتی کونسل
FINANCIAL ADVISOR.	۵۰	مالی مشیر
DISCRIMINATION.	۵۱	امتیازی سلوک
INDIVIDUAL JUDGEMENT.	۵۱	انفرادی رائے

جس انگریزی اصطلاح کا بدل ہے	صفحہ	اردو اصطلاح
DIRECT ELECTION.	۵۳	بلاواسطہ انتخاب
INDIRECT ELECTION.	۵۳	بالواسطہ انتخاب
COMMUNAL.	۵۳	فرقہ وار
DEPRESSED CLASSES.	۵۴	پست اقوام
REPRESENTATIVES OF — LABOUR.	۵۶	مزدوروں کے نمائندے
BILL.	۵۷	مسودۂ قانون
STADING ORDERES.	۶۰	ہنگامی احکام
PENDING.	۶۱	معرض التوامیں
BUDGET.	۶۲	میزانیہ
REVENUE.	۶۳	مالیہ یا مالیانہ
ITEM.	۶۳	مد
ORDER IN COUNCIL.	۶۶	حکم باختیار کونسل
COMMUNAL AWARD.	۷۰	فرقہ وار فیصلہ
POONA PACT.	۷۰	معاہدہ پونا
ELECTRAL ROLL.	۷۰	انتخابی رجسٹرڈ
FRANCHISE.	۷۲	حق رائے دہی
CONSTITUENCIES.	۷۲	حلقہائے انتخاب
LIST OF VOTERS.	۷۲	فرد انتخاب

اُردُو اصطلاح	صفحہ	جس انگریزی اصطلاح کا بدل ہے
بقیہ اختیارات	۷۴	RESIDUE -ARY POWERS.
وزیرِ محنت و مزدوری	۷۵	MINISTER FOR LABOUR.
متعلقہ کاغذات	۷۵	DOCUMENTS.
آئینی امور کی فہرستیں	۷۵	LEGISLATIVE LISTS.
مشترکہ فہرست	۷۶	CONCURRENT LIST.
ہنگامی قانون	۷۷	ORDINANCE.
انتظامی تعلقات	۸۳	ADMINISTRATIVE RELA--TIONS.
وفاقی مالیات	۸۷	FEDERAL FINANCE.
محصول اسٹام	۸۷	STAMP DUTY.
برآمد	۸۹	EXPORT.
عدالتِ عالیہ	۹۲	HIGH COURT.
ہیگ کی بین الاقوامی عدالت	۹۴	THE INTERNATIONAL COURT THE HAGUE.
معاہدہ	۹۷	CONTRACT.
آئینی جماعت با اختیار	۱۰۵	STATUTORY AUTHORITY.
جماعتِ خصوصی	۱۱۲	PANEL.
کابینہ	۱۱۳	CABINET.
ایسٹ انڈیا کمپنی کی عدالت مالکان	۱۱۳	BOARD OF DIRECTORS, EAST INDIA COMPAY.
متعین کردہ طریق۔		PRESCRIBED MANNER.

اغلاط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸	۳	ممالک کو بھی	ممالک بھی
۱۹	۹	مگر اسکے ساتھ ہی بعض امور صرف صوبجاتی حکومتوں کیلیے خاص کر دیئے جاتے ہیں	اور بعض امور ایسے ہوتے ہیں جو صوبجاتی حکومتوں کے لئے چھوڑے جاتے ہیں ۔
۲۱	۱۴	ناقابل ترمیم	تقریباً ناقابل ترمیم
۲۳	۱۹	(یہ سطر کتابت سے رہ گئی ہے)	ہندوستان میں (جیسا کہ ہم آگے دیکھیں گے) معیار نہایت مختلف رکھا گیا ہے ۔
۲۹	۱۵	پنجاب اور بنگال	پنجاب، بنگال اور سرحد
۳۴	۱۰	چیدہ کمیٹی بنائی گئی	چیدہ کمیٹی بنائی گئی جسکے صدر لارڈ لنلتھگو تھے
۴۴	۱۸	ایجنٹ	ریجنٹ
۴۹	۱۸	وزات	وزارت
۵۱	۲	گورجنرل	گورنر جنرل
۵۴	۱۶	۱۴ نشستیں	۱۶ نشستیں
	۱۷	نولاکھ	۹ لاکھ ۳۶ ہزار ۲ سو ۲۸
۵۷	۱۶	سمبلی	اسمبلی
۶۳	۱۵	ڈگڑی	ڈگری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۰	۹	کے	نے
۷۱	۱۰	اخرجات	اخراجات
۷۵	۲	ازانہ	آزادانہ
۷۸	۱۱	گورنر	گورنرجنرل
۸۳	۱۵	قواتین	قوانین
۹۷	۱۰	وغیر	وغیرہ
۱۰۱	۱۶	وغیر	وغیرہ
۱۰۸	۲	عہدہ برآمد	عہدہ برآ
	۳	اپنے	اپنی
۱۱۷	۸		
	۹ برس والی تختیوں کے خانہ میں مسلمانوں کی نشستیں	—	۵
	اور عورتوں کی نشستیں	—	۱
	۱۱ - خانہ حسب بالا عورتوں کی نشستیں	—	۱
۱۱۹	۱۰	صورت ہوگی	صورت یہ ہوگی
۱۳۲	۱۴	کے	کی

باب ۱

وفاقی حکومت کی تعریف اور اسکے لوازم

وفاقی حکومت کی ابتدا

تاریخی اعتبار سے تو وفاقی نظامِ حکومت کا تصوّر بہت پُرانا ہے کیونکہ ایک قسم کی وفاقی حکومت سے دُنیا اُس وقت بھی آشنا تھی جب یُونانیوں کی سیادت کا آفتاب اپنی پُوری آب و تاب کے ساتھ کرۂ ارض کے معلُومہ گوشوں پر چمک رہا تھا۔ تاریخ یُونان کے صفحات میں ایسے تذکرے ملتے ہیں جن کی روشنی میں یہ معلُوم کرلینا کچھ دشوار نہیں کہ وفاقی نظامِ حکومت کے قیام کے سلسلے میں اہلِ یُونان نے سبق آموز سیاسی تجربات کیے تھے۔ مگر سیاسی نقطۂ نظر سے وفاقی حکُومت اٹھارویں صدی عیسوی کی پیداوار ہے۔ یہ اہلِ امریکہ تھے جنہوں نے صحیح معنے میں سب سے پہلے وفاقی طرزِ حکومت کے تصوّر سے دنیا کو آشنا کیا اور نہ صرف آشنا کیا بلکہ اُس تصور کو ایک مستقل اور پائدار حکُومت کی شکل میں ڈھال کر بھی دکھا دیا۔ وفاقی حکومت کو رواج دینے کا سہرا امریکہ کے ان بیدار مغز مُقنّنوں اور سیاستدانوں کے سر ہے جنہوں نے اٹھارویں صدی میں انگلستان سے سیاسی رشتہ توڑ کر جارج واشنگٹن کی قیادت میں ریاستہائے مُتحدہ امریکہ کی بنیاد ڈالی ۔

وفاقی نظام کی مقبولیت

کم و بیش پچاس برس تک وفاقی طرز کی حکومت امریکہ میں کامیابی کے ساتھ چلتی رہی۔ اِس کامیابی سے اور ممالک کو بھی متاثر ہوئے۔ رفتارِ حالات اور ضروریات وقت انہیں مجبور کر رہی تھیں کہ اپنے اپنے سابقہ نظام حکومت پر نظر ثانی کریں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ امریکہ کے نئے طرز کے نظام حکومت میں ہماری مشکلات کا حل موجود ہے تو وہ بھی تھوڑی بہت تبدیلی کر کر کے وفاقی حکومت کو اپنے ہاں رواج دینے لگے۔ اسی اثنا میں امریکہ میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ ایک طرف شمالی ریاستیں تھیں جو قیام وِفاق کی حمایت میں تھیں اور دُوسری طرف جنوبی ریاستیں تھیں جو قیام وِفاق کی مُخالف اور خود کو وفاق سے علیحدہ رکھنے پر مُصر تھیں۔ بہت کچھ کھینچا تانی اور جنگ و جدال کے بعد شمالی ریاستیں اپنے مخالفوں پر بھاری پڑیں اور امریکہ میں وفاقی نظام حکومت کی جڑیں اور بھی مضبوط ہوگئیں۔ جو ممالک امریکہ کی خانہ جنگی کے سلسلے میں رفتار حالات کا دلچسپی سے مُطالعہ کر رہے تھے، ان پر شمالی ریاستوں کی کامیابی نے بہت گہرا اثر ڈالا۔ شمالی ریاستوں کی کامیابی اصل میں وفاقی نظام حکومت کی کامیابی سمجھی گئی۔ چنانچہ سب سے پہلے کینیڈا والوں نے اپنے ہاں وفاقی حکومت رائج کی پھر مشہور زمانہ جرمن مدبّر اوٹو وان بسمارک نے وفاقی اصُول کی بُنیاد پر جرمنی کی شمالی ریاستوں کی ایک کانفیڈریشن بنائی اور سن ۱۹۰۱ء میں آسٹریلیا کی برطانوی نوآبادیوں نے بھی ریاستہائے مُتحدہ امریکہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہُوئے وِفاقی حکُومت قائم کرلی۔

ہندوستان میں ایک عرصے سے (بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ مغلوں کے زوال کے بعد ہی سے) حالات وفاقی حکومت کے قیام کی طرف راجع تھے۔ چنانچہ

اَب گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ (یا جدید دستور) ۱۹۳۵ء کی رُو سے اس ملک میں بھی وِفاقی حکومت قائم ہوگئی ہے جس میں صُوبے اور ریاستیں شامل ہیں۔

وفاقی نظامِ حکومت کی تشریح
مرکزی اور صوبجاتی حکومتیں

وِفاقی نظام حکومت میں دو قسم کی حکومتیں مِل جُل کر کاروبار سلطنت کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔ ایک مرکزی حکومت ہوتی ہے جو بحیثیت مجموعی کُل ملک کی حُکمران سمجھی جاتی ہے۔ دُوسری قسم کی حکومت صُوبوں میں اپنا کام کرتی ہے۔ بعض امور ایسے ہوتے ہیں جن پر مرکزی حکومت کا اختیار چلتا ہے۔ اور صوبجاتی حکومتیں ان امور کے دائرے میں قدم نہیں رکھ سکتیں مگر اس کے ساتھ ہی بعض امور صرف صُوبجاتی حکومتوں کے لئے خاص کر دیئے جاتے ہیں۔ ان امور کا تعلق اکثر و بیشتر صوبجاتی معاملات سے ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ صُوبجاتی معاملات پر جتنا عبُور صوبجاتی حکومتوں کو ہو سکتا ہے مرکزی حکومت کو نہیں ہو سکتا۔

اب رہے باشندگان ملک، سو وہ دونوں حکومتوں کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ جتنے وہ اپنی صوبجاتی حکومتوں کے وفادار ہوتے ہیں اُتنی ہی وابستگی انہیں مرکزی حکومت سے بھی ہوتی ہے۔ صُوبجاتی اربابِ حکومت کے اختیار میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ صوبجات کے باشندوں کو مرکزی حکُومت کے بنائے ہوئے قوانین کی مُطابعت سے باز رکھ سکیں گو یہ بات مُسلّم ہے کہ صوبوں کی حکومتیں بھی (اُس دائرۂ اختیار میں رہ کر جو دستور نے ان کے لئے وضع کر دیا ہے) آزادانہ طور پر قانون بنا سکتی ہیں۔

یہ ضروری نہیں کہ مرکزی حکومت اور صوبجاتی حکومت دونوں کا دائرہ اختیار برابر ہی ہو۔ یا مرکزی حکومت کا دائرہ اختیار صوبوں کے مقابلے میں لازمی طور پر زیادہ وسیع ہو۔ جہاں تک تفویض اختیارات کا تعلق ہے یہ مسئلہ عام طور پر حالات اور رجحانات کو دیکھتے ہوئے طے کیا جاتا ہے۔ اگر وفاقی حکومت قائم ہوتے وقت باشندگان ملک کا رجحان صوبائیت کی بہ نسبت قومیت کی طرف زیادہ ہو تو قدرتی طور پر مرکزی حکومت کے اختیارات صوبجاتی حکومتوں کے مقابلے میں زیادہ رکھے جاتے ہیں۔ لیکن اگر صورت حال اس کے برعکس ہو تو صوبجاتی حکومتوں کو مرکز سے زیادہ اختیارات ملتے ہیں۔

مثلاً کینیڈا میں جب وفاقی حکومت قائم ہوئی تو اس وقت قومیت کا زیادہ زور تھا اور ملک کا رجحان صوبائیت کی طرف نہیں تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرکزی حکومت کو زیادہ اختیارات دیئے گئے اور صوبوں کے حصے میں نسبتاً کم اختیارات آئے۔ مگر اسکے برخلاف امریکہ میں چونکہ قیام وفاق کے دور میں صوبائیت کا جذبہ قومیت کے مقابلے میں قوی تر تھا اور لوگ مرکزی حکومت کو زیادہ اختیارات دیئے جانے کے مخالف تھے۔ اس لئے اس رجحان کا اثر قبول کرتے ہوئے دستور ساز جماعت نے مرکزی حکومت کو صرف چند معین امور سونپے اور باقی کل اختیارات حکمرانی صوبجاتی حکومتوں کے لئے چھوڑ دیئے۔

وفاقی دستور کی مخصوص حیثیت

تقسیم اختیارات میں زیادہ سے زیادہ وضاحت سے کام لیا جاتا ہے اور کسی شک یا شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں چھوڑی جاتی۔ یہ تقسیم وفاقی دستور اساسی کرتا ہے جسے ایک

دستور ساز جماعت بناتی ہے۔ دستور کی دفعات کے ذریعہ سے جُدا جُدا دونوں حکومتوں کے اختیارات کی تشریح کردیجاتی ہے۔ اور اسکے بعد دونوں حکومتوں میں سے کوئی بھی ان دفعات سے باہر نہیں جاسکتی۔

اسی طرح دستور اساسی حکومتوں کے ارباب اختیار کی دسترس سے بھی بالاتر رکھا جاتا ہے۔ اصولاً یہ بہت مناسب ہے۔ کیونکہ اگر دستور کا مخصوص فریضہ مرکزی اور صوبجاتی حکومتوں کے اختیارات اور فرائض کا تعین اور انکی حدبندی ہے تو یقیناً اُسے ان حکومتوں کی پہنچ سے دُور ہی ہونا چاہئے۔ ان حکومتوں کے ارباب اختیار ایسے قوانین میں رد و بدل کرنے کا تو ضرور حق رکھتے ہیں جو وہ خُود بنائیں مگر دستُور اساسی اصولاً ان کی ترمیم تنسیخ سے بہت اونچا ہوتا ہے۔ اور اس میں وہ اپنی طرف سے کچھ گھٹا بڑھا نہیں سکتے۔

یہ کام ایک دستور ساز جماعت کے ہاتھوں انجام پاتا ہے جسے صرف اسی کام کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ دُوسرے لفظوں میں دستور اساسی معیّن ہوتا ہے اس میں لچک نہیں رکھی جاتی۔ مثال کے طور پر ریاستہائے متحدہ امریکہ کا وفاقی دستور اساسی ناقابل ترمیم ہے۔ نہ تو کانگریس اس میں کوئی ردّ و بدل کرسکتی ہے اور نہ کوئی ریاست۔ یہی حال آسٹریلیا اور کینیڈا کے دستوروں کا ہے۔

وفاقی نظام کے لوازم وفاقی عدالت اور دوالیوانی جماعت قانون ساز

ہر چند دستور اساسی میں مرکز اور صوبوں کے دائرۂ اختیار کی صاف صاف تشریح کردی جاتی ہے۔ مگر چونکہ ہر جزوی امر میں یہ تشریح بالکل واضح نہیں ہوتی، اسلئے بعض اعتبار سے بعض بعض باتیں

مشتبہ رہ جاتی ہیں۔ان مشتبہ باتوں پر مرکزی اور صوبجاتی حکومتوں کے درمیان تصفیہ طلب سوالات اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسے تنازعہ فیہ معاملات کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک وفاقی عدالت بنائی جاتی ہے۔ یہ عدالت وفاقی نظام حکومت کا لازمی عنصر ہے۔ اِس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بالکل غیر جانبدار رہ کر فیصلے دیتی ہے جب کبھی کسی علاقے کی ملکیت کے سلسلے میں مرکز اور صُوبوں میں یا صُوبوں اور صُوبوں میں تنازعہ پیدا ہوتا ہو یا جب کبھی ایک حکومت یہ محسُوس کرتی ہے کہ دُوسری حکومت اس کے علاقے پر بیجا تصرف کر رہی ہے تو وفاقی عدالت دونوں کے درمیان حَکَم بنکر معاملے کا تصفیہ کرتی ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ وفاقی جماعت قانون ساز کا منظور کیا ہوا قانون بھی اسی وضع قطع کا ہوتا ہے جو کسی مقامی حکومت کے منظور کردہ قانون کی ہوتی ہے۔ اس صورت میں یہ بات بالکل صاف ہے کہ مقامی حکومت کا قانون اسی وقت درست تسلیم کیا جاسکتا ہے جب وہ اسکے دستوری دائرۂ اختیار کے اندر اندر ہو۔ اسی طرح کوئی صوبجاتی حکومت یا مرکزی حکومت دستور کے خِلاف قانون منظور نہیں کر سکتی۔ ان تمام باتوں کا فیصلہ وفاقی عدالت کرتی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ محسوس کرے کہ ایک ایسا قانون نافذ کیا جارہا ہے جو دستور اساسی کے منشا کے خلاف ہے تو وہ اس قانون کی مُطابقت سے انکار کر کے مُعاملہ وفاقی عدالت کے سامنے پیش کر سکتا ہے۔ عدالتِ مذکور اسکے دلائل سُنے گی اور فیصلہ صادر کریگی۔ اگر شخص مذکور کے دلائل قوی ہوں گے تو قانون پس پشت ڈالدیا جائیگا اور تاوقتیکہ دستور میں ترمیم ہونے کے بعد اسکے لئے گنجائش نہ نکلے وہ اسی طرح پڑا رہے گا۔

غرض وفاقی عدالت اصُولِ وفاق کی پشت پناہ اور اسکی محافظ ہوتی ہے۔ امریکہ

میں وفاقی عدالت کا درجہ بہت بلند ہے۔ سابق صدر امریکہ مسٹر ولسن نے ایک دفعہ کہا تھا "ہماری عدالتیں ہمارے وفاقی نظامِ حکومت کا توازن برقرار رکھنے والا پہیہ ہیں"۔ یہی صورت کینیڈا اور آسٹریلیا میں بھی ہے۔ آسٹریلیا میں وہاں کی عدالت عالیہ اور کینیڈا میں برطانوی پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی مرکز اور صوبوں کے درمیان توازنِ اقتدار قائم رکھتی ہے۔ ان دونوں ممالک میں وفاقی عدالتیں دستوری نظام کی سچی محافظ ہیں۔

عدالت عالیہ کی طرح دوایوانی جماعت قانون ساز بھی وفاقی دستور کا ایک ضروری عنصر ہے۔ جماعت قانون ساز کے دوایوان اس مصلحت کی بناپر رکھے جاتے ہیں کہ وفاق کے سب صوبے طاقت اور رقبے کے لحاظ سے برابر نہیں ہوتے بعض زیادہ وسیع زیادہ آباد اور خوشحال ہوتے ہیں اُنکے مقابلے میں دوسرے صوبے رقبے اور آبادی میں کم اور ذرائع خوشحالی سے محروم ہوتے ہیں۔ اگر مرکزی حکومت کی جماعت قانون ساز میں ایک ہی ایوان رکھا جائے تو نیابت کا معیار یا تو رقبہ یا آبادی یا دولت کو قرار دینا پڑیگا اس صورت میں بڑی اور خوشحال اور گنجان ریاستیں جماعت قانون ساز پر قبضہ جمالینگی) یا پھر نیابت کا معیار تعداد کی یکسانیت ہوگا جس سے بڑی ریاستیں یقیناً نقصان میں رہیں گی) یہ دونوں صورتیں ناقابل عمل ہیں۔ اسلئے ایک درمیانی راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔ مرکزی جماعت قانون ساز کے دوایوان بنائے جاتے ہیں۔ ایک اسمبلی دوسرا کونسل۔ اسمبلی میں صوبوں اور ریاستوں کو آبادی کی بناپر نیابت دیجاتی ہے۔ کونسل میں آبادی، رقبہ یا دولت سے قطع نظر کر کے سب کو مساوی حق نمائندگی دیدیا جاتا ہے۔ امریکہ نے ۱۷۸۷ء میں سب سے پہلے وفاقی جماعت قانون ساز کا یہ ڈھانچہ تیار کیا تھا۔ آسٹریلیا اور سوئٹزرلینڈ میں بھی صوبوں کے حق نیابت کا مسئلہ اسی اصول پر طے ہوا۔

باب ۲

غدر ۱۸۵۷ء سے ۱۹۳۵ء تک

ایسٹ انڈیا کمپنی کا دور اُدھر تو اورنگ زیب کی آنکھ بند ہوئی، اِدھر اس کے نااہل جانشین تخت حکومت پر قبضہ جمانے کیلئے آپس میں دست و گریباں ہونے لگے۔ اُنکی اس غیر ذمہ دارانہ روش سے ملک کے سیاسی مطلع پر افراتفری کا غبار چھا گیا اور ہندوستان میں خانہ جنگی سی شروع ہوگئی۔ صوبیدار دہلی کی قوی اور منظم مرکزی حکومت کے رعب کی وجہ سے سر اٹھانے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔ اب انہوں نے دیکھا کہ مرکزی حکومت بے دست وپا ہوتی جاتی ہے اور میدان صاف ہے۔ ہر ایک نے ملک کی عام بدنظمی و ابتری سے فائدہ اٹھایا اور اپنی جگہ خود مختار حکمراں بن بیٹھا۔ یُوں مغلوں کے زوال کے بعد ہندوستان کی حکومت خود بخود صوبوں میں منقسم ہوگئی۔

کچھ عرصہ بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کا ہندوستان میں عمل دخل شروع ہوا۔ اس کمپنی کو ملکہ ایلزبتھ تاجدار انگلستان نے سنہ ۱۶۰۰ء میں ہندوستان جاکر تجارت کرنے کی سند دی تھی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی ابتداء میں تو ملکی معاملات سے بہت کم سروکار رکھتی تھی۔ مگر رفتہ رفتہ وہ راجاؤں اور نوابوں کی اندرونی کمزوریوں کی وجہ سے

انکے داخلی معاملات میں ہاتھ ڈالنے لگی۔ اور بعد کو تو اسے عام ملکی سیاسیات پر بھی نیم حاکمانہ اقتدار حاصل ہوگیا۔ جب کمپنی برسرِ حکومت آئی تو اس نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ نظامِ حکومت صوبجاتی پیمانے پر چلایا جائے۔ چنانچہ مدراس، بمبئی اور بنگال میں صوبجاتی حکومتیں قائم کر دی گئیں۔ یہ حکومتیں اپنے اپنے صوبوں میں انتظامی کاروبار انجام دیتی تھیں اور لیڈن ہال اسٹریٹ لندن کی مرکزی اور بااختیار جماعت کے سامنے جوابدہ تھیں۔

۱۷۷۳ء سے ہندوستان کی حکومت دستوری سانچے میں ڈھلنی شروع ہوئی اس سال برطانوی پارلیمنٹ نے رگولیشن ایکٹ کے نام سے ایک قانون ہندوستان کے لئے بنایا۔ اس قانون سے ہر پریسیڈنسی کو جداگانہ حکومت مل گئی۔ مگر بنگال پریسیڈنسی کو مدراس اور بمبئی پر قدرے قلیل آئینی فوقیت دی گئی اور بنگال کا گورنر، گورنر جنرل کہلانے لگا۔

اسکے بعد پچاس برس تک گورنر جنرل کے اقتدار اور اسکی اہمیت میں اضافہ ہی ہوتا گیا گو اتنی بات ضرور تھی کہ جہاں تک انکے اندرونی معاملات کا تعلق تھا، مدراس اور بمبئی کی پریسیڈنسیوں کی حکومتیں بنگال کی حکومت کو انمیں دخل نہیں دینے دیتی تھیں رگولیشن ایکٹ کا منشا مرکزیت حکومت کی تحریک کی بنیاد ڈالنا تھا۔ ۱۸۳۳ء میں اسی قسم کا ایک اور قانون وضع ہوا جس سے مرکزیت حکومت کو مزید تقویت پہونچی، مدراس اور بمبئی کی حکومتوں سے قانون سازی کا اختیار لے لیا گیا۔ انہیں صرف یہ حق حاصل رہا کہ بنگال کے گورنر کو قوانین تجویز کر کے بھیجدیں، اور بنگال کے گورنر کو تمام ہندوستان کا گورنر جنرل باختیار کونسل بنا دیا گیا۔

غدر ۱۸۵۷ء کے بعد

غدر ۱۸۵۷ء کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستان کے

سیاسی منظرِ عام سے روکش ہوگئی اور کشورِ ہند کی زمام سلطنت تاجدار برطانیہ عظمےٰ نے اپنے ہاتھوں میں لے لی۔ دوسرے لفظوں میں کمپنی کا حق حکومت تاجِ انگلستان کو منتقل ہوگیا۔ پارلیمنٹ نے ہندوستان کی حکومت کا انتظام کرنے کے لئے ایک وزیر مقرر کیا جو اصطلاحاً وزیرِ ہند کہلایا اور اسکی امداد کے واسطے دس دس سے لیکر چودہ تک تنخواہ دار ممبروں کی ایک کونسل مقرر کردی جسے انڈیا کونسل کا نام دیا گیا۔

سنہ ۱۸۶۱ء میں برطانوی پارلیمنٹ میں ہندوستان کی آئینی ترقی کے لئے انڈین کونسلز ایکٹ کے نام سے قانون منظور ہوا۔ اسکی رو سے بمبئی، بنگال، مدراس، صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ، پنجاب اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں کونسلیں قائم ہوگئیں۔ مرکزیت حکومت کی جو تحریک جاری تھی، اُسے کونسلز ایکٹ سے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ وجہ یہ تھی کہ ہر چند صوبجاتی کونسلیں (گورنر جنرل کی رضا حاصل کر لینے کے بعد) خود ہی اپنے اپنے صوبوں کے لئے قانون بناتی تھیں، تاہم گورنر جنرل مع کونسل کا ہمہ گیر اختیار حکمرانی تمام ملکی نظم و نسق پر حاوی تھا۔

اب لارڈ کرزن کی گورنر جنرلی کا زمانہ آیا۔ موصوف نظامِ حکومت میں اور بھی زیادہ مرکزیت پیدا کرنے پر مصر تھے حالانکہ مرکزیت پہلے ہی اپنی معراج کو پہنچ چکی تھی۔ لارڈ منٹو گورنر جنرل مقرر ہوئے تو ہوا کا رُخ بدلا۔ اسپر اصرار کرنا فضول سمجھا جانے لگا کہ حکومت کی تمام باگیں مرکزی حکومت ہی اپنے پنجہ میں رکھے۔ ایسی صورت میں جب بعض معاملات صوبجاتی حکومتیں اپنے طور پر بھی اچھی طرح طے کر سکتی تھیں، مرکزی حکومت کا ان میں دخل دینا بالکل بے موقع تھا۔

شاہی کمیشن سنہ ۱۹۰۸ء چنانچہ نظامِ حکومت میں مناسب اصلاحات کی سفارش

کرنے کے لئے ایک شاہی کمیشن بھیجا۔ کمیشن نے ہندوستان کے مختلف گوشوں میں حالات کی مفصل تفتیش کی صدہا سرکاری وغیر سرکاری شہادتیں لیں اور بالآخر سنہ ۱۹۰۸ء میں اپنی رپورٹ پیش کردی۔ اس رپورٹ کا ماحصل یہ تھا کہ مرکزی حکومت کے اختیارات حکومت پر توکوئی ضرب نہ لگائی جائے مگر صوبوں کو بعض امور میں خود اختیار بنا دیا جائے۔

سنہ ۱۹۰۹ء کا انڈین کونسلز ایکٹ شاہی کمیشن کی ہی سفارش پر مبنی تھا۔ عرف عام میں اسے منٹو مارلے ریفارمز کہتے ہیں۔ اس سے صوبجاتی کونسلوں کو حکومت کے شعبۂ عاملہ پر پہلے کی بہ نسبت زیادہ قابو حاصل ہوگیا گو عملاً ان کونسلوں کی حیثیت مشاورتی مجالس سے زیادہ نہ تھی کیونکہ ان پر کوئی انتظامی ذمہ داری عائد نہ ہوتی تھی۔

شاہی کمیشن کی رپورٹ منظر عام پر آنے کے دو سال بعد ماہ اگست سنہ ۱۹۱۱ء میں لارڈ ہارڈنگ نے جو لارڈ منٹو کے سبکدوش ہونے پر ہندوستان کے وائسرائے بنے تھے، ملک معظم کی حکومت کو ایک مراسلہ بھیجا جس میں ہندوستانی صُوبوں کو ازسرِ نو تقسیم کرنے اور دارالخلافہ کلکتہ سے ہٹا کر دہلی منتقل کئے جانے کے مسائل اٹھائے گئے تھے۔ بعض اہل الرائے کا خیال ہے کہ اس اہم تاریخی مراسلے میں پہلی بار اس اَمر کی وضاحت کی گئی تھی کہ ہندوستان کی حکومت کا ڈھانچہ وفاقی پیمانے پر تیار ہونا چاہیئے مگر اس وضاحت کا کوئی مؤثر نتیجہ برآمد نہیں ہوا کیونکہ وہ روایات جو مرکزیت حکومت کی مؤید تھیں مضبوطی سے ملک میں جڑ پکڑے ہُوئے تھیں اور عوام اور عمالِ حکومت دونوں طبقے وفاق کو ہندوستان کی حکومت کا نصب العین بنانا دور از کار سمجھتے تھے

مونٹ فورڈ رپورٹ سنہ ۱۹۱۸ء صوبوں میں دوعملی

سنہ ۱۹۱۷ء میں برطانیہ کے ایک ذمہ دار سیاست داں مسٹر مانٹیگو نے برطانوی پارلیمنٹ

کے دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"ملک معظم کی حکومت کی پالیسی، جس سے حکومت ہند بھی بالکل متفق ہے، یہ ہے کہ (ہندوستان کے) نظامِ حکومت کے ہر شعبے میں ہندوستانیوں کو بیش از بیش شریک کیا جائے۔ اور اس خیال سے کہ ہندوستان کو بتدریج ذمہ دار حکومت دیکر اسے دولت برطانیہ کا جزو لاینفک بنانا ہے، حکومت خود اختیاری کے اداروں کو بتدریج ترقی دی جائے۔ (چنانچہ) ملک معظم کی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ جلد از جلد اس سمت میں مؤثر قدم اٹھایا جائے۔

"میں اس پر اتنا اضافہ اور کروں گا کہ اس حکمت عملی کو تدریجاً بامِ ترقی تک پہنچایا جا سکتا ہے اور حکومت ہائے برطانیہ و ہند ہی، جن پر ہندوستانی عوام کی ترقی و خوشحالی کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اس ترقی کے لئے مناسب وقت اور رفتار کا صحیح اندازہ کر سکتی ہیں۔ اور ان دونوں حکومتوں کے واسطے ان اصحاب کا تعاون شمع راہ ہوگا جنکے شانوں پر نئے مواقع خدمات کا بار رکھیں گے اور جنکے احساس ذمہ داری ہی پر مستقبل کا دارومدار ہوگا۔"

۱۹۱۸ء میں مونٹ فورڈ رپورٹ شائع ہوئی۔ رپورٹ کے مصنفوں نے صوبوں کے لئے دوعملی کی سفارش کی تھی۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء مونٹ فورڈ رپورٹ کی سفارشات کی بنیادوں ہی پر تعمیر ہوا۔ اسکی رُو سے صوبوں کی حکومتوں کو جزوی حکومت خود اختیاری مل گئی۔ محفوظ امور گورنر اور اسکی کونسل کے زیر اختیار رہے اور تفویض شدہ امور گورنر اور اسکے مقرر کردہ وزرا کے زیر انتظام کر دیئے گئے۔ ان وزرا کو گورنر صوبجاتی مجالس قانون ساز میں سے لیتا تھا۔

دو عملی نظام کا اثر

بعض مستند سیاست دانوں کی رائے ہے کہ صوبوں میں دو عملی وفاقِ ہند کے قیام کی تمہید تھی۔ مونٹ فورڈ رپورٹ کے مُصنّف تو یہی کہتے تھے کہ ہندوستان کی حکومت کے لئے جو دستور ہم از سرِ نو وضع کر رہے ہیں وہ وفاقی نہیں ہے بلکہ اس سے صرف مرکز اور صوبوں کے اختیاراتِ حکومت کے درمیان حدِ فاصل قائم کی جا رہی ہے۔ مگر ۱۹۱۹ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے نفاذ کے بعد جب دو عملی نظام پر عمل درآمد ہوا اور صوبوں کو محدود خود اختیاری کے فوائد سے متمتع ہونے کا موقع ملا تو خواہ مخواہ باشندگانِ ملک کے ذہنوں میں ایک ایسے وفاقِ ہند کا تصوّر جاگزیں ہونے لگا جسکی بنیاد مکمل صوبجاتی خود اختیاری پر ہو سکتی تھی۔

تصورِ وفاق کی ترویج اور مسلمانانِ ہند

مُسلمانوں کے مُطالبات نے بھی وفاق کو قریب تر لانے میں بڑا کام کیا۔ من حیث القوم مسلمان ہمیشہ اس امر کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ ملکی نظم و نسق پر ان کے قومی وجُود کا اثر ضرور پڑے۔ مردم شماری کے اعتبار سے وہ کل ہندوستان میں اقلیت میں ہیں۔ اور اکثر صوبجات میں بھی اُن کی یہی حیثیت ہے۔ اسلئے وہ اس بات کی توقع کر نہیں سکتے تھے کہ تمام ہندوستان میں مجموعی طور پر یا اقلیت والے صوبوں میں وہ حسب منشار حکومت کی پالیسی ترتیب دے سکیں گے۔ مگر پنجاب اور بنگال میں وہ اکثریت میں ہیں اس لئے انہوں نے اپنی تمام تر توجہ اِن ہی دو صوبوں کی طرف منعطف کر دی تاکہ کم از کم اِن دو صوبوں میں وہ اپنی حکومت قائم کر سکیں پھر سندھ میں بھی مسلمانوں کی کثیر آبادی تھی، مگر سندھ بمبئی سے ملحق تھا۔ جب تک سندھ بمبئی سے علیحدہ نہ ہوتا مُسلمان اپنی اکثریت سے مستفید نہیں ہو سکتے تھے۔ اسلئے پنجاب اور بنگال میں سیاسی تنظیم کے ساتھ ہی

انہوں نے علیحدگی سندھ کے لئے بھی ایجی ٹیشن شروع کر دیا۔ یوں پنجاب، بنگال اور سندھ کے لئے مکمل صوبجاتی خود اختیاری حاصل کرنے کی کوششیں مسلمانوں کی طرف سے شروع ہو گئیں اور ان کوششوں نے اصولِ وفاق کو ہندوستان کے سیاسی حلقوں میں مقبول بنایا

ہندوؤں کا حصّہ

ہندوؤں کے بعض بعض سیاسی طبقوں میں سنہ ۱۹۱۱ء ہی سے وفاقِ ہند کا چرچا شروع ہو چکا تھا۔ اس دور کے بعض مسلّمہ ہندو پالیٹیشن اس خیال کا اظہار کرتے تھے کہ خود ہندو سوسائٹی صدہا برس سے فرقوں اور ذاتوں کا فیڈریشن ہے۔ مگر چونکہ حکومت وقت یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھی کہ ہندوستان قیام وفاق کا اہل ہے۔ اس لئے وفاقی حکومت کے قیام کا مطالبہ نمایاں طور پر پیش نہ کیا جاتا تھا۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ سنہ ۱۹۱۹ء میں ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ دس برس بعد ایک کمیشن کے ذریعہ سے تحقیقات کرائی جائے کہ نظامِ حکومت کیسا چلا اور برطانوی ہند میں تعلیمی ترقی اور دستوری اداروں کے استحکام کی کیا حالت رہی؟ آیا ذمہ دار حکومت قائم کرنا مناسب ہے یا جتنی ذمہ داری پہلے سے ملی ہوئی ہے اسی میں اضافہ یا ترمیم یا تحدید کر دینے کی ضرورت ہے؟

سائمن کمیشن سنہ ۱۹۲۷ء

اس دفعہ پر عمل کرتے ہوئے حکومت برطانیہ نے نومبر سنہ ۱۹۲۷ء میں ایک شاہی کمیشن مقرر کیا۔ اس کے صدر برطانیہ کے مشہور مُقنن اور سیاستداں سر جان سائمن تھے۔ ان کے نام کی نسبت سے عرف عام میں اسے سائمن کمیشن کہتے ہیں۔ سائمن کمیشن نے دو مرتبہ ہندوستان کا دورہ کیا۔ پہلا دورہ ماہ فروری سنہ ۱۹۲۸ء سے لیکر ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۸ء تک رہا۔ دوسرے دورے

کی مُدت ماہ اکتوبر ۱۹۲۸ء سے لیکر ماہ اپریل ۱۹۲۹ء تک ہے۔ مناسب تحقیقات کے بعد ماہ مئی ۱۹۳۰ء میں سائمن کمیشن نے برطانوی پارلیمنٹ کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کی جس میں وفاق ہند کے قیام پر زور دیا گیا تھا۔ رپورٹ کی سفارشات کا ماحصل یہ تھا کہ ہندوستان کی از سرِنو وفاقی پیمانے پر تنظیم کی جائے اور ہندوستانی ریاستوں کو بھی جدید نظام حکومت میں آن شامل ہونے کا موقع دیا جائے۔

مگر چونکہ سائمن کمیشن صرف برطانوی ہند میں تحقیقات کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا، اسلئے وہ نہ تو والیانِ ریاست اور ریاستی ارباب اختیار وغیرہ کی شہادتیں قلمبند کر سکا اور نہ اس نے وفاق ہند کی جزئیات کی تفصیل پیش کی۔ تاہم کمیشن کے صدر سر جان سائمن نے وزیر اعظم کو ایک مراسلہ لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ برطانوی ہند اور ریاستوں کے تعلق کو جن طریقوں سے ہموار کرنا مقصود ہو، اُن طریقوں کی جانچ پڑتال فوراً شروع ہو جانی چاہیئے۔

گول میز کانفرنس

اس پر ملک معظم کی حکومت نے لندن میں گول میز کانفرنس طلب کی۔ اس کانفرنس میں برطانوی ہند اور برطانیہ کے نمائندوں کے علاوہ والیان ریاست ہائے ہند اور انکے وزرا کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تاکہ شاہی کمیشن کی سفارشات کو سامنے رکھتے ہوئے ہندوستان کی آئندہ سیاسی بہبودی کے لئے راستہ نکالا جائے۔

ریاستیں اور وفاق

یہ سمجھنے کے لئے کہ ہندوستانی ریاستیں کیوں گول میز کانفرنس میں شریک ہوئیں ہمیں چند قدم پیچھے ہٹ کر ہندوستان کی تاریخ پر ایک نظر ڈالنی ہوگی۔ موجودہ ہندوستانی ریاستیں بھی ایسی

دورِطوائف الملوکی کی پیداوار ہیں جو سلطنتِ مغلیہ کا چراغِ حیات بجھنے کے بعد ملک پر طاری ہوا تھا۔ اِس دورِ ابتلا میں اصُول حیات یہ تھا کہ جسکی لاٹھی، اسی کی بھینیس۔ اس اصُول کی رُو سے ریاستیں خود مختار آزاد اور مطلق العنان تھیں۔ مگر جب ایسٹ انڈیا کمپنی کی طاقت ہندوستان میں بڑھنے لگی تو ریاستوں کو کمپنی کا اقتدار تسلیم کرنا پڑا۔ تاہم ابتدا میں کمپنی اور ریاستوں کے تعلقات کسی معاہدے وغیرہ کے پابند نہیں تھے۔ صُورت یہ تھی کہ کمپنی کو خارجی اور عسکری معاملات پر پورا پورا قابُو حاصل تھا اور اپنی ریاستوں کی حدود کے اندر اندر والیانِ ریاست خود مختار حکمرانوں کی طرح راج کرتے تھے۔

غدر ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان کی حکومت تاجِ انگلستان کو منتقل ہوئی تو حکومت برطانیہ اور ریاستوں کے مابین سندوں، میثاقوں اور معاہدوں کی صُورت میں سیاسی عہدنامے ہُوئے۔ مگر تعلقات کی پوچھو تو وہ پھر بھی ویسے ہی رہے۔ حسبِ سابق داخلی معاملات میں ریاستی حکمران آزاد تھے اور خارجی اور عسکری معاملات کی باگ ڈور حکومت برطانیہ کے پنجہ میں تھی۔ البتہ جب انگریزوں کو یہ یقین ہو جائے کہ والئے ریاست انتظامی صلاحیت سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے ریاست کی رعایا کے لئے باعِث نقصان ثابت ہو رہا ہے، تو اِس صُورت میں وہ ریاست کے اندرونی معاملات میں بھی مداخلت کرنے کے مجاز تھے۔ ۱۹۱۹ء تک برطانوی ہند اور ہندوستانی ہند (ریاستیں) ایک دُوسرے سے بالکل بے خبر رہے۔ برطانوی ہند کے باشندے ریاستوں کے معاملات سے کم و بیش بیگانہ تھے۔ مونٹ فورڈ رپورٹ میں اس بات کا ذکر تو یقیناً آیا کہ دُور دراز مستقبل میں برطانوی ہند کے صُوبوں

اور ریاستوں میں الحاق ہو جانے کا امکان ہے مگر ایک ایسے وفاقِ ہند کا جس میں شامل ہو کر صوبے اور ریاستیں ایک ہی رشتہ میں منسلک ہو جائیں لوگوں کے دماغوں میں کوئی تصور نہیں تھا۔

اسی طرح ریاستیں بھی برطانوی ہند کے معاملات سے بے تعلق تھیں اور اپنے پرانے ڈھرے پر چلی جا رہی تھیں۔ جب ۱۹۱۹ء میں اصطلاحات رائج ہوئیں اور یہ نظر آنے لگا کہ ہندوستان کی حکومت بتدریج اس ملک کے باشندوں کو تفویض کی جا رہی ہے تو والیان ریاست چونکے اور انھوں نے اپنے مستقبل کے متعلق سوچنا شروع کیا۔ ابھی تک تو یہ صورت تھی کہ حکومت ہند برٹش گورنمنٹ کے نمائندہ کی حیثیت سے ریاستوں کے معاملات پر نگرانی رکھتی تھی اور انکی غور و پرداخت کرتی تھی۔ والیان ریاست اپنی اس حیثیت پر قانع اور اس انتظام سے مطمئن تھے۔ لیکن جب حکومت ملک کے باشندوں کو منتقل ہونے لگی تو انہیں فکر پڑی۔

ابتدا میں تو والیانِ ریاست نے برطانوی ہند کے باشندوں کی حکومت کے ماتحت ہونے سے انکار ہی کر دیا۔ اور یہ مطالبہ کرنے لگے کہ ریاستوں اور برطانوی ہند کے درمیان جو اقتصادی تعلق ہے اُس پر نظرثانی کی جائے۔ اس پیچیدگی کو سلجھانے کے خیال سے ملک معظم کی حکومت نے ۱۹۲۷ء میں سر ہارکورٹ بٹلر کی صدارت میں ایک کمیٹی مقرر کی۔ اس کمیٹی کا کام، جسے عام طور پر بٹلر کمیٹی کہتے ہیں، یہ تھا کہ ریاستوں اور قوت اعلیٰ یعنے برطانیہ عظمیٰ کے مابین جو سیاسی رشتہ ہے، اسکے متعلق تحقیق و تفتیش کرے۔

ملک میں ریاستوں اور برطانوی ہند کے تعلقات کے مسئلہ میں بہت

دلچسپی لی جانے لگی اور عام طور پر یہ خیال ظاہر کیا جانے لگا کہ ہندوستان میں ایک وفاقی حکومت کے قیام ہی سے جس میں ریاستیں بھی شامل ہونگی، اِس سوال کو حل کیا جاسکتا ہے۔ سائمن کمیشن نے بھی (جیسا کہ اُوپر بتایا گیا ہے) یہی رائے ظاہر کی کہ چُونکہ ہر اعتبار سے صُوبے اور ریاستیں ایک دُوسرے سے پیوستہ ہیں، اسلئے اُنہیں وفاقِ ہند میں شامل ہونے کا موقع دیا جائے۔ سائمن کمیشن کی سفارش اور والیانِ ریاست کی شمولیت وفاق پر آمادگی ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ گول میز کانفرنس طلب کی گئی اور اس میں ریاستوں کو بھی بلایا گیا۔

قرطاس ابیض ماہ مارچ ۱۹۳۳؁ء میں حکومت برطانیہ نے قرطاس ابیض شائع کیا۔ اس میں وفاقِ ہند کی تشکیل کی تجویزیں درج تھیں۔ ان تجویزوں پر غور کرنے کے لئے برطانوی پارلیمنٹ کی ایک چیدہ کمیٹی بنائی گئی (جسکے صدر لارڈ لنلتھگو تھے)۔ اس کمیٹی نے ہندوستانی نمائندوں سے مشورہ کیا اور تجویزوں پر غور کرنے کے بعد اپنی رپورٹ پیش کی۔ اسی رپورٹ پر جو ماہ اکتوبر ۱۹۳۴؁ء میں پیش کی گئی تھی گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵؁ء مبنی ہے جسے باختصار جدید دستور کہدیا جاتا ہے۔ جدید دستور کی رُو سے تاج انگلستان کے ماتحت ہندوستان میں ایک وفاقی حکومت قائم ہوتی ہے۔ اس میں گورنروں اور چیف کمشنروں کے صُوبے اور وہ ریاستیں شامل ہونگی جو شمولیت پر رضامند ہوں۔

جدید دستور کا خاکہ وفاق کی عاملہ قوت کا استعمال گورنر جنرل ملک معظم کے نائب کی حیثیت سے کریگا۔ اسکے فرائض میں خصوصی ذمہ داریاں بھی شامل ہیں چیدہ کمیٹی کے الفاظ میں "یہ خصوصی ذمہ داریاں حکومت یا حکومت کے محکموں کا کوئی جُداگانہ دائرۂ عمل نہیں وضع کرتیں جس سے وزیروں کو باہر رکھا جائیگا" بلکہ صرف اتنا ہے کہ "ان کے وضع کردہ دائرۂ عمل

میں گورنر جنرل کیلئے دستوراً یہ مناسب ہوگا کہ وزیروں سے مشورہ لینے کے بعد اسے رد بھی کرسکے یا اسکے خلاف عمل کرسکے بشرطیکہ اُسنے اپنی غیر پابند قوت فیصلہ کی مدد سے یہ رائے قائم کی ہو کہ معاملہ زیرِ غور کی صُورت حال اس کی متقاضی ہے"

اُن معاملات کو چھوڑ کر جن میں تمیز خصُوصی کے استعمال کا سوال درپیش ہوگا، باقی باتوں میں گورنر جنرل کی امداد اور اُسے مشورہ دینے کیلئے وزیروں کی ایک کونسل ہوا کریگی "تمیز خصوصی کے استعمال" کا مفہوم یہ ہو کہ ایسا قدم اٹھاتے وقت گورنر جنرل وزیروں کے مشوروں سے بالا ہوگا۔ اُن معاملات میں جو تمیز خصُوصی سے متعلق ہوں گے، وہ چاہے گا تو مشورہ طلب کریگا اور نہ چاہے گا تو معاملات کو وزیروں سے بالا بالا طے کر دے گا۔

وفاقی جماعت قانون ساز گورنر جنرل بحیثیت نمائندۂ تاج اور دو ایوانوں پر مشتمل ہوگی۔ ایک کونسل آف سٹیٹ کہلائے گا اور دُوسرے کا نام ہاؤس آف اسمبلی ہوگا۔

سندھ بمبئی سے اور اڑیسہ بہار اڑیسہ سے علیحدہ ہو کر نئے صُوبے بن گئے ہیں۔

صوبوں میں عاملہ قوت ملک معظم کی طرف سے گورنر استعمال کرینگے۔ انکے فرائض میں بھی خصوصی ذمہ داریاں شامل ہیں۔ ان معاملات کو چھوڑ کر جن کا تمیز خصوصی کے استعمال سے تعلق ہے، باقی امور میں گورنر کی مدد اور اُسے مشورہ دینے کے لئے وزیروں کی کونسلیں ہوں گی۔ ہر صُوبے میں ایک جماعت قانون ساز ہے، جو بعض صُوبوں میں ایک اور بعض میں دو ایوانوں پر مشتمل ہے۔ مدراس، بمبئی، بنگال، صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ، بہار اور آسام میں یہ جماعت کونسل، اسمبلی اور گورنر (بحیثیت نائب ملک معظم) پر مشتمل ہے اور باقی صوبوں میں گورنر اور اسمبلی پر۔ +

باب ۳

قیامِ وِفاق کے اِمکانات

یوں تو ہندوستان کی فضا تقریباً رُبع صدی سے قیامِ وِفاق کے لئے بتدریج تیار ہو رہی تھی مگر ۱۹۳۰ء میں یہ صاف نظر آنے لگا کہ ملک کے لئے جو دستورِ اساسی قریب مستقبل میں ترتیب دیا جائیگا اسکی بنیاد وفاقی اصول پر ہو گی۔ ایسے چند در چند امکانات عیاں تھے جن سے یہ معلوم کر لینا کچھ دشوار نہ تھا کہ ملک کے مختلف حِصّوں کے باشندے فی الحقیقت وفاقی زاویۂ نگاہ رکھتے ہیں اور ہندوستان میں وہ تمام حالات موجُود ہیں جن کی بنا پر اس مُلک میں وفاقی طرز کی حکومت قائم ہو سکتی ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم جدید دستور کا تفصیلی ذکر شروع کریں ان امکانات پر جو ۳۰ء کے بعد سے اور بھی قوی ہو گئے ہیں ایک سرسری نظر ڈالنی چاہتے ہیں

قومیت اور صوبائیت ماہرین دستور سازی کا یہ قول ہے کہ وفاقی الحاق کسی ملک کے باشندوں کے لئے اسی وقت قابل قبول ہو سکتا ہے جب وہ سیاسی الحاق تو چاہتے ہوں مگر اتحاد کے خواہشمند نہ ہوں۔ دُوسرے الفاظ میں انکا زاویۂ نگاہ تو قومی ہوتا ہے مگر اسکے ساتھ ہی وہ اپنی صوبائیت کو بھی برقرار رکھنے کے آرزومند ہوتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ قومیت اور صُوبائیت کے جذبات ایک دُوسرے

کا توازن برقرار رکھنے کا کام کرتے ہیں۔

اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ برطانوی ہند کے صوبوں میں اس قسم کی بنی ہوئی ذہنیت باشندوں کا خاصہ ہے۔ وہ قوم پرستی کے جذبے سے یقیناً سرشار ہیں اور وہ اس پر بھی ناز کرتے ہیں کہ ہمیں ہندوستانی قوم کا ایک جزو ہونیکا شرف حاصل ہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی وہ اپنے صوبائی شعار کو بھی کسی طرح فراموش کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

مدراس اور بمبئی میں ابھی تک اُس پُرانی صوبائی خود اختیاری کی بُو ہے جسے لارڈ کرزن تک کے دور میں (جبکہ تحریک مرکزیت حکومت خوب زوروں پر تھی) کلکتے کی حکومت دور نہ کر سکی۔ بہار میں، جو ۱۹۱۲ء میں بنگال سے علیحدہ کر کے صوبہ بنایا گیا، صوبائیت کا جذبہ بہت جلد نشو و نما پاتا چلا گیا۔ تمدن و معاشرت کے اعتبار سے یہ صوبہ اپنے ہمسایہ صوبہ متحدہ سے بڑا گہرا رشتہ رکھتا ہے، مگر اسکے باوجود بھی اسمیں صوبائیت ترقی کر گئی۔ بنگال میں انیسویں صدی کے اواخر ہی سے قوم پرستی کا زور ہے مگر اس صوبے کے باشندے بھی صوبائیت کو کبھی فراموش نہیں کر سکے۔ وہ جانتے ہیں کہ لسانی و تمدنی اعتبار سے ہمارے اور ہندوستان کے دیگر حصوں کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل ہے اور اسلئے وہ صوبائی اتحاد کی کوششوں کو کبھی فراموش نہیں کرتے۔ ہندوستان کے باقی صوبوں کی حالت بھی کم و بیش یہی ہے۔ قومیت اور صوبائیت دونوں جذبے ایک ساتھ لوگوں کی ذہنیتوں پر اپنے اثرات جما رہے ہیں۔ وفاقی حکومت کے قیام سے ان دونوں جذبات کی نشو و نما کیلئے گنجائش نکلتی ہے۔

ریاستوں کا مسئلہ

اب رہیں ریاستیں۔ انکا مسئلہ البتہ پیچیدہ ہے۔ جہاں تک جغرافیائی اور لسانی حیثیتوں کا تعلق ہے، بہت کم ریاستیں اِسبات کا دعوٰی کر سکتی ہیں

کہ وہ کسی منفرد مقامی حیثیت کی مالک ہیں۔ اکثر ریاستیں ایسے علاقوں پر مشتمل ہیں جو برطانوی ہند کے ہمسایہ صوبوں میں شامل کئے جا سکتے ہیں۔

ان ریاستی علاقوں کے باشندے ہمسایہ برطانوی صوبوں کے باشندوں سے ہر قسم کا اشتراک رکھتے ہیں۔ ریاستی علاقے کی جو حدود فاصل بنی ہوئی ہیں وہ نقلی حدیں ہیں۔ ورنہ کیا باعتبار نسل، کیا باعتبار مذہب، کیا باعتبار زبان اور کیا باعتبار تمدن و معاشرت ان میں اور برطانوی صوبوں کے باشندوں میں کوئی فرق نہیں۔

مگر ان تمام باتوں کے باوجود اس سنگین حقیقت کو نظر انداز کرنا مشکل ہے کہ ہر ریاست کے باشندوں کے تصورات اور جذبات اپنی ریاست ہی کی مقامی فضا سے متاثر ہوتے ہیں۔ اُن میں اگر حب الوطنی کا جذبہ ہے تو اس جذبے کا مرکز انکے حکمرانوں کا خاندان ہے جس سے وہ نسلہا نسل سے وابستۂ اطاعت چلے آتے ہیں۔ ان میں اگر جذبۂ مطابعت و وفاداری ہے تو اُس کا تنہا مصرف یہ ہے کہ وہ اپنے حکمراں کا احترام کرتے ہیں۔

اب یہ کام والیانِ ریاست کا ہے کہ وہ وفاقِ ہند میں شامل ہو کر اسے تقویت دیں۔ یہ بات کسی شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ والیانِ ریاست میں سے ہر ایک اپنے ملک کی سابقہ روایات پر جن سے کسی نہ کسی حد تک اسے بھی تعلق ہے فخر و ناز کرتا ہے۔ والیانِ ریاست کو اس امر کا بھی احساس ہے کہ دفاع اور تجارتی ضرورتوں کے پیش نظر ہندوستان کو اپنے اجزا کے سیاسی الحاق کی ضرورت ہے۔ اِن تمام امور کے پیش نظر اس کا قوی امکان ہے کہ ریاستیں بھی وفاقی الحاق کو قبول کر لیں گی

باب ۴

قدیم سے جدید کی طرف

قیامِ وفاق سے ہندوستان کے نظامِ حکومت میں بعض اہم تبدیلیاں رُونما ہوتی ہیں۔ جن کا مُطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ پُرانے نظامِ حکومت میں ہندوستان کے صُوبے کشورِ ستانِ ہند کے بہت سے انتظامی اجزا تھے جنہیں اپنی اپنی جگہ محدُود اختیاراتِ حکمرانی حاصل تھے۔ مُکمل اختیار گورنمنٹ آف انڈیا ہی کے ہاتھوں میں تھا۔ گورنمنٹ آف انڈیا اپنی جگہ وزیرِ ہند کے ماتحت تھی۔ وزیرِ ہند تاج کا ذمہ دار ایجنٹ تھا۔ ہندوستان کے مُعاملات میں وہ تمام اختیارات وزیرِ ہند استعمال کرتا تھا جو ملک معظم کو حاصل ہیں۔ اسی طرح اُن تمام اُمُور پر جو ہندوستان کی حکومت اور اس کے مالیہ سے متعلق ہیں وزیرِ ہند کو نگرانی رکھنے اور ہدایات جاری کرنے کا اختیار تھا۔ گورنر جنرل کے لئے یہ لازمی تھا کہ وہ وزیرِ ہند کے احکامات کی مُطابعت کرے

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء نے وزیرِ ہند کے ان اختیارات میں کچھ کمی کی اور صُوبوں کی حکومتوں کے نام احکامات جاری کرنے کا جو اختیار گورنمنٹ آف انڈیا کو حاصل تھا اس میں بھی کچھ فرق پڑا۔ مگر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۵ء کا یہ اصُول پھر بھی جُوں کا توں رہا کہ "ہر مقامی حکومت گورنر جنرل باختیار کونسل کے احکامات پر سرِ تسلیم خم کرے گی"۔

البتہ ۱۹۱۹ء کے ایکٹ سے (جیساکہ گذشتہ باب میں بتایا جاچکا ہے) صوبوں کو محدود خود اختیاری ملی۔

حکومت کی املاک کو فروخت کرنے یا گرو رکھنے یا مالیہ پر قرضہ لینے کا اختیار بھی مرکزی اور صوبجاتی حکومتیں وزیر ہند با اختیار کونسل ہی کے نام پر استعمال کرتی تھیں اور اس لین دین کے سلسلے میں نالش کرنے کا حق بھی صرف وزیر ہند ہی کو تھا اور اگر فریق مخالف کی طرف سے نالش کی جاتی تھی تو وہ بھی وزیر ہند ہی پر کی جاتی تھی۔

مگر جدید دستور کے ماتحت گورنر جنرل براہ راست ملک معظم سے اختیارات حاصل کرے گا اور ملک معظم کی جانب ہی سے انہیں استعمال بھی کرے گا۔ جس حد تک گورنر جنرل اپنے وزیروں کی کونسل کے مشوروں اور اسکی صلاح کے مطابق کام کرے گا وہ وزیر ہند کی ماتحتی کے دائرے سے باہر رہے گا۔ تفویض اختیارات کے معاملے میں یہی اصول صوبوں کے لئے بھی ہے۔ صوبوں کے گورنر براہ راست ملک معظم سے اختیارات حاصل کریں گے اور ملک معظم کے نائبین کی حیثیت سے ان اختیارات کو کام میں لائیں گے صرف اسی حالت میں وہ مرکزی حکومت کے احکامات ماننے پر مجبور ہوں گے جب وہ اپنے وزیروں کے مشوروں کے بغیر یا اُن کے مشوروں کے خلاف کوئی قدم اٹھائینگے۔

پھر گورنر جنرل اور گورنر اپنے مشیر اور مددگار پسند کرنے کے معاملے بھی بالکل آزاد ہیں۔ ملک معظم اُن کے مشیروں وغیرہ کا تقرر نہیں کریں گے۔ مجالس عاملہ کے ممبروں، بمبئی مدراس اور بنگال کے ایڈوکیٹ جنرلوں اور پادریوں وغیرہ کا تقرر ملک معظم کرتے آئے ہیں یہ سلسلہ بھی منقطع ہوجائے گا۔ البتہ کمانڈر انچیف کو ملک معظم ہی مقرر کریں گے کیونکہ ہندوستان کی فوجیں جن کا وہ سر عسکر ہو گا ملک معظم کی "افواج مقیم ہند" ہوں گی۔ صوبوں

کے شعبۂ عاملہ میں بھی کوئی افسر ملک معظم کی طرف سے تقرری نہیں پائے گا۔

قدیم دستور کے ماتحت ہر صوبجاتی قانون پر صوبے کے گورنر سے منظوری وغیرہ لے لینے کے بعد گورنر جنرل کی منظوری حاصل کرنا بھی ضروری ہوتا تھا۔ جدید دستور کی رُو سے گورنر ہی صوبجاتی جماعت قانون ساز کے منظور کئے ہوئے قانون کو ملک معظم کے نام پر منظوری دیکر نافذ کر سکتا ہے۔

پہلے کسی صوبے کی جماعت قانون ساز کو کوئی ایسا قانون بنانے کا اختیار نہیں تھا جس کا پارلیمنٹ کے کسی قانون پر اثر پڑے۔ جدید دستور صوبجاتی ایوالوں کو اختیار دیتا ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے کسی قانون کی کسی ایسی دفعہ میں ترمیم کرلیں جو کسی خاص صوبے پر اثر انداز ہوتی ہو۔ مگر یہ اختیار مشروط ہے۔ ایوالوں کو پہلے گورنر جنرل (با اختیار تمیز خصوصی) کی اجازت اور ملک معظم کی منظوری حاصل کرنی ہوگی۔

پہلے ہمہ گیر قانون سازی کا اختیار مرکزی اسمبلی ہی کو حاصل تھا اور صوبہ جاتی حکومتیں صرف صوبے کے "امن اور بہتر حکومت" کے سلسلے میں قانون بنا سکتی تھیں، نئے دستور کی رُو سے وفاقی عدالت کے علاوہ باقی تمام عدالتوں کے نظم و نسق پر (جہانتک صوبہ جاتی امور کا تعلق ہے) صوبوں کی مقامی حکومتوں کو پورا پورا قابو حاصل ہوگا۔ پہلے قانون سازی کے ان محدود اختیارات میں بھی جو صوبوں کی حکومتوں کو ملے ہوئے تھے مرکزی اسمبلی کو ترمیم تنسیخ کا اختیار تھا۔ جدید دستور کے ماتحت ان امور پر جو صوبجاتی حکومتوں کی فہرست اختیارات میں درج ہیں، صوبجاتی جماعت قانون ساز قانون بنا سکتی ہے اور وفاقی جماعت قانون ساز کو اس قسم کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

قدیم دستور کی رُو سے برطانوی ہند کے کسی صوبے کی حدود میں تبدیلی کرنے کا

گورنمنٹ آف انڈیا ہی کو اختیار تھا۔ جدید دستور نے یہ اختیار ملک معظم باختیار کونسل کو تفویض کردیا ہے۔ پھر دستور کی ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ اس اختیار کو استعمال کرنے سے پہلے ملک معظم صوبجاتی حکومت اور صوبجاتی جماعت قانون ساز کے خیالات معلوم کرینگے۔

اب تک یہ طریقہ رہا کہ اگر کسی صوبجاتی حکومت کو گورنمنٹ آف انڈیا سے کوئی شکایت ہے یا وہ کسی دُوسری صوبجاتی حکومت کی شاکی ہو تو وہ اپنی شکایات گورنمنٹ آف انڈیا کے سامنے پیش کرے۔ گورنمنٹ آف انڈیا شکایات سننے کے بعد فیصلہ صادر کرتی تھی۔ اگر صوبجاتی حکومت اس فیصلے سے مطمئن نہ ہوتی تھی تو وہ وزیر ہند کے آگے اپیل پیش کردیتی تھی۔ جدید دستور نے اس طریق کو بدل دیا۔ اب صُوبجاتی حکومت اپنی شکایات وفاقی عدالت کے سامنے پیش کرسکتی ہے۔

پہلے یہ دستور تھا کہ کوئی صوبجاتی حکومت اپنی ملکیت یا آمدنی پر گورنمنٹ آف انڈیا کی منظوری کے بغیر قرضہ نہیں لے سکتی تھی۔ جدید دستور کی رُو سے اجازت لینے کا سوال صرف اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب صوبجاتی حکومت وفاقی حکومت کی قرضدار ہو یا اُسے کوئی ایسا قرضہ اُتارنا ہو جسکی ضمانت وفاقی حکومت نے دے رکھی ہے یا صوبجاتی حکومت ہندوستان کے باہر سے قرضہ لینا چاہتی ہو۔ اِن صُورتوں کے علاوہ اجازت کی کوئی قید نہیں۔

پہلے حکومت کے لین دین کے معاملے میں وزیر ہند ہی کی طرف سے نالش ہوسکتی تھی یا اگر فریق مخالف نالش کرے تو وہ وزیر ہند ہی پر دعویٰ کرسکتا تھا۔ جدید دستور کے ماتحت صوبجاتی حکومت مدعی بھی ہوسکتی ہے اور اسپر نالش بھی کی جاسکتی ہے ✢

باب ۵

"تاج" اور ریاستیں

ہندوستانی ہند یعنے ریاستوں کی حیثیت اور ان کے مرتبے کی نوعیت برطانوی ہند سے بالکل مختلف ہی۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہی ریاستوں میں مطلق العنان والیانِ ریاست حکومت کرتے ہیں جو تاج انگلستان کے ماتحت ہیں۔ جدید دستور کی جو دفعات وفاق ہند میں ہندوستانی ریاستوں کے داخلہ سے متعلق ہیں، انکی بنیا د ریاستوں کی اسی موجودہ دستوری حیثیت پر رکھی گئی ہے۔ چونکہ جدید دستور کو سمجھنے کے لئے اِس حیثیت کو سمجھنا ضروری ہے، اس لئے یہ باب اس کی تشریح کے لئے وقف کیا جاتا ہے۔

اقتدارِ اعلیٰ تاج انگلستان اور ہندوستانی ریاستوں کے تعلق کی نوعیت کچھ عجیب سی ہے جسکی نظیر دنیا کے کسی اور ملک کی دستوری تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ تعلق اِس تمام عرصے میں جسے برطانوی راج سے تعبیر کیا جاتا ہے، آہستہ آہستہ بڑھا اور ڈھلا ہے۔ ہندوستانی ریاستیں کسی حد تک اقتدار اعلیٰ کی مالک ہیں اور صلحناموں، معاہدوں، سندوں اور سیاسی روایات وغیرہ کے ذریعے تاج انگلستان سے وابستہ بھی ہیں۔

اٹھاویں صدی میں جب انگریزوں کے اقتدار کا ہندوستان میں آغاز تھا ریاستوں اور انگریزی حکومت کے مابین دو آزاد سلطنتوں کی حیثیت سے معاہدے ہوئے تھے مگر

کچھ عرصے بعد انگریزی مقبوضات بڑھنے لگے اور انگریزی سلطنت کے ہندوستان میں قدم جم گئے۔ شروع میں جو حالت تھی، اب حیثیت اُس سے مختلف ہوگئی حیثیتیں بدلیں تو انگریزوں اور ریاستوں میں جو تعلق تھا اسکی نوعیت میں بھی تبدیلی ہونے لگی مثلاً ۱۷۷۳ء میں مہاراجہ کوچ بہار نے ایک ایسے معاہدے پر دستخط کیے جس میں مہاراجہ کی طرف سے ایسٹ انڈیا کمپنی کی اطاعت اور ماتحتی کا اقرار کیا گیا تھا۔ اسی طرح ۱۷۹۹ء میں میسور کے ساتھ، ۱۸۱۶ء میں ناگپور کیساتھ اور ۱۸۱۸ء میں بیکانیر کے ساتھ کمپنی نے ایسے معاہدے کیے جن کی رُو سے یہ ریاستیں برضا و رغبت کمپنی کے سرپرستانہ تحفظ میں آگئیں۔ ۱۸۱۸ء ہی میں اودے پور اور جودھپور کی ریاستوں نے بھی "ماتحت تعاون" منظور کر لیا اور معاہدوں پر دستخط کر دیئے۔

اِن معاہدوں کا حکومت اعلیٰ حتی الوسع احترام کرتی تھی۔ مگر جب ذمہ داریاں بڑھنے لگیں تو ضرورتاً وہ ایسے قدم بھی اٹھانے لگی جن کی تکمیل کے لئے اسے عہدناموں کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کرنا پڑتا تھا۔

سیاسی روایات غدر ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان کی عنانِ حکومت انگلستان کے بادشاہ نے سنبھالی اور حکومت برطانیہ ریاستوں میں معیار حکمرانی کو بلند کرنے کی طرف متوجہ ہوئی۔ اِس غرض کے لئے اس کو اپنے اختیارات برتری ایسٹ انڈیا کمپنی کی بہ نسبت زیادہ وسیع کرنے پڑے۔ گدی نشینی کے لئے برطانوی ارباب اختیار کی رضا حاصل کرنے کی شرط لگا دی گئی۔ متنازعہ فیہ معاملات میں حکومت برطانیہ کا فیصلہ آخری لفظ سمجھا جانے لگا۔ والئ ریاست کے نابالغ ہونے کی صورت میں ایجنٹ کا تقرر حکومت کی مرضی سے ہونے لگا۔ یُوں صلحناموں اور معاہدوں وغیرہ کے پہلو بہ پہلو سیاسی روایات بھی

قائم ہوتی گئیں اور تمام ہندوستانی ریاستیں تاجِ برطانیہ کے ماتحت آگئیں جسے دولت برطانیہ کشورستان ہند یا کسی ریاست کے مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے آزاد طور پر قدم اُٹھانے کا اختیار حاصل ہے۔

موجودہ پوزیشن چنانچہ اب مُسلّمہ صورت حال یہ ہے کہ عہدناموں اور سندوں وغیرہ کی رُو سے ریاستوں کو حقوق اور مراعات تو حاصل ہیں مگر وہ تاجِ برطانیہ کے ماتحت ہیں تاج اپنی اس سیاسی فوقیت کی بنا پر جو سیاسی روایات وغیرہ سے اسے حاصل ہو چکی ہے صلحناموں وغیرہ کی پابندی سے آزاد رہتے ہوئے بھی جو قدم چاہے اُٹھا سکتا ہے۔ مگر ریاستی عدالتوں، پولیس اور سکّہ سازی پر اسے کوئی قابو حاصل نہیں ہے۔ اسی طرح ریاستی علاقہ اور ریاستی باشندے بھی برطانوی ملکیت نہیں ہیں گو ریاستوں کے فوجی اختیارات میں تاجِ برطانیہ حصّہ دار ہو سکتا ہے۔

ریاستیں اور شمولیتِ وفاق اس اعتبار سے والیانِ ریاستہائے ہند اپنی مرضی ہی سے وفاقِ ہند میں شامل ہو سکتے ہیں، انہیں مجبور نہیں کیا جا سکتا چنانچہ جدید دستور اپنی طرف سے کسی ریاست کو وفاق میں شریک نہیں کرتا۔ بلکہ اس میں صرف ریاستوں کی شمولیت کا طریق کار اور اسکے نتائج ظاہر کر دیئے گئے ہیں۔ یہ ریاستوں کی مرضی پر ہے کہ چاہے تو وفاق میں آن شامل ہوں، نہ چاہیں تو نہ ہوں۔

وثیقۂ شمولیت میں وہ تمام امور درج کر دیئے جائیں گے جن پر کوئی والئی ریاست وفاقی حکومت کا اختیار تسلیم کرنے کیلئے رضامند ہوگا اور اس اختیار پر جو حدبندی وہ قائم کرنی چاہے گا، وہ بھی معرضِ تحریر میں آجائیگی۔ ہر ایک والئی ریاست ایک ضمنی وثیقۂ شمولیت بھی پیش کرے گا۔ اس وثیقے میں ایسے ریاستی امور کا تذکرہ ہوگا جن کا شمولیت

وِفاق پر تو کوئی اثر نہ ہوگا مگر جن میں پارلیمنٹ کے حسب حکم ترمیم ہوسکیگی۔ اسکا مفصل تذکرہ آگے آئیگا

اُن وثیقوں کو تاج نامنظور کر دے گا جو اسکی رائے میں وفاق کے اصُولوں کے منافی ہونگے لیکن جب ایک مرتبہ وثیقہ قبول کرلیا جائیگا تو پھر وہ وفاقی حکومت کے قانون سازا ورعاملہ اختیارات کے استعمال کے سِلسلے میں فیصلہ کن لفظ بن جائیگا۔ وثیقوں کو نامنظور کرسکنے کے اختیار میں یہ حکمت ہے کہ اس طرح سب وثیقے ایک ہی شکل میں حاصل کیئے جاسکتے ہیں ورنہ بعد میں لفظی تبدیلیوں کی وجہ سے وفاقی عدالت کو بعض فیصلہ طلب معاملات کے نصفیئے میں بڑی دشواری پیش آئے گی۔

تاج کے اختیارات وفاقی حکومت قائم ہوجانے کے بعد ریاستیں گورنر جنرل کی وساطت سے ملک معظم کی خدمت میں شمولیت کے لئے درخواستیں پیش کریں گی مگر بیس برس کا عرصہ گذر جانے کے بعد ایسی کوئی درخواست نہیں بھیجی جاسکے گی۔ تاوقتیکہ وِفاقی ایوان علیحدہ علیحدہ گورنر جنرل کو ملک معظم کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے یہ ایڈریس نہ دیں کہ ملک معظم ازراہ کرم فلاں ریاست کو شامل وِفاق کرلیں۔ ملک معظم کے وہ اختیارات جو گورنر جنرل مع کونسل ان کی طرف سے ریاستوں میں استعمال کرتا رہا ہے، اب تاج کو منتقل ہوجائیں گے۔ گویا ایک طرف تو تاج کا تعلّق برطانوی ہند اور وِفاق سے ہوگا اور دُوسری طرف ریاستوں سے۔ پہلے تعلّق کے امور گورنر جنرل کے ذمّے ہوں گے، دوسرے کے نمائندۂ ملک معظم کے سُپرد ہوں گے۔ ملک معظم ایک ہی شخص سے دونوں کام بھی لے سکتے ہیں ✢

باب ۶

وفاقی حکومت

شعبۂ عاملہ

جدید دستور سنہ ۳۵ء سے ہندوستان میں جو وفاقی حکومت قائم ہو رہی ہے، اس میں گورنروں کے صوبے، چیف کمشنروں کے صوبے اور وہ ہندوستانی ریاستیں شامل ہیں جو وفاق میں شامل ہونے پر آمادہ ہوں۔ اس باب میں ہم وفاقی حکومت ہند کے شعبۂ عاملہ کا تفصیل سے ذکر کریں گے۔ ہمارا ماخذ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ سنہ ۳۵ء ہے اور یہ کوشش کی گئی ہے شعبۂ عاملہ پر ایکٹ میں جتنی دفعات ہیں ان سب کو زیادہ سے زیادہ سلجھا کر پیش کر دیا جائے۔

گورنر جنرل گورنر جنرل کو جو ملک معظم کا نمائندہ ہے وفاقِ ہند میں عاملہ قوت اور اختیارات دیئے گئے ہیں، ملک معظم کمیشن سے اپنے خاص دستخطوں سے ہندوستان کے گورنر جنرل کا تقرر کیا کریں گے۔ ہر گورنر جنرل کو تاج کی طرف سے ایک وثیقہ ہدایات بھی ملا کرے گا۔ اس وثیقہ میں یہ ہدایات درج ہوں گی کہ اختیارات کا استعمال کس طرح کیا جائے گا۔ انتظام سلطنت کے سلسلے میں وفاقِ ہند میں جتنی عاملانہ کارروائیاں کی جائیں گی، وہ سب گورنر جنرل ہی کے نام پر ہوں گی۔

جدید دستور کی دفعہ ۸ میں وفاقِ ہند کے شعبۂ عاملہ کے اختیارات کی حدوں کی تصریح کی گئی ہے۔ اُن معاملات پر شعبۂ عاملہ کا اختیار چل سکے گا جنکے سلسلے میں وفاقی جماعت قانون ساز قانون بنا سکتی ہے۔ شعبۂ عاملہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ تاج کی طرف سے ہندوستان میں بحری بری اور ہوائی فوجوں کے لئے سپاہی بھرتی کرے۔ اور ان فوجوں کو رکھے۔ وہ حقوق بھی وفاقی شعبۂ عاملہ استعمال کرسکتا ہے جو کسی معاہدہ یا سند کی رُو سے یا سیاسی روایات کی بنا پر قبائلی علاقے میں ملک معظم کو حاصل ہیں۔

دو پابندیاں البتہ وفاقی عاملہ پر دو پابندیاں عائد کی گئی ہیں جو بہت اہم ہیں اوّل تو جہاں تک صوبوں کا تعلق ہے اُن امور پر وفاقی عاملہ کا کوئی اختیار نہیں جن کے سلسلے میں صوبجاتی جماعتہائے قانون ساز کو قانون بنانے کا حق دیا گیا ہے (تا وقتیکہ دستور میں صریحًا اسکے خلاف نہ بتایا گیا ہو) دُوسرے اُن ریاستوں میں جو وفاق میں داخل ہو چکی ہونگی، وفاقی عاملہ کا اختیار اُن ہی امور پر چل سکے گا جن کے متعلق والیانِ ریاست نے اپنے وثیقۂ شمولیت میں یہ ظاہر کردیا ہو گا کہ اِن اِن امور پر وفاقی جماعت قانون ساز کو قانون بنانے کا اختیار رہے۔ یہ یاد رہے کہ کسی والیٔ ریاست کو پھر بھی ان معاملات پر عاملانہ اختیار رہیگا جو وفاقی جماعت قانون ساز کے سپرد کردیئے جائیں گے۔ اُس کا یہ اختیار اسی وقت زائل ہو گا جب ایک وفاقی قانون کے ذریعہ سے وفاقی عاملہ کا اختیار قائم رکھتے ہوئے والیٔ ریاست کا انتظامی اختیار فسخ کردیا جائے۔

وفاقی عاملہ کے افسرِ اعلیٰ کی حیثیت سے گورنر جنرل کو بری بحری اور ہوائی فوجوں پر پورا قابو حاصل ہو گا مگر چونکہ گورنر جنرل کے اختیارات ملک معظم کی قوت کے

ماتحت ہیں اِسلئے ہندوستانی افواج کے کمانڈر انچیف کا تقرر ملک معظم ہی کریں گے

امُورِ محفوظ دفاعِ ملکی، امور مذہبی اور قبائلی علاقوں کے معاملات اُمُورِ محفوظ ہیں انکا انتظام گورنر جنرل "تمیز خصوصی" سے کام لیتے ہوئے کریگا۔ البتہ انکے انتظام میں مدد لینے کے لئے گورنر جنرل اپنے مشیر کار مقرر کر سکتا ہے۔ مشیروں کی تعداد تین سے زیادہ نہ ہوگی۔ یہ تینوں گورنر جنرل کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ وِفاقی وزرا کی طرح جماعت قانون ساز کے سامنے جوابدہ نہیں ہوں گے۔

گورنر جنرل کو مشیر مقرر کرنیکا اختیار دینے سے دستور کا یہ مطلب نہیں ہے کہ امور محفوظ کے سلسلے میں اسے اور لوگوں سے مشورہ کرنیکی ممانعت ہو۔ قرطاس ابیض نے یہ تجویز کیا تھا کہ گورنر جنرل کے وثیقہ ہدایات میں یہ بات لکھدی جائے کہ فوجی میزانیہ جماعت قانون ساز کے سامنے آنے سے قبل وہ وِفاقی وزرا سے صلاح لے لیا کرے دستور میں کوئی ایسی دفعہ نہیں ہے جو گورنر جنرل کو ایسا کرنے سے روکتی ہو۔ مگر آخری فیصلہ گورنر جنرل ہی پر چھوڑا گیا ہے۔

وزیروں کی مشاورتی کونسل حکمرانی کے باقی تمام فرائض گورنر جنرل دس وزیروں کی مدد اور ان کے مشوروں سے انجام دیگا۔ مگر اسکے باوجود کہ وزیروں کی مشاورتی کونسل تمام معاملات میں اسے مشورہ دیگی، وہ خصوصی ذمہ داریاں اور خصوصی اختیارات بجنسہٖ قائم رہینگے جو دستور نے اسے تفویض کئے ہیں۔ مشاورتی کونسل کے وزیر وِفاقی جماعت قانون ساز کے ممبروں میں سے لئے جائیں گے۔ جو ممبر چھ ماہ تک جماعت قانون ساز کا رکن نہ رہے گا وہ اس مُدت کے بعد وزارت سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔

جہاں تک تمیزِ خصوصی کے استعمال کا سوال ہے یہ بات بتا دینی چاہئے کہ اس

معاملے میں گورنر جنرل وزیر ہند کی ہدایات پر کام کریگا۔اور وزیر ہند ہدایات جاری کرنیسے پہلے اس بات کا اطمینان کرلیگا کہ اسکی ہدایات ملک معظم کی عطا کی ہوئی ہدایات سے (جو وثیقۂ ہدایات میں درج ہیں) مطابقت رکھتی ہیں۔جن باتوں کو دستور اساسی نے گورنر جنرل کی تمیز خصوصی کے حوالے کردیا ہے' ان پر وزرا کو صلاح مشورہ دینے کا قانوناً کوئی حق نہیں ہے گو جیسا کہ اوپر بتایا جاچکا ہے کوئی چیز اس میں مانع نہیں ہے کہ گورنر جنرل فیصلہ کرنے سے پہلے وزیروں سے مشورہ کرلے۔

مالی مشیر گورنر جنرل اپنا ایک مالی مشیر بھی مقرر کرسکتا ہے جدید دستور میں مالی مشیر کا فرض یہ بتایا گیا ہے کہ وہ وفاقی حکومت کو مالی مسائل پر اپنے مشورے پیش کریگا اور اپنے مشوروں کے ذریعہ گورنر جنرل کو اسکے فریضۂ خصوصی یعنی وفاقی حکومت کے استحکام اور اسکی ساکھ کے برقرار رکھنے میں مدد دیگا۔جہانتک مالی مشیر کے تقرر، اسکی علیحدگی، تنخواہ، الاؤنس اور اسٹاف وغیرہ کا تعلق ہے گورنر جنرل ان معاملات میں تمیزِ خصوصی سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کرے گا۔البتہ اگر گورنر جنرل کسی شخص کے تقرر کا فیصلہ کرچکنے کے بعد کسی اور شخص کو مالی مشیر بنانا چاہے تو وہ اپنے وزیروں سے اس معاملے میں ضرور صلاح لیگا۔

ایڈوکیٹ جنرل وفاقی حکومت کے لئے ایک ایڈوکیٹ جنرل بھی مقرر کیا جائے گا گورنر جنرل اسے مقرر کریگا۔ایڈوکیٹ جنرل بننے کے لئے رہائش اور وطنیت کی کوئی شرط نہیں ہے۔امیدوار خواہ برطانوی ہند کا رہنے والا ہو خواہ کسی ریاست کا۔ایڈوکیٹ جنرل قانونی معاملات میں وفاقی حکومت کو صلاح مشورہ دیگا اور جو مزید قانونی کام گورنر جنرل اسکے سپرد کریگا اسے بھی سر انجام دیا کریگا۔اپنے فرائض بجالانے میں اسے تمام برطانوی عدالتوں میں حق سماعت ہوگا۔البتہ ریاستوں میں یہ حق صرف ان مقدمات

میں استعمال ہو سکے گا جن میں وفاقی حکومت کے مفاد کا سوال اٹھتا ہو۔ ایڈوکیٹ جنرل کی مُدّت ملازمت اور تنخواہ گورنر جنرل کی مرضی پر منحصر ہیں۔

خصوصی ذمہ داریاں دستور کی دفعہ ۱۲ میں وہ اُمُور گنائے گئے ہیں جنکے سِلسِلے میں گورنر جنرل پر خصوصی ذمہ داری عائد ہوتی ہو۔ ذیل میں انہیں درج کیا جاتا ہے:۔

(۱) ہندوستان یا ہندوستان کے کسی حِصّہ کو بد امنی کا کوئی شدید خطرہ لاحق ہو تو اسکی طرف سے ملک کا تحفظ۔

(۲) وفاقی حکومت کے مالی استحکام اور اسکی ساکھ قائم رکھنے کی ذمہ داری۔

(۳) اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ۔

(۴) سرکاری نوکروں کو جو حقوق دیئے گئے ہیں ان حقوق کا تحفظ اور سرکاری نوکروں کے جائز مفاد کی حفاظت

(۵) شعبہ عاملہ کے دائرۂ عمل میں اُن مقاصد کا حاصل کرنا جو امتیازات (دستور کے پانچویں حصّے کے تیسرے باب) سے متعلق دفعات میں ظاہر کئے گئے ہیں۔

(۶) برطانوی یا برمی مال تجارت سے کوئی امتیازی سلوک روا رکھا جائے تو اسے روکنا۔

(۷) کسی ریاست یا اس کے حکمراں کے حقوق اور وقار کا تحفظ۔

(۸) اسبات کا خیال رکھنا کہ تمیز خصوصی یا انفرادی رائے کے استعمال میں گورنر جنرل کے راستے میں کوئی روک نہیں ہے

کسی معاملے میں گورنر جنرل تمیز خصوصی استعمال کرے تو اسکا مطلب یہ نہیں ہو کہ ہر مرتبہ جب کوئی ایسا سوال اٹھے گا جو اس معاملہ سے تعلق رکھتا ہوگا تو گورنر جنرل وزیروں سے مشورہ لئے بغیر ہی فیصلہ صادر کر دیگا۔ وزیر کسی صُورت میں اظہار رائے سے محرُوم نہیں رکھے جائیں گے البتہ جیسا کہ پہلے بھی اشارۃً بتایا گیا ہی گورنر جنرل ضرورت سمجھے تو وزیروں سے صلاح لینے کے بعد اُن سے اختلاف کر سکتا ہے اور انکے مشورے کے خلاف بھی قدم اٹھا سکتا ہے

باب ۷

وِفاقی حکومت

جماعت قانون ساز

وفاقی جماعت قانون ساز کے دو ایوان ہیں۔ کونسل اور اسمبلی۔ کونسل میں برطانوی ہند کے ۱۵۶ اور ریاستوں کے ۱۰۴ نمائندے ہوا کریں گے۔ برطانوی ہند کی ۱۵۶ نشستوں میں سے ۶ نشستیں گورنر جنرل باختیار تمیز خصوصی پُر کیا کرے گا۔ باقی گورنروں اور چیف کمشنروں کے صُوبوں اور فرقوں کے لئے ہوں گی۔ کونسل مستقل جماعت ہے۔ اسے توڑا نہیں جایا کرے گا۔ بلکہ اس کے ممبروں کا ایک تہائی حِصّہ ہر تیسرے برس سبکدوش ہو جایا کرے گا۔ اسمبلی میں برطانوی ہند کے ۲۵۰ اور ریاستوں کے زیادہ سے زیادہ ۱۲۵ نمائندے ہوا کریں گے۔ اگر درمیان میں ٹوٹ نہ جائے تو ہر اسمبلی پانچ برس تک رہا کرے گی۔

جماعت قانون ساز میں نمائندگی کی شرائط یہ ہیں کہ نمائندگی کرنے والا یا تو برطانوی ہند کا باشندہ ہو یا کسی وفاقی ریاست کا باشندہ یا حکمراں ہو۔ اگر اسمبلی میں نمائندہ بن کر آئے تو اسکی عمر ۲۵ برس سے کم نہیں ہونی چاہیئے۔ اور کونسل میں آئے

تو کم از کم تیس برس کی عمر ہو۔

وفاقی کونسل کونسل کے لئے انتخاب بلاواسطہ ہوگا۔ قرطاس ابیض اور چیدہ کمیٹی کی سفارشوں میں یہ تجویز کیا گیا تھا کہ کونسل کی ان نشستوں کے لئے، جو برطانوی ہند کی ہیں، انتخاب بالواسطہ ہونا چاہیئے یعنے صوبجاتی جماعتہائے قانون ساز کے ممبر وفاقی کونسل کے لئے ممبر منتخب کریں۔ مگر بعد کو، جب برطانوی پارلیمنٹ میں اس پر بحث ہوئی تو یہ نتیجہ نکلا کہ کونسل کے لئے انتخاب بلاواسطہ ہی رکھا گیا۔ برطانوی ہند میں کونسل کا انتخاب فرقہ وار ہوگا۔ ہندو مسلمان اور سکھ اپنے اپنے فرقے کی نشستوں کیلئے جُدا جُدا اپنے نمائندے منتخب کریں گے۔ البتہ انیگلو انڈین، یورپین، اور ہندوستانی عیسائی فرقوں کے لئے بالواسطہ انتخاب رکھا ہے۔ ان کے نمائندوں کو ان کے وہ ممبر چنیں گے جو صوبے کی کونسل یا اسمبلی میں ہوں گے۔

ریاستوں کے جو نمائندے وفاقی کونسل میں آئیں گے انہیں ریاستوں کے حکمراں مقرر کریں گے مگر ہندوستان میں ۶۰۰ ریاستیں ہیں اور جتنی نشستیں ریاستوں کے لئے مخصوص کی گئی ہیں ان کی تعداد صرف ۱۰۴ ہے۔ اس لئے یہ اصول رکھا گیا ہے کہ ہر ریاست کو اس کے مرتبے اور سلامی کی توپوں کے لحاظ سے نشستیں دیجائیں مثلاً حیدرآباد ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست ہے۔ اسے ۲۱ توپوں کی سلامی دی جاتی ہے۔ اس لئے حیدرآباد کو ۵ نشستیں دی گئی ہیں۔ ۲۱ توپوں کی سلامی لینے والی اور ریاستیں بھی ہیں مگر وہ حیدرآباد سے چھوٹی ہیں، اس لئے انہیں تین تین نشستیں ملی ہیں، جیسے کشمیر، گوالیار، میسور اور بڑودہ۔

جو ریاستیں بہت ہی چھوٹی ہیں اُن کے لئے یہ انتظام کیا ہے کہ ان کے بہت

سے حلقے بنا دیئے گئے ہیں۔ ایک ایک حلقہ کئی کئی ریاستوں پر مشتمل ہے۔ حلقہ کی ہر ریاست باری باری سے کونسل میں اپنا نمائندہ بھیجے گی۔ مثال کے طور پر وسط ہند میں جھابوا، سیلانا، اور سیتامئو، گیارہ گیارہ توپوں کی سلامی لینے والی ریاستیں ہیں۔ انہیں ایک حلقے میں کر دیا گیا ہے۔ اس حلقے کو کونسل میں ایک نشست ملے گی۔ اور تینوں ریاستوں کے حکمراں باری باری سے اپنا ایک ایک نمائندہ اس نشست پر بھیجا کریں گے۔

وفاقی اسمبلی گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء کی رُو سے مرکزی اسمبلی کیلئے انتخاب بلاواسطہ ہوتا تھا۔ چیدہ کمیٹی نے اس طریق کو مسترد کرنے کی سفارش کی جدید دستور ترتیب دینے والوں نے بھی یہ محسوس کیا کہ بلاواسطہ انتخاب سے ناقابل عبور مشکلات پیدا ہو جانے کا احتمال ہے۔ چنانچہ دستور میں وفاقی اسمبلی کے لئے بالواسطہ انتخاب رکھا گیا ہے۔ دُوسرے لفظوں میں وفاقی اسمبلی کو صُوبائی اسمبلیاں منتخب کیا کریں گی۔ یہ انتخاب فرقہ وارانہ اصُول نیابت کی بنیاد پر ہو گا۔ ہندوؤں میں پست اقوام کے لئے خاص انتظام کئے گئے ہیں مُسلمانوں ہندوؤں اور سِکھوں کے علاوہ یورپینوں، اینگلو انڈینوں، ہندوستانی عیسائیوں، نمائندگان تجارت، زمیندار طبقے، اور مزدُور جماعتوں اور عورتوں کے لئے بھی نشستیں رکھی گئی ہیں۔

ریاستوں کے لئے وفاقی اسمبلی کی نشستوں کی تقسیم آبادی کی بنا پر کی گئی ہے مثلاً ریاست حیدرآباد کو جسکی آبادی ۱۴ کروڑ ہے ~~۱۴~~ 16 نشستیں ملی ہیں۔ بیکانیر کی آبادی چونکہ صرف نولاکھ (936228) ہے اسلئے یہ ریاست صرف ایک ہی نشست کی مستحق قرار پائی۔

وفاقی کونسل اور اسمبلی کے لئے برطانوی ہند میں نشستوں کی صُوبہ وار تقسیم کے نقشے ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔ ان سے تفصیلات بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں:-

نشستوں کی تقسیم

ا۔ کونسل آف سٹیٹ

برطانوی ہند کے نمائندے

صوبہ یا فرقہ	کل نشستیں	عام نشستیں	پست اقوام کی نشستیں	سکھوں کی نشستیں	مسلمانوں کی نشستیں	عورتوں کی نشستیں
مدراس	۲۰	۱۴	۱	..	۴	۱
بمبئی	۱۶	۱۰	۱	..	۴	۱
بنگال	۲۰	۸	۱	..	۱۰	۱
صوبجات متحدہ	۲۰	۱۱	۱	..	۷	۱
پنجاب	۱۶	۳	..	۴	۸	۱
بہار	۱۶	۱۰	۱	..	۴	۱
صوبجات متوسط و برار	۸	۶	۱	..	۱	..
آسام	۵	۳	..	..	۲	..
شمال مغربی سرحدی صوبہ	۵	۱	..	..	۴	..
اوڑیسہ	۵	۴	..	..	۱	..
سندھ	۵	۲	..	..	۳	..
برٹش بلوچستان	۱	..	..	..	۱	..
دھلی	۱	۱	..	..	..	..
اجمیر مارواڑ	۱	۱	..	..	..	..
کورگ	۱	۱	..	..	..	..
اینگلو انڈین فرقہ	۱	..	..	..	..	..
یوروپین فرقہ	۷	..	..	..	..	..
ہندوستانی عیسائی	۲	..	..	..	..	..
میزان	۱۵۰	۷۵	۶	۴	۴۹	۶

۲۔ وفاقی اسمبلی

برطانوی ہند کے نمائندے

صوبہ	کل نشستیں	عام نشستیں		سکھوں کی نشستیں	مسلمانوں کی نشستیں	اینگلو انڈینوں کی نشستیں	یوروپینوں کی نشستیں	ہندوستانی عیسائیوں کی نشستیں	نمائندگان صنعت و تجارت کی نشستیں	زمینداروں کی نشستیں	مزدوروں کے نمائندوں کی نشستیں	عورتوں کی نشستیں
		کل عام نشستیں	پست اقوام کی محفوظ عام نشستیں									
مدراس	۳۷	۱۹	۹	-	۸	۱	۱	۲	۲	۱	۱	۲
بمبئی	۳۰	۱۳	۲	-	۶	۱	۱	۱	۳	۱	۲	۲
بنگال	۳۷	۱۰	۳	-	۱۷	۱	۱	۱	۳	۱	۲	۱
صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ	۳۷	۱۹	۳	-	۱۲	۱	۱	۱	-	۱	۱	۱
پنجاب	۳۰	۶	۱	۶	۱۴	..	۱	۱	..	۱	-	۱
بہار	۳۰	۱۶	۲	..	۹	-	۱	۱	..	۱	۱	۱
صوبجات متوسط و برار	۱۵	۹	۲	-	۳	-	-	-	..	۱	۱	۱
آسام	۱۰	۴	۱	-	۳	-	۱	۱	..	..	۱	..
شمال مغربی سرحدی صوبہ	۵	۱	-	-	۴	-	-	..	..	..	..	..
اڑیسہ	۵	۴	۱	-	۱	-	-	..	..	..	..	..
سندھ	۵	۱	..	-	۳	-	۱	..	..	..	..	..
برٹش بلوچستان	۱	-	..	-	۱	-	-	..	..	..	..	..
دہلی	۲	۱	-	-	۱	-	-	..	..	..	..	..
اجمیر ماروار	۱	۱	-	-	..	-	-	..	..	..	..	..
کورگ	۱	۱	..	-	..	-	-	..	..	..	..	..
غیر صوبائی نشستیں	۴	-	-	..	..	-	-	..	۳	..	۱	..
میزان	۲۵۰	۱۰۵	۱۹	۶	۸۲	۴	۸	۸	۱۱	۷	۱۰	۹

جماعت قانون ساز کے ایوانوں کا اجلاس سال بھر میں ایک مرتبہ ضرور ہوا کرے گا دوسرے لفظوں میں دو اجلاسوں کے درمیان بارہ مہینے سے کم ہی وقفہ ہونا چاہیئے۔ مناسب مقام یا وقت پر جماعت قانون ساز کا اجلاس طلب کرنے کا اختیار گورنر جنرل کو دیا گیا ہے اگر کسی مسودے کے سلسلے میں گورنر جنرل (باختیار تمیز خصوصی) جماعت قانون ساز کو کوئی پیغام بھیجے تو اسپر جماعت مذکور کو غور کرنا ہوگا اور جس کام کا اسمیں ذکر ہوگا وہ بہت جلد انجام دیا جائے گا۔ وزرا اور مشیروں میں سے ہر ایک کو جماعت قانون ساز کی کارروائی میں حصہ لینے، بولنے یا اجلاس میں بیٹھنے کا حق ہے۔ مگر کوئی وزیر اور مشیر رائے نہیں دے سکے گا۔ اسی طرح جماعت قانون ساز کی کسی کمیٹی میں کسی وزیر یا مشیر کو ممبر بنایا گیا ہو تو اس میں بھی وہ شرکت کرے گا۔

صدر اور اسپیکر وفاقی کونسل اور اسمبلی کے صدر اور اسپیکر ان دونوں ایوانوں کے ممبر اپنے اپنے ایوان کے اراکین میں سے منتخب کیا کریں گے۔ اگر صدر یا اسپیکر اس ایوان کا رکن نہ رہے گا جس کا وہ صدر بنے گا تو اسے قاعدے کے مطابق کرسئ صدارت خالی کر دینی پڑے گی۔ اسکے علاوہ بھی وہ جب چاہے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر گورنر جنرل کو بھیجکر علیحدہ ہو سکتا ہے۔ کونسل یا اسمبلی کے ممبروں کی اکثریت بھی ایک تجویز منظور کر کے اُسے عہدے سے ہٹا سکتی ہے۔ مگر اس قسم کی تجویز کے لئے ۱۴ دن پہلے نوٹس دینا ہوگا۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ ایک اسمبلی ٹوٹنے کے بعد دوسری اسمبلی کے پہلے اجلاس سے کچھ پہلے ہی صدر کرسئ صدارت چھوڑے گا۔

ایوانوں کا کورم کُل ممبروں کے ایک چھٹے حصے سے پورا ہوگا کوئی شخص دونوں ایوانوں کا ممبر نہیں ہو سکے گا۔ گورنر جنرل اس سلسلے میں چند قاعدے بنا دے گا،

ان پر عمل کرتے ہوئے اُسے کسی ایک ایوان سے استعفےٰ دینا ہوگا۔ کوئی سرکاری ملازم بھی جماعت قانون ساز کا ممبر نہیں ہو سکے گا۔ مگر وفاق یا صُوبوں کے وزیروں پر اس دفعہ کا اطلاق نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی ایسا سرکاری ملازم بھی جو انتخاب کے وقت کسی وفاقی ریاست کی ملازمت میں ہو، وفاقی جماعت قانون ساز میں اُس ریاست کا نمائندہ بنا کر بھیجا جا سکتا ہے۔

ممبروں کی مراعات جدید دستور نے وفاقی جماعت قانون ساز کے ممبروں کو وفاقی ایوانوں میں تحریر و تقریر کی آزادی اسی طرح دی ہے جس طرح برطانوی دستور کی رُو سے برطانیہ میں پارلیمنٹ کے ممبروں کو دارالعوام اور دارالامرا میں آزادانہ طور پر اپنے خیالات ظاہر کرنے کی اجازت ہے۔ ممبروں کے خلاف اُن باتوں کی پاداش میں کسی قسم کی قانونی کارروائی نہیں کی جائیگی جو وہ جماعت قانون ساز کے ایوانوں میں کہیں گے اور نہ کوئی ایسی رپورٹ یا کارروائی قانون کی زد میں آئے گی جو جماعت کے کسی ایوان نے شائع کی ہو یا اپنی ذمہ داری پر شائع کرائی ہو۔

دستوری پابندیاں مگر اس آئینی آزادی پر دو دستوری پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ اوّل تو وفاقی جماعت قانون ساز میں وفاقی عدالت یا کسی ہائی کورٹ کے جج کے طرز عمل پر (جو اس نے اپنے فرائض کی انجام دہی کے سلسلے میں اختیار کیا ہو) بحث نہیں ہو سکے گی اور دُوسرے اگر گورنر جنرل (باختیار تمیز خصُوصی) یہ فیصلہ کرے کہ کسی مسودۂ قانون پر بحث چھڑنے یا اُس میں ترمیم کئے جانے سے اسکی خصوصی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں فرق پڑتا ہے (جو قیام امن کے سلسلے میں اسکے سُپرد ہیں) تو وہ ہدایت کر سکتا ہے کہ اس مسودۂ قانون یا اسکی ترمیم کے سلسلے میں مزید کارروائی نہ کی جائے

یا اگر کارروائی شروع ہو چکی ہے تو اُسے جاری نہ رکھا جائے

اسکے علاوہ گورنر جنرل صدر یا اسپیکر سے مشورہ کرنے کے بعد، تمیز خصوصی سے کام لیتے ہوئے ایسے قاعدے بھی بنا سکتا ہے جنکی پابندی کرنے سے وفاقی جماعت قانون ساز کے ممبر مندرجہ ذیل باتوں سے باز رہیں گے :۔

(۱) کسی ریاست کے متعلق ایسے سوالات پُوچھنا یا ایسے معاملات زیر بحث لانا جن پر وفاقی جماعت قانون ساز کو (اُس ریاست کے سلسلے میں) قانون بنانے کا اختیار نہیں ہے (اگر گورنر جنرل تمیز خصوصی سے کام لیتے ہوئے اپنا یہ اطمینان کرلے کہ معاملہ مذکور وفاق کے مفاد یا برطانوی رعایا پر اثر انداز ہوتا ہے تو وہ بحث اور سوالات کی اجازت بھی دے سکتا ہے)

(۲) گورنر جنرل کی مرضی کے بغیر :۔

(۱) ملک معظم یا گورنر جنرل اور کسی بیرونی سلطنت کے تعلقات یا ملک معظم یا گورنر جنرل اور کسی ہندوستانی ریاست کے تعلقات کے متعلق سوالات پوچھنا یا ان پر بحث چھیڑنا۔

(۲) قبائلی علاقوں یا خارج از دستور علاقوں کے انتظام پر سوالات پُوچھنا۔

(۳) کسی صُوبے کے معاملے میں گورنر جنرل (با اختیار تمیز خصوصی) نے جو قدم اٹھایا ہو، اسے زیر بحث لانا یا اس پر سوالات پوچھنا۔

(۴) کسی والئی ریاست یا اسکے خاندان کے کسی فرد کے ذاتی طرز عمل کو معرض بحث میں لانا یا اسکے متعلق سوالات دریافت کرنا۔

دیگر معاملات میں وفاقی جماعت قانون ساز کے ممبروں کے مراعات کا

تعین خود جماعت مذکور کرے گی۔ اس کام کے لئے وہ وقتاً فوقتاً قوانین بناتی رہا کرے گی تاوقتیکہ اس قسم کا کوئی قانون منظور نہو ممبروں کی مراعات بجنسہٖ وہی رہیں گی جو وفاقی حکومت قائم ہونے سے پہلے انڈین لیجسلیچر کے ممبروں کو حاصل تھیں۔

دستور کی دفعہ ۲۸ کی شق ۳ یہ ہے کہ وفاقی جماعت قانون ساز کے کسی ایوان یا دونوں ایوانوں کے مشترک اجلاس یا ایوانوں کی کسی کمیٹی یا افسر کو عدالت کا درجہ حاصل نہیں ہوگا۔ جماعت قانون ساز بس اتنا ہی کر سکے گی کہ جو ممبر ایوانوں کے قاعدوں یا ہنگامی احکام کو توڑیں یا ایوانوں میں ابتری ڈالنے کی کوشش کریں، انہیں ایوانوں سے نکال دے یا جُدا کر دے۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ دستور کی رُو سے جماعت قانون ساز کو توہین کے جواب میں خود سزا دینے کا اختیار نہیں ہے۔ تاہم وُہ اُن لوگوں کو سزا دلوانے کے لئے ایک قانون بنا سکتی ہے جو کسی ایوان کی کسی کمیٹی کے سامنے (صدر کے حکم دینے پر بھی) شہادت نہ دیں یا دستاویز پیش نہ کریں۔

ممبروں کی تنخواہوں اور اُن کے الاؤنسوں وغیرہ کا فیصلہ بھی اسی طرح ہوا کرے گا کہ جماعت قانون ساز وقتاً فوقتاً اس سلسلے میں قانون بنا دیا کریگی کارروائی انگریزی زبان میں ہوگی۔ جو ممبر انگریزی نہ جانتے ہوں یا اس سے کما حقہٗ واقفیت نہ رکھتے ہوں وہ کوئی اور زبان بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

قانون سازی کا طریق

مالی قوانین کو چھوڑ کر باقی ہر قسم کے قانون دونوں ایوانوں میں وضع ہو سکتے ہیں۔ ایک قانون منظور شدہ قانون اسی وقت سمجھا جائیگا جب دونوں ایوانوں کا اس پر اتفاق ہو جائے (خواہ بلا ترمیم خواہ ترمیم کرنے کے بعد) اگر ایک ایوان میں منظور ہو جانے کے بعد مسوّدہ قانون دُوسرے ایوان میں بھیجا جائے اور

وہاں وہ نامنظور ہو جائے یا وہاں جو ترمیمیں کی جائیں اُن سے پہلا ایوان اتفاق نہ کرے یا مسودہ دوسرے ایوان کو بھیجے ہوئے چھ مہینے گذر جائیں اور مسودہ گورنر جنرل کے سامنے برائے منظوری پیش نہ ہو — اگر ان تینوں صورتوں میں سے کوئی صورت واقع ہو جائے تو گورنر جنرل کسی پیغام کے ذریعے سے (یہ اس وقت جب ایوان اپنے اپنے اجلاس کر رہے ہوں) یا عام اعلان کے ذریعہ سے ان کا ایک مشترک اجلاس طلب کر کے انہیں مسوّدہ قانون پر بحث کرنے اور رائے دینے کا موقع پیش کر سکتا ہے (یہ یاد رہے کہ اگر اسمبلی اپنی مُدت پوری کرنے کے بعد ٹوٹ چکی ہے تو گورنر جنرل اس قسم کا کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا)

اِن تینوں صورتوں کے علاوہ ایک صورت اور بھی ہے جس میں گورنر جنرل ایوانوں کا مشترک اجلاس بلا سکتا ہے۔ وہ صورت یہ ہے کہ اگر کوئی مسوّدہ قانون مالیات یا کسی ایسے معاملے سے متعلق ہو گا جو گورنر جنرل کی تمیز خصوصی یا انفرادی رائے پر اثر انداز ہوتا ہو گا، تو بھی وہ مشترک اجلاس طلب کرے گا (مگر یہ شرط ضرور ہے کہ پہلے وہ اس بات کا اطمینان کر لیگا کہ بغیر کسی ضروری تعویق کے یہ مسودہ اس کے سامنے پیش ہونے والا ہے) اگر اس مشترک اجلاس میں مسوّدۂ قانون منظور ہو جائے تو یہ سمجھا جائے گا کہ دونوں ایوانوں نے اسے منظور کر کے قانون کی شکل دیدی ہے۔

اگر اسمبلی کسی ایسے مسوّدۂ قانون پر اپنی منظوری دینے سے پہلے ٹوٹ جائے جو کونسل میں معرضِ التوا میں ہے تو وہ مسوّدۂ قانون مسترد نہیں ہو گا۔ لیکن اگر ایک مسودۂ قانون اسمبلی میں منظور ہو چکنے کے بعد کونسل میں آگیا ہو اور وہاں معرضِ التوا میں ہو تو وہ اسمبلی کے ٹوٹ جانے پر مسترد سمجھا جائیگا۔ جب ایوان کسی مسوّدۂ قانون

کو منظور کر چکیں گے تو وہ منظوری کے لئے گورنر جنرل کے سامنے رکھا جائیگا۔ گورنر جنرل (باختیارِ تمیز خصوصی) یا تو یہ اعلان کردیگا کہ میں اس قانون کو ملک معظم کیجانب سے منظور کرتا ہوں یا وُہ اُسے نامنظور کردے گا۔ یا پھر ملک معظم کے حضور میں پیش ہونے کے لئے روک لے گا۔ ایک راستہ وہ یہ بھی اختیار کرسکتا ہے کہ مسوّدۂ قانون ایوانوں کو بھیجدے اور اسکے ساتھ ہی اپنا ایک پیغام بھی بھیجے کہ ایوان کُل مسودے پر نظر ثانی کریں یا چند حصّوں پر دوبارہ نگاہ تنقید ڈالیں اور فلاں فلاں ترمیمیں کردیں۔ ایوانوں کا یہ فرض ہوگا کہ وہ گورنر جنرل کے پیغام پر عمل درآمد کریں۔ جو مسوّدے ملک معظم کی منظوری کے لئے روکے جائیں گے وہ اس وقت تک قانون نہیں بن سکیں گے جبتک بارہ ماہ کے اندر اندر گورنر جنرل ایک عام اعلان کے ذریعہ سے یہ نہ بتادے کہ ملک معظم نے قانون مذکور کے نفاذ کی اجازت دیدی ہے۔ تاج کو یہ اختیار ہے کہ جس مسوّدۂ قانون کو گورنر جنرل نے منظور کرلیا ہے اُسے مسترد کردے۔ اس قسم کا قدم گورنر جنرل کے منظوری دینے کے بعد سے بارہ ماہ کے اندر اندر ہی اٹھایا جاسکتا ہے جونہی ملک معظم مسودہ کو نامنظور کریں گے، گورنر جنرل ایک عام اعلان کے ذریعہ سے ملک کو اس سے باخبر کردے گا۔ اور اعلان کی تاریخ سے قانون مسترد سمجھا جائیگا۔

مالی معاملات ہر سال وفاقی جماعت قانون ساز کے سامنے سالانہ میزانیہ پیش ہوا کرے گا۔ اس میزانئے میں اس سال کی آمدنی اور اخراجات درج ہونگے اخراجات میں مندرجہ ذیل رقمیں علیحدہ دکھائی جائیں گی :۔

(۱) وہ رقمیں جو وفاق کی آمدنی سے وضع کی جائیں گی۔

(۲) وہ رقمیں جو وفاق کی آمدنی سے دیگر اخراجات کیلئے لی جائینگی۔

وہ رقمیں بھی ظاہر کی جائیں گی جنکی ضرورت گورنر جنرل کو خصوصی ذمہ داریوں کے اخراجات سے عہدہ برآ ہونے میں پڑے گی۔

دستور کی دفعہ ۳۳ شق ۳ میں وہ مدیں گنائی گئی ہیں جن کے لئے رقوم وفاق کی آمدنی سے وضع ہوں گی۔

(۱) گورنر جنرل کی تنخواہ اور اسکے اَلاؤنس وغیرہ۔

(۲) وفاق کے قرضے وغیرہ

(۳) وزیروں، مشیروں، مالی مشیر، ایڈوکیٹ جنرل، چیف کمشنروں اور مالی مشیر کے اسٹاف وغیرہ کی تنخواہیں اور اَلاؤنس وغیرہ

(۴) وفاقی عدالت یا کسی ہائی کورٹ کے ججوں کی تنخواہیں، اَلاؤنس اور پنشن وغیرہ

(۵) محفوظ امور کے سلسلے میں گورنر جنرل کے اخراجات۔

(۶) وہ رقمیں جن کی تاج اور ہندوستانی ریاستوں کے تعلقات کے سلسلے میں تاج کو ضرورت ہو گی اور جو دستور کی رو سے وفاقی مالیانے سے ملک معظم کو پیش کی جائیں گی۔

(۷) کسی صوبے کے خارج از دستور علاقوں کے انتظام کے اخراجات۔

(۸) کسی عدالت یا ٹریبونل کے فیصلے یا ڈگری یا اوارڈ کے اخراجات

(۹) ایسے دیگر اخراجات جو (دستور کی رُو سے یا کسی وفاقی قانون کے مطابق) وفاقی مالیہ پر ڈالے جائیں۔

اِن مدوں کے لئے وفاقی مالیہ سے جو رقمیں لی جائیں گی، اُن پر جماعت قانون ساز کی رائے نہیں لیجائیگی۔ مگر پہلی اور چھٹی مد کو چھوڑ کر باقی مدوں پر جماعت قانون ساز

میں بحث و مُباحثہ ضرور ہوسکتا ہے۔ اسکی کوئی ممانعت نہیں۔

دیگر اخراجات کے تخمینے مالی مُطالبات کی صُورت میں پہلے اسمبلی کے سامنے رکھے جائیں گے اور پھر کونسل میں پیش ہوں گے۔ دونوں ایوانوں کو اختیار ہوگا کہ چاہے مطالبات کو منظوُر کریں چاہے نامنظور کردیں۔ ایوان مطلوبہ رقم میں تخفیف بھی کرسکتے ہیں جس مطالبے کو اسمبلی نامنظور کردے گی وہ کونسل کے سامنے اسی وقت رکھا جائے گا جب گورنر جنرل ایسا چاہے گا۔ اُس صُورت میں جب اسمبلی کسی مطالبے میں تخفیف کردیگی تو تخفیف شدہ رقم ہی کا مطالبہ کونسل کے سامنے رکھا جائیگا اسکے خلاف صرف اُسوقت ہوگا جب گورنر جنرل ایسا چاہے گا۔ اگرکسی مطالبے پر دونوں ایوانوں میں اختلاف رائے ہوجائیگا تو گورنر جنرل دونوں ایوانوں کا مشترک اجلاس طلب کریگا اور اس اجلاس میں کثرت رائے سے جو فیصلہ ہوگا وہی وفاقی جماعت قانون ساز کا فیصلہ سمجھا جائیگا۔

اسکے بعد کہ ایوان مالی مَطالبات کو منظور کرلیں گے گورنر جنرل اپنے دستخطوں سے ایوانوں کے منظور کردہ مطالبات کی اور اُن رقموں کی جو وفاق کی آمدنی سے وضع کی جائیں گی تصدیق کرکے اُن کا تعیّن کردے گا۔

اگر ایوان کے کسی مالی مطالبے کو مسترد کرنے یا اسمیں تخفیف کرنے سے گورنر جنرل کو یہ محسُوس ہوگا کہ اس طرح میری خصُوصی ذمہ داریوں یا قوت فیصلہ پر اثر پڑتا ہے تو اسے اختیار ہوگا کہ جتنی رقم تخفیف میں لائی گئی ہے (اور جس کا منظور ہونا وہ خصوصی ذمہ داریوں کے سلسلے میں بھی ضروری سمجھتا ہے) برقرار رکھے۔

سالانہ میزانئے کے تخمینے سے خرچ کی کوئی مد رہ جائے اور بعد میں اسکے لئے روپے کی ضرورت پڑے تو ایک امدادی میزانیہ دونوں ایوانوں کے سامنے رکھا جائیگا اس سلسلے میں بھی طریق کار وہی رہیگا جو سالانہ میزانیہ کے سلسلے میں بتایا گیا ہے۔

باب ۸

صُوبجاتی خود اختیاری

تمہید ۱۹۱۹ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ سے صُوبوں میں حکومتِ خود اختیاری کا آغاز ہوا۔ مونٹ فورڈ رپورٹ کے مُرتبین نے اپنی رپورٹ میں یہ خیال ظاہر کیا کہ ہندوستان میں ذمہ وار حکومت کی ابتدا صُوبوں سے ہونی چاہیئے۔ انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء میں اسی بات کا لحاظ رکھتے ہُوئے بعض امور کو صوبجاتی امور بنا کر ایک ایسا دائرہ عمل پیدا کر دیا گیا جسمیں حکومت چلانے کی ذمہ داری صوبجاتی حکومتوں پر عائد ہوتی تھی۔

سائمن کمیشن نے یہ سفارش کی کہ ۱۹۱۹ء میں جس چیز کی تمہید اٹھائی گئی تھی اب اسکی تکمیل کر دی جائے یعنے صُوبوں کو مکمل خود اختیاری دیدی جائے۔ کمیشن نے اپنی رپورٹ میں یہ لکھا کہ ہماری نیت یہ ہو کہ آئندہ سے ہر صُوبہ اپنے گھر کا انتظام خود کرے چیدہ کمیٹی نے صوبجاتی خود اختیاری کا اصُول تسلیم کر لیا اور جدید دستور ۱۹۳۵ء سے صُوبوں کو مکمل حکومت خود اختیاری مل گئی۔ دستور کا تیسرا حصّہ تمام و کمال صوبجاتی خود اختیاری کے موضوع پر ہے۔ یہ ظاہر کر دیا گیا ہو کہ یہ حصّہ اُس تاریخ پر نافذ ہوگا جو ملک معظم مع کونسل مقرر کر دیں۔ لیکن صوبجاتی خود اختیاری کے نفاذ سے قبل حکم شاہی سے ہندوستان میں ماہرین مالیات صُورت حال کی جانچ پڑتال کریں گے۔ اس

باب میں ہم صوبجاتی شعبۂ عاملہ اور صوبجاتی جماعت قانون ساز کا ذکر کرتے ہیں۔

صوبجاتی شعبۂ عاملہ گورنروں کے گیارہ صُوبے ہوں گے۔ مدراس۔ بمبئی بنگال، صوبجات متحدہ، پنجاب، بہار، صوبجات متوسط و برار، آسام، شمال مغربی سرحدی صُوبہ، اڑلیسہ اور سندھ۔

برٹش بلوچستان، دہلی، اجمیر مارواڑ، کورگ، انڈمان اینڈ نکوبار آئلینڈز اور علاقہ پنتھ پیلوداچیف کمشنروں کے صُوبے ہیں۔ ان کا انتظام گورنر جنرل اپنے مقرر کئے ہوئے چیف کمشنروں کے ذریعہ سے کرے گا۔

تاج کے حکم باختیار کونسل سے ایک نیا صُوبہ بن سکتا ہے، کسی صُوبے کے رقبے میں اضافہ ہوسکتا ہے، کسی صُوبے کے رقبہ میں تخفیف کی جاسکتی ہے، اور کسی صوبے کی حدود فاصل میں ردّ و بدل بھی ہوسکتا ہے۔ مگر اس سے پہلے کہ ایسے کسی حکم کا مُسودہ پارلیمنٹ کے سامنے رکھا جائے، ملک معظم وزیر ہند کو ہدایت کریں گے کہ وہ ایسی کارروائی کرے جس سے وفاقی جماعت قانون ساز اور متعلقہ صوبجاتی حکومت اور صوبجاتی جماعت قانون ساز کے اس باب میں خیالات معلُوم ہو جائیں۔

تشکیل کے لحاظ سے وفاق اور صُوبوں کے عاملہ شعبے ایک سے ہیں۔ صُوبے میں عاملانہ اختیارات تاج کی جانب سے گورنر استعمال کرے گا۔ ملک معظم اپنے شاہانہ دستخطوں سے اس کا تقرر کریں گے۔ فرائض خصوصی کے علاوہ باقی معاملات میں اسے مدد اور مشورہ دینے کے لئے وزیروں کی ایک کونسل ہو گی۔ ان وزیروں کو گورنر خود پسند کرے گا۔ اور ان کی حیثیت اسی کی مرضی کے مرہُون منت ہو گی۔ صوبجاتی وزرا کے فرائض وہی ہیں جو وفاقی وزرا کے ہیں۔ قانونی معاملات میں صوبجاتی حکومت

کو مشورہ دینے کے لئے ایک ایڈوکیٹ جنرل بھی مقرر کیا جائے گا۔ صوبجاتی حکومتوں کے عاملانہ اختیارات انہی امور تک محدود ہیں جن کے لئے قانون سازی کا اختیار صوبجاتی حکومتوں کو دیا گیا ہے۔

صوبے میں قیام امن، اقلیتوں کے حقوق اور سرکاری ملازمین کے حقوق اور مفاد کا تحفظ، ان علاقوں میں امن و امان رکھنا جو دستور کی رُو سے جزواً علیحدہ کر دیئے گئے ہیں، کسی ریاست یا اُس کے حکمراں کے حقوق کی حفاظت کرنا وغیرہ گورنر کی خصوصی ذمہ داریاں ہیں۔ گورنر کے لئے محفوظ امور نہیں رکھے گئے ہیں لیکن ان وہشت انگیز اقدامات کے معاملے میں جن کا مقصد آئینی حکومت کی بیخ کنی ہو، وُہ خصوصی ذمہ داریوں کے علاوہ بھی خاص اختیارات رکھتا ہے، اور تمیز خصوصی سے کام لیتے ہُوئے ایسے ضوابط بنا سکتا ہے کہ وہشت انگیزی کے متعلق محکمۂ خفیہ کے ریکارڈ وغیرہ سوائے مخصوص افراد کے کسی اور پر ظاہر نہ ہوں۔

صُوبجاتی جماعت قانون ساز

ہر صوبے میں ایک جماعت قانون ساز ہے۔ مدراس، بنگال، بمبئی صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ، بہار اور آسام میں یہ جماعت (۱) گورنر بحیثیت نمائندہ تاج (۲) لیجسلیٹو کونسل اور (۳) اسمبلی پر مشتمل ہے اور پنجاب، صوبجات متوسط برار، اڑیسہ، شمال مغربی سرحدی صُوبہ، اور سندھ میں گورنر اور اسمبلی پر۔ ایوانوں میں نمائندگی فرقہ وارانہ تناسب سے ہُوا کرے گی۔ ذیل کے دو نقشوں سے اس تناسب کی وضاحت ہو جائے گی:۔

صوبجاتی کونسلیں

صوبہ	کل نشستیں		عام نشستیں	مسلمانوں کی نشستیں	یورپینوں کی نشستیں	ہندوستانی عیسائیوں کی نشستیں	وہ نشستیں جو لیجسلیٹو اسمبلی پُر کرے گی	وہ نشستیں جن کیلئے گورنر نامزد کریگا	
مدراس	کم از کم	٥٤	٣٥	٧	١	٣	..	کم از کم	٨
	زیادہ سے زیادہ	٥٦						زیادہ سے زیادہ	١٠
بمبئی	کم از کم	٢٩	٢٠	٥	١	..	..	کم از کم	٣
	زیادہ سے زیادہ	٣٠						زیادہ سے زیادہ	٤
بنگال	کم از کم	٦٣	١٠	١٧	٣	..	٢٧	کم از کم	٦
	زیادہ سے زیادہ	٦٥						زیادہ سے زیادہ	٨
صوبجات متحدہ	کم از کم	٥٨	٣٤	١٧	١	..	..	کم از کم	٦
	زیادہ سے زیادہ	٦٠						زیادہ سے زیادہ	٨
بہار	کم از کم	٢٩	٩	٤	١	..	١٢	کم از کم	٣
	زیادہ سے زیادہ	٣٠						زیادہ سے زیادہ	٤
آسام	کم از کم	٢١	١٠	٦	٢	..	..	کم از کم	٣
	زیادہ سے زیادہ	٢٢						زیادہ سے زیادہ	٤

صُوبجاتی اسمبلیاں

صُوبہ	کل نشستیں	عام نشستیں		پست قبائل اور علاقوں کے نمائندوں کیلئے نشستیں	سکھوں کی نشستیں	مُسلمانوں کی نشستیں	اینگلو انڈینوں کی نشستیں	یوروپینوں کی نشستیں	ہندوستانی عیسائیوں کی نشستیں	صنعت، تجارت، کانکنی اور باغبانی کے نمائندوں کے لیئے نشستیں	زمینداروں کی نشستیں	یونیورسٹی کے نمائندوں کی نشستیں	مزدوروں کے نمائندوں کے لئے نشستیں	عورتوں کے لئے نشستیں				
		کل عام نشستیں	عام نشستیں جو پست اقوام کیلئے محفوظ ہیں											عام	سکھ	مُسلمان	اینگلو انڈین	ہندوستانی عیسائی
مدراس	۲۱۵	۱۴۶	۳۰	۱	..	۲۸	۲	۳	۸	۶	۶	۱	۶	۶	..	۱	..	۱
بمبئی	۱۷۵	۱۱۴	۱۵	۱	..	۲۹	۲	۳	۳	۷	۲	۱	۷	۵	..	۱	..	..
بنگال	۲۵۰	۷۸	۳۰	..	..	۱۱۷	۳	۱۱	۲	۱۹	۵	۲	۸	۲	..	۲	۱	..
صوبجات متحدہ آگرہ واودھ	۲۲۸	۱۴۰	۲۰	..	..	۶۴	۱	۲	۲	۳	۶	۱	۳	۴	..	۲	..	..
پنجاب	۱۷۵	۴۲	۸	..	۳۱	۸۴	۱	۱	۲	۱	۵	۱	۳	۱	۱	۲	..	..
بہار	۱۵۲	۸۶	۱۵	۷	..	۳۹	۱	۲	۱	۴	۴	۱	۳	۳	..	۱	..	..
صوبجات متوسط وبرار	۱۱۲	۸۴	۲۰	۱	..	۱۴	۱	۱	..	۲	۳	۱	۲	۳	..	..	..	..
آسام	۱۰۸	۴۷	۷	۹	..	۳۴	..	۱	۱	۱۱	..	..	۴	۱	..	..	..	..
شمال مغربی سرحدی صُوبہ	۵۰	۹	..	..	۳	۳۶	..	..	..	..	۲	..	..	..	..	..	..	..
اڑیسہ	۶۰	۴۴	۶	۵	..	۴	..	..	۱	۱	۲	..	۱	۲	..	..	..	..
سِندھ	۶۰	۱۸	۰	..	..	۳۳	..	۲	..	۲	۲	..	۱	۱	..	۱	..	..

فرقہ وار فیصلہ اور پونا پیکیٹ

نمائندگی کا یہ تناسب فرقہ وار فیصلہ پر مبنی ہے

فرقہ وار فیصلہ ملک معظم کی حکومت کی طرف سے ۱۴ اگست ۱۹۳۲ء کو شائع کیا گیا تھا۔ بعد کو اڑیسہ کی علیحدگی اور معاہدہ پونا (ستمبر ۱۹۳۵ء) کی وجہ سے کچھ تبدیلیاں بھی کر دی گئیں۔ اس کے وجود میں آنے کا سبب یہ ہے کہ صوبجاتی قانون ساز جماعتوں کی تشکیل کے معاملے میں ہندوستان کے مختلف فرقوں میں کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ بالخصوص جُداگانہ انتخاب اور نشستوں کی تقسیم پر اُن میں شدید اختلافات تھے۔ فرقہ وار فیصلہ میں اچھوتوں کی نمائندگی کا خصوصیت کے ساتھ لحاظ رکھا گیا تھا۔ اس پر گاندھی جی نے نکتہ چینی کی اور یہ کہا کہ حکومت ہندوؤں میں تفرقہ ڈال رہی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اچھوتوں اور ہندوؤں کے نمائندوں سے حکومت کے گفت و شنید شروع کی اور ایک سمجھوتہ ہو گیا جسے معاہدہ پونا کہتے ہیں۔ اس معاہدہ کو بھی فرقہ وار فیصلہ میں شامل کر لیا گیا۔ معاہدۂ پونا کا خُلاصہ یہ ہے کہ عام نشستوں میں سے چند نشستیں اچھوتوں کے لئے مخصوص کر دی جایا کریں گی اور ان کو ایک قسم کے دُہرے انتخاب سے پُر کیا جایا کرے گا۔ کسی حلقے کے انتخابی رجسٹر میں جتنے اچھوت افراد کے نام درج ہوں گے وہ سب مِلکر اپنے میں سے چار افراد چُنیں گے۔ جن چار آدمیوں کو سب سے زیادہ رائیں ملیں گی، صِرف وہی مخصوص نشستوں کے لئے منتخب ہو سکیں گے۔ مگر اسکے بعد ایک اور انتخاب ہو گا جس میں ہندو اور اچھُوت عوام ووٹ دیں گے۔ اس انتخاب میں اچھوتوں کے چنے ہوئے چار افراد میں سے اچھُوت نشست کے لئے نمائندہ منتخب ہو گا۔

فرقہ وار فیصلہ میں صوبجاتی کونسلوں کی تشکیل کے بارے میں کوئی تجویز نہیں

تھی۔ مگر کونسلوں کی تشکیل بھی اُسی اصُول پر مبنی ہے جو فرقہ وار فیصلہ کا بنیادی اصُول ہے۔ صوبجاتی کونسلیں صوبجاتی اسمبلیوں کے مقابلے میں نسبتاً مختصر جماعتیں ہوں گی اور یہ ذرا مشکل ہو گا کہ کونسلوں میں بھی ہو بہو وہی فرقہ وار تناسب قائم رکھا جا سکے جو اسمبلیوں میں ہو گا' اِن باتوں کے پیشِ نظر چند نشستیں گورنر (باختیار تمیز خصُوصی) پُر کیا کرے گا۔ اگر فرقہ وار تناسب میں کوئی فرق رہ جایا کرے گا تو وہ یُوں دور ہو جایا کریگا

صوبجاتی اسمبلیاں پانچ برس کی مدت تک رہا کریں گی بشرطیکہ درمیان میں انہیں توڑ نہ دیا جائے۔ باقی سب معاملات اُسی طریق پر ہوں گے جو وفاقی ایوانوں کے ذکر کے سلسلے میں بتایا گیا ہے۔ قانون منظور کرنے کے مُعاملے میں جو حیثیت گورنر جنرل کی اُوپر دِکھائی گئی ہے وہی صُوبوں میں گورنروں کی ہو گی۔ سالانہ صوبجاتی میزانیہ کی مدیں بھی وہی ہوں گی جو وفاقی میزانیہ کی بتائی گئی ہیں۔ بس کُل اتنا فرق ہے کہ اخراجات کی وُہ مدیں جو گورنر جنرل کیلئے محفوظ ہیں (جیسے محفوظ محکموں کے اخراجات وغیرہ) صُوبجاتی میزانیہ میں نہ ہوں گی ÷

باب ۹

حقِ رائے دہی میں توسیع

تین فیصدی سے دس فیصدی

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ سنہ ۱۵ء اور سنہ ۱۹ء کی رُو سے صِرف تین فی صدی باشندگانِ ہند کو حق رائے دہی حاصل تھا۔ اس حق کی بنیاد ملکیت جائداد پر تھی۔ اور چونکہ ہندوؤں میں عورتیں بہت کم مالک جائداد ہوتی ہیں، اس لئے بہت کم عورتیں ووٹر تھیں۔ گول میز کانفرنس کی فرانچائز کمیٹی نے مسئلے کا غائر نظر سے مطالعہ کیا اور حق رائے دہی کو کل ملک کی آبادی کے دس فی صدی حِصّے تک وسیع کر دینے کی سفارشات کیں۔ یہ سفارشات جدید دستور میں شامل ہیں۔

صوبجاتی اسمبلیوں اور کونسلوں کے انتخابات کے لئے صوبوں کو حلقہائے انتخاب میں بانٹ دیا گیا ہے۔ اور ان حلقوں سے مختلف فرقوں اور عام نشستوں کے لئے نمائندے منتخب ہوا کریں گے۔ ہر حلقے کے لئے ایک فرد انتخاب ہوگی اور اس فرد انتخاب میں ان مستند رائے دہندگان کے ناموں کا اندراج ہوگا جن کی عمر اکیس برس کی ہوگی۔ رہائش کے سِلسلے میں مختلف صُوبوں کے لئے مختلف شرائط ہیں مثلاً مدراس میں ایک شخص کسی حلقے سے اُسی وقت ووٹ دے سکتا ہے جبکہ وُہ

سال گذشتہ ۱۲۰ دن اس حلقے میں رہ چکا ہو۔ بمبئی میں ۱۸۰ دن کی شرط ہے۔ بنگال میں صورت ذرا مختلف ہے۔ وہاں ووٹر کے لئے اپنے حلقے میں مستقل سکونت دکھائی لازمی ہے۔

عورتوں کے لئے آسانیاں

سابقہ دستور کی رُو سے عورتوں کو اس قدر کم حق رائے دہی حاصل تھا کہ صوبجاتی اسمبلیوں کے لئے مرد عورت ووٹروں کا تناسب بیس اور ایک تھا۔ جدید دستور نے عورتوں کو وسیع تر حق رائے دہی دیدیا ہے وہ خواتین جو بذات خود مالک جائداد ہوں یا مالکان جائداد کی زوج ہوں، یا جن کے شوہروں کو فوجی خدمت کی وجہ سے حق رائے دہی حاصل ہو یا فوجی پنشن پانیوالے فوجیوں یا پولیس والوں کی بیوگان یا انکی مائیں ہوں یا جو باعتبار تعلیم رائے دہی کی مستحق ہوں، ووٹر بن سکتی ہیں۔

جو عورتیں بذات خود مالک جائداد نہیں ہیں انہیں اپنا نام فرد انتخاب میں درج کرانے کے لئے ایک درخواست دینی ہوگی۔ بنگال۔ بہار اوڑیسہ صوبجات متوسط اور صوبجات متحدہ کے شہری حلقوں میں جو عورتیں صاحب جائداد افراد کی زوجیت میں ہونے کی وجہ سے ووٹر بنی ہوں انہیں یہ درخواست گذارنے کی بھی ضرورت نہیں

باب ۱۰

اختیارات قانون سازی کی تقسیم

آسٹریلیا اور کینیڈا کی مشکلات

آسٹریلیا اور کینیڈا دونوں ملکوں میں وفاقی حکومت ہے۔ ان ممالک میں قانون سازی کے اختیارات اس طرح تقسیم کئے گئے ہیں کہ وفاقی نظام کے کسی ایک ادارۂ حکمرانی کو بعض امور تمام وکمال سونپ دیئے ہیں اور بقیہ اختیارات دوسرے ادارے کے لئے چھوڑ رکھے ہیں۔ چنانچہ کینیڈا میں صورت حال یہ ہے کہ صوبوں کی حکومتوں کے لئے دائرۂ اختیار بالکل واضح کر دیا گیا ہے اور اس دائرے سے باہر جتنے امور رہ جاتے ہیں وہ سب مرکزی حکومت کے سپرد ہیں۔ آسٹریلیا کے وفاقی نظام میں بقیہ اختیارات صوبوں کو ملے ہوئے ہیں اور پارلیمنٹ کے لئے معینہ امور محفوظ ہیں۔

مگر تجربے سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بعض ملکی معاملات ایسے ہوتے ہیں جو کلیتاً نہ تو وفاقی حکومت ہی کو سونپے جا سکتے ہیں اور نہ صوبوں کو۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر ایسے امور کسی ایک ادارۂ حکومت کے زیر اختیار کر دیئے جاتے ہیں تو اُن پر مرکزی اور صوبجاتی حکومتیں آپس میں جھگڑتی رہتی ہیں۔ مثلاً برٹش نارتھ امریکہ ایکٹ میں (جسکے نفاذ سے کینیڈا میں وفاقی حکومت قائم ہوئی) صوبجاتی قانون ساز

جماعتوں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ صوبوں کے حقوق ملکیت کے معاملات میں آزادانہ قانون بنا سکتی ہیں۔ ۱۹۰۷ء میں کینیڈا کی پارلیمنٹ نے ملک کے لئے ایک قانون بنایا جس کا مدعا یہ تھا کہ جب مالکان کارخانجات اور مزدوروں میں کسی بات پر جھگڑا ہو جائے تو مرکزی حکومت کا وزیر محنت و مزدوری تحقیقات کرنے اور تصفیہ کی صورتیں نکالنے کے لئے ایک بورڈ مقرر کردے جس کا کام یہ ہو کہ وہ جھگڑے کے اسباب کی تحقیقات کرے، شہادتیں لے، متعلقہ کاغذات کا معائنہ کرے اور فریقین میں تصفیہ کرا دے۔ اگر تصفیہ نہ ہو سکے تو سفارشات کے ساتھ اپنی رپورٹ پیش کردے قانون میں اس بات کی وضاحت کردی گئی تھی کہ معاملہ بورڈ کے سپرد ہو جانے کے بعد ہڑتالوں اور ہنگاموں وغیرہ سے اجتناب کیا جائے گا۔

یہ قانون بہت مفید ثابت ہوا۔ مگر چند سال بعد صوبوں کی حکومتوں کی طرف اسکی مخالفت ہونے لگی۔ آخر معاملہ سلطنت برطانیہ کی پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی کے سامنے آیا اور کمیٹی کو برٹش نارتھ امریکہ ایکٹ کے مطابق یہ فیصلہ دینا پڑا کہ ملکی دستور کی رُو سے کینیڈا کی پارلیمنٹ کو اس قسم کا کوئی قانون بنانے کا حق حاصل نہیں ہے۔

آئینی امور کی فہرستیں

اس فیصلے سے یہ ظاہر ہوا کہ بعض امور ایسے ہوتے ہیں جو تمام و کمال کسی ایک وفاقی ادارہ حکومت کے ہاتھوں میں نہیں چھوڑے جا سکتے۔ یہ درست ہے کہ تمام ملک کے طول و عرض میں قانون کی یکسانیت برقرار رکھنا ضروری ہوتا ہے مگر اسکے ساتھ ہی ہر صوبے کو اپنے مخصوص حالات کے مطابق کام کرنے کا بھی موقع ملنا چاہیئے۔ جدید دستور ۱۹۳۵ء میں ان دونوں باتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ وفاقی اور صوبجاتی قانون سا

جماعتوں اور گورنر جنرل اور گورنروں کو قانون بنانے کا اختیار ہے۔ مگر مرکزی حکومت اور صوبوں کے اختیارات کے درمیان حدِ فاصل قائم کرنے کے لئے آئینی امور کی دو فہرستیں بنا دی گئی ہیں۔ ان سے تقسیم اختیارات کی اچھی طرح تصریح ہو جاتی ہے پہلی فہرست اُن امُور کی ہے جن پر وفاقی حکومت قانون بنا سکتی ہے۔ دُوسری فہرست میں وہ امُور ہیں جو صوبجاتی حکومتوں کے لئے وقف ہیں۔ ایک تیسری مشترکہ فہرست بھی ہے۔ اس میں وہ امُور درج کئے گئے ہیں جن پر وفاقی اور صوبجاتی دونوں حکومتوں کو قانون وضع کرنے کا اختیار ہے۔

امکاناتِ اختلاف جہاں تک پہلی دو فہرستوں کے امُور کا تعلق ہے، انکے سلسلے میں تو وفاقی اور صوبجاتی حکومتوں میں کبھی کوئی اختلاف ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ دونوں کے اختیارات اپنی اپنی جگہ مُعیّن اور واضح ہیں۔ البتہ تیسری فہرست کے امُور پر قانون بنانے میں اختلافات اٹھ کھڑے ہونے کا امکان ہے۔ اس امکان کو معدوم کرنے کے لئے دستور میں دو باتیں رکھی گئی ہیں۔ پہلی تو یہ ہے کہ اگر مشترکہ فہرست کے کسی امر پر کوئی صوبجاتی حکومت ایسا قانون بنا ڈالے جو وفاقی حکومت کے وضع کئے ہُوئے قانون یا اسکی کسی دفعہ کے خلاف جاتا ہو تو وفاقی یا موجودہ ہندوستانی قانون بحال رہے گا۔ دُوسری بات یہ ہے کہ اگر صوبجاتی حکومت کا قانون گورنر جنرل یا ملک معظم کی منظوری حاصل کر لیگا تو صوبے میں وہی نافذ ہوگا۔ تاہم وفاقی جماعت قانون ساز کسی وقت بھی اس کے موضوع پر اپنی طرف سے قانون بنا سکے گی۔ مگر اسکے ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ اگر کوئی مسودۂ قانون یا ترمیم کسی ایسے صوبجاتی قانون کے خلاف ہو جسے گورنر جنرل یا ملک معظم منظور کر چکے ہیں تو وہ مسودہ یا ترمیم گورنر جنرل

(باختیار تمیز خصوصی) کی اجازت کے بغیر وفاقی جماعت قانون ساز کے ایوانوں میں پیش نہیں ہو سکے گی۔ اب رہیں ریاستیں سو ان پر وفاقی قانون ہی حاوی رہے گا اور جو ریاستی قانون وفاقی قانون کے خلاف جائیگا وہ منسوخ ہو جائیگا۔ البتہ دستور میں اس بات کی وضاحت کردی گئی ہے کہ وفاقی جماعت قانون ساز ریاستوں کے وثیقۂ شمولیت کو سامنے رکھکر قانون بنائے گی۔ اور جو حد بندیاں اس میں کردی گئی ہیں اُن کا خیال رکھے گی۔

گورنر جنرل کا خصوصی اختیار

آئینی امور کی فہرستوں میں تا حدِ امکان سارے ضروری امور لے لئے گئے ہیں۔ مگر پھر یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ خبر نہیں مستقبل میں حالات کیا روش اختیار کریں اور یہ بات کچھ بعید نہیں کہ مرور ایام سے ایسے امور سامنے آئیں جنکا دستور مرتب کرتے وقت اربابِ اختیار کو سان گمان بھی نہیں۔ اس خیال سے دستور میں اس مطلب کی ایک دفعہ رکھدی گئی ہے کہ گورنر جنرل کو اختیار ہے کہ کسی وقت ایک عام اعلان کر کے وفاقی یا صوبجاتی قانون ساز جماعتوں کو یہ اختیار دے سکتا ہے کہ وہ ایسے امور پر بھی قانون بنائیں جو فہرستوں میں نہیں پائے جاتے یا ایسے محصول لگائیں جن کا فہرستوں میں کہیں ذکر نہیں آیا ہے۔ یہ اختیار تفویض کرنے میں گورنر جنرل اپنی تمیزِ خصوصی سے کام لے گا۔

وفاقی حکومت اور ہنگامی اختیارات

اسی طرح نازک صورتِ حالات کے تدارک کے لئے بھی وفاقی جماعت قانون ساز کے ہاتھ مضبوط کئے گئے ہیں۔ دستور کی دفعہ ۱۰۲ یہ ہے کہ اگر گورنر جنرل (باختیار تمیز خصوصی) اس بات کا اعلان کردے کہ جنگ یا اندرونی انتشار کی وجہ سے ہندوستان کا امن و امان خطرے میں ہے تو وفاقی جماعت

قانون ساز کو اُن امور پر بھی قانون بنانے کا اختیار حاصل ہو جائے گا جو صوبجاتی فہرست میں درج ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ایک شرط بھی ہے۔ اس سِلسلے میں جو جو مسودے یا ترمیمیں پیش ہوں گی اُن پر گورنر جنرل کی منظوری پہلے لے لی جائیگی۔ اور گورنر جنرل منظوری دینے سے پہلے اس بات کی طرف سے اپنا اطمینان کرلے گا کہ مسودہ یا ترمیم نزاکت حالات کو دیکھتے ہوئے غیر مناسب نہیں ہے۔

ایک بات اِس سِلسلے میں یاد رکھنے کے قابل ہے۔ صوبجاتی قانون ساز جماعتیں گورنر جنرل کے اس اعلان کے باوجود بھی، جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، حسب سابق قانون سازی کا کام کرتی رہیں گی۔ لیکن ہاں اگر کِسی صوبجاتی قانون کی کوئی دفعہ کِسی ایسے وفاقی قانون کے خلاف ہوئی جو ہنگامی اعلان کے بعد وفاقی حکومت نے وضع کیا ہو تو وفاقی قانون بحال رہے گا اور صوبجاتی قانون منسوخ ہو جائیگا۔

گورنر جنرل کا یہ ہنگامی اعلان کِسی دُوسرے اعلان کے ذریعہ منسوخ بھی ہو سکتا ہے اِجرا کے فوراً بعد یہ اعلان وزیر ہند کو بھیجا جائیگا اور وزیر ہند اِسے برطانوی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے سامنے رکھیگا۔ چھ ماہ کی مدت گذرنے کے بعد یہ اعلان کالعدم سمجھا جائے گا تاوقتیکہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوان ایک تجویز منظور کر کے اسکی توسیع نہ کریں۔ وفاقی حکومت کے وہ ہنگامی قوانین بھی جو اِس عرصے میں وضع کئے جائیں گے اعلان کی مُدت ختم ہونے پر خود بخود منسوخ ہو جائیں گے۔

وفاق اور صوبوں کے اختیارات قانون سازی پر پابندیاں!

دستور کی دفعہ ۱۰۸ میں اِن پابندیوں کا مفصّل ذکر ہے جو قانون سازی کے اختیارات پر عائد کی گئی ہیں:-

(جب تک گورنر جنرل (باختیارِ تمیزِ خصوصی) پہلے سے اجازت نہ دیدے)
کسی وفاقی ایوان قانون ساز میں کوئی ایسا مسودہ قانون (یا ترمیم) پیش نہیں ہوسکتا جو
(۱) برطانوی پارلیمنٹ کے کسی قانون کے خلاف ہو یا اس میں تبدیلی چاہنے یا اسکی منسوخی کے لئے پیش ہو۔
(۲) گورنر جنرل کے کسی ایکٹ یا گورنر کے کسی ایکٹ یا ہنگامی قانون کے خلاف ہو یا اس میں تبدیلی چاہنے یا اُسکی منسوخی کے لئے پیش ہو۔
(۳) ان امور پر اثر ڈالتا ہو جن کے سِلسلے میں دستور کے بموجب گورنر جنرل کو تمیزِ خصوصی استعمال کرنیکی اجازت ہے۔
(۴) کسی پولیس فورس کے متعلق جو قانون بنے اسکے خلاف ہو یا اس میں تبدیلی کرنے یا اسکی منسوخی کے لئے پیش ہو۔
(۵) ایسی فوجداری کارروائیوں کے ضابطے پر اثر ڈالتا ہو جو یورپین یا برطانوی باشندوں سے متعلق ہیں۔
(۶) برطانوی ہند کے باشندوں کی بہ نسبت برطانوی ہند کے باہر کے باشندوں پر زیادہ ٹیکس لگانے کی طرح ڈالتا ہو یا ان کمپنیوں پر جن کا بندوبست تمام وکمال برطانوی ہند کی حدود کے اندر نہیں ہے ایسی کمپنیوں سے زیادہ محصول عائد کرتا ہو جو خالص ہندوستانی ہیں۔

ہنگامی قوانین اگر کسی ایسے وقت جب وفاقی اسمبلی کا اجلاس نہ ہو رہا ہو، گورنر جنرل فوری آئینی کارروائی کی ضرورت سمجھے تو وہ ضرورتِ وقت کے مطابق ہنگامی قوانین نافذ کر سکتا ہے۔ اگر کسی ہنگامی قانون میں کوئی ایسی دفعہ ہو جسکے لئے

ملک معظم کی منظوری درکار ہو تو وہ ہنگامی قانون ملک معظم کی منظوری کے بعد ہی نافذ ہوگا۔ہنگامی قانون کا اختیار اور اس کا اثر وفاقی جماعت قانون ساز کے بنائے ہوئے قانون کے برابر ہوگا مگر اس قسم کا ہر قانون وفاقی جماعت قانون ساز کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اسکے دُوسرے اجلاس کے چھ ہفتے بعد کالعدم ہوجائے گا اگر اس سے پہلے ہی ایوان تجویزیں منظور کر کے اظہار ناپسندیدگی کرنے لگیں تو اس قسم کی دُوسری تجویز منظور ہونے پر ہنگامی قانون منسُوخ سمجھا جائے گا۔اس کے علاوہ تاج کی طرف سے بھی ہنگامی قوانین رد ہو سکتے ہیں اور گورنر جنرل خود بھی انہیں کسی وقت واپس لے سکتا ہے۔جو ہنگامی قانون اسمبلی کے دائرہ اختیار قانون سازی سے باہر ہوگا وہ بھی منسُوخ ہو جائے گا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ گورنر جنرل ہنگامی قانون اسی وقت بنا سکتا ہے جب وفاقی جماعت قانون ساز کے اجلاس نہ ہو رہے ہوں۔مگر تمیز خصُوصی اور انفرادی رائے کے استعمال کے سِلسلے میں وہ ہر وقت ہنگامی قانون وضع کر سکتا ہے۔ایسے ہنگامی قوانین چھ ماہ کی مدت سے زیادہ تک نفاذ پذیر نہیں رہیں گے۔مگر ایک دُوسرے ہنگامی قانون سے انکی مُدت میں توسیع کی جاسکتی ہے۔یہ دُوسرا ہنگامی قانون فوراً وزیر ہند کو بھیجا جائے گا۔اور وزیر ہند اُسے برطانوی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے سامنے پیش کردے گا۔

تمیزِ خصوصی کے استعمال کے سِلسلے میں گورنر جنرل ایک اور طریق سے بھی قانون بنوا سکتا ہے۔

صُورت اسکی یہ ہے کہ وہ ایک پیغام کے ذریعہ سے جماعت قانون ساز کے

دونوں ایوانوں کو اُن حالات سے مُطلع کرے گا جنکی بنا پر اسکی رائے میں قانون وضع کرنا ضروری ہوگا اور اس کے بعد یا تو فوراً ایک گورنر جنرل ایکٹ نافذ کر دیگا جس میں ضروری دفعات ہوں گی یا اپنے پیغام کے ہمراہ ایک مسودۂ قانون ایوانوں کو بھیج دے گا۔ دُوسری صُورت میں ایک مہینے بعد وُہ اُسی قانون کو (اُسی صورت میں یا ترمیم کے بعد) نافذ کر سکتا ہے لیکن ایسا کرنے سے قبل اسکے لئے یہ ضروری ہے کہ ایوانوں میں سے کسی ایک ایوان کے اُس ایڈریس کو قبول کرے جو قانون کے متعلق پیش کیا جائے یا جس میں یہ تجویز پیش کی گئی ہو کہ فلاں فلاں ترمیمیں کر دی جائیں۔ وزیر ہند کو گورنر جنرل ایکٹ فوراً بھیج دیا جائیگا اور وُہ اُسے پارلیمنٹ کے ایوانوں کے سامنے پیش کر دے گا۔

دستوری نظام کی ناکامی

دستور میں گورنر جنرل کے لئے خاص دفعات اِس مطلب کی بھی رکھی گئی ہیں کہ اگر دستوری مشینری بیکار ہو جائے تو وہ فوری کارروائی کر کے وفاقی حکومت کو چلا سکے۔ اگر کسی وقت گورنر جنرل اِس بات کا اطمینان کر لے گا کہ وفاقی حکومت دستور کے مُطابق نہیں چلائی جا سکتی تو وہ ایک اعلان کے ذریعہ تمام اختیارات حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیگا البتہ دستور کی رُو سے وہ وفاقی عدالت کو نہیں توڑ سکتا اور نہ اسکے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے۔ وہ دفعات جو وفاقی عدالت سے متعلق ہیں، انہیں بھی گورنر جنرل معطّل کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اِس قسم کے کسی اعلان کو گورنر جنرل اپنے دُوسرے اعلان سے مسترد کر سکتا ہے اور پہلے اعلان میں تبدیلی بھی کرنے کا مجاز ہے۔ جاری ہونے کے فوراً بعد یہ اعلان :-

(۱) وزیر ہند کو بھیجا جائے گا اور وزیر ہند اِسے برطانوی پارلیمنٹ کے دونوں

ایوانوں کے سامنے رکھے گا۔

(۲) چھ مہینے بعد کالعدم ہو جائے گا۔

اگر برطانوی پارلیمنٹ کے دونوں ایوان اس اعلان کی مدت میں توسیع کرنے پر رضامند ہوں تو اسکی مدت میں بارہ ماہ کا مزید اضافہ ہو جائے گا۔ ہندوستان کی وفاقی حکومت مسلسل تین برس تک اس قسم کے اعلانوں کے ذریعے چلتی رہے گی تو اس عرصہ کے بعد اعلان نافذ العمل نہ رہے گا اور اگر پارلیمنٹ نے ضرورت سمجھی تو وہ دستور اساسی میں ترمیمیں کر دے گی اور اس ترمیم شدہ دستور کے ماتحت ہندوستان کی حکومت چلائی جائے گی۔ اِس عرصے میں گورنر جنرل نے جماعت قانون ساز کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے کر جو جو قانون وضع کر دیئے ہوں گے وہ اعلان کی مدت ختم ہو جانے پر بھی نافذ رہیں گے۔ صُوبوں میں وفاقی حکومت بیکار ہو جائے تو گورنر جنرل کی طرح گورنر بھی اِس امر کا اعلان کر کے نظام حکومت اپنے ہاتھ میں لے سکتے ہیں۔ مگر انہیں گورنر جنرل سے اپنے اعلانوں کی تصدیق ضرُور کرانی ہو گی +

باب ۱۱

اِنتظامی تعلقات

ہندوستان کی حکومت کو مرکزی کی بجائے وفاقی بنا یا گیا تو وفاق اور صوبوں کی حکومتوں کے درمیان جو تعلقات ابتک چلے آتے تھے، انہیں بھی از سرِ نو ترتیب دینے کی ضرورت پڑی۔ قدیم دستور تو یہ تھا کہ صوبجاتی حکومتیں مرکزی حکومت کے ماتحت تھیں۔ اور آئینی طور پر انہیں گورنمنٹ آف انڈیا کا حکم ماننا پڑتا تھا لیکن چونکہ جدید دستور میں مرکز اور صوبوں کے دائرۂ عمل کی تصریح کی گئی ہے، اور یہ صاف صاف بتا دیا گیا ہے کہ علیحدٰہ علیحدٰہ کِن کِن امور پر وہ قانون بنا سکیں گی، ضرورتاً دستور میں ایسی دفعات بھی رکھی گئیں جن سے یہ معلوم ہو کہ وفاق اور اسکے عناصر کے درمیان جو انتظامی تعلقات ہوں گے ان کی کیا نوعیت ہے۔

نفاذ قوانین وفاقی جماعت قانون ساز وفاقی امور پر جو قانون بنائیگی وہ صوبوں اور ریاستوں میں نافذ ہو سکیں گے۔ ان قوانین کا نفاذ اور نفاذ کے سلسلے میں ضروری اُنتظامات تو وفاقی حکومت کے افسر ہی کریں گے، جو متعلقہ صوبے اور ریاست کے مفاد کا خیال رکھیں گے تاہم دستور کی دفعہ ۱۲۴ کی رُو سے گورنر جنرل (مشروط طور پر یا بلا شرط) صوبجاتی حکومت یا والیٔ ریاست کو اُسکے رضامند ہو جانے پر کسی ایسے معاملے کے سلسلے میں ذمہ داری تفویض کر سکتا ہے جو مرکزی حکومت کے زیر اختیار ہو۔ اِسکے علاوہ وفاقی جماعتِ قانون ساز بھی صوبوں

اور ریاستوں میں صوبوں کی حکومتوں یا ریاستی حکمرانوں کو اپنے وضع کئے ہوئے قوانین کے نفاذ اور اُنکے انتظامات کی ذمہ داری سپرد کر سکتی ہے۔

اگر کوئی وفاقی قانون کسی ریاست کے متعلق وضع کیا گیا ہو تو اسکے سلسلے میں گورنر جنرل اور اس ریاست کے حکمراں کے درمیان یہ معاہدہ بھی ہو سکتا ہو کہ والئی ریاست قانون کے نفاذ اور نفاذ کے انتظام کا بار اپنے اوپر لے لے۔ مگر اس عہد نامے میں ایسی شرطیں ضرور رکھی جائینگی جن سے معائنہ کر کے یا کسی اور طرح گورنر جنرل اپنا یہ اطمینان کر لیا کریگا کہ جس قانون کے متعلق معاہدہ ہوا ہے، اس کا نفاذ ریاست میں وفاقی حکومت کی پالیسی کے مطابق ہو رہا ہی اگر وہ مطمئن نہ ہوگا تو والئی ریاست کے نام تنبیہی ہدایت جاری کرے گا۔

عاملانہ اختیارات کا استعمال ریاستوں اور صوبوں میں عاملانہ اختیارات اس طرح استعمال کئے جائیں گے کہ وفاقی حکومت کے عاملانہ اختیارات کے استعمال میں کوئی ہرج واقع نہ ہو۔ وفاقی حکومت کیطرف سے صوبوں کی حکومتوں کے نام ضروری ہدایات بھی جاری ہوا کرینگی۔ اس صورت میں جب ان ہدایات پر عمل درآمد نہ کیا جائیگا۔ گورنر جنرل (باختیار تمیز خصوصی) گورنروں کے نام اُنہی ہدایات کو یا انمیں کچھ تبدیلی کر کے احکامات کی صورت میں جاری کرویگا۔ چونکہ گورنر جنرل کے آئینی احکامات کی تعمیل صوبجاتی گورنروں کی خصوصی ذمہ داریوں میں داخل ہی، اسلئے اُن پر یہ فرض ہو جائیگا کہ اس معاملے میں (اگر وزرا انکے خلاف بھی ہوں تو وہ انکی پالیسی اور مشورے کو رد کرتے ہوئے) جو قدم مناسب سمجھیں اُٹھائیں اسی طرح ذرائع آمد و رفت کی تعمیر کے سلسلے میں بھی وفاقی حکومت صوبوں کو ہدایت کیا کریگی۔ فوجی نقطۂ نگاہ سے جن ذرائع آمد و رفت کا مہیا کرنا ضروری سمجھا جائیگا، انہیں وفاقی حکومت خود بھی تعمیر کرا دیا کریگی۔

اگر ریاستی اور وفاقی قوانین میں تصادم ہوگا تو جس حد تک وفاقی قانون دستور کی

رُو سے ریاست پر حاوی ہو اس حد تک ریاستی قانون کو منسوُخ ہونا پڑیگا۔ اگر گورنر جنرل کو یہ معلوُم ہو کہ کسی ریاست کا حکمران اپنی ریاست میں وفاقی قانون کا احترام قائم نہیں رکھ سکتا تو وہ (باختیار تمیزِ خصُوصی) حکمراں کے نام مناسب ہدایات جاری کریگا۔ اِس بات کا فیصلہ کہ آیا فلاں معاملے میں کسی ریاست میں وفاقی حکومت کا اختیار چل سکتا ہے یا نہیں، وفاقی عدالت میں ہوگا

براڈ کاسٹنگ صُوبوں اور ریاستوں کے براڈ کاسٹنگ کا کنٹرول وفاق کے ہاتھ میں ہوگا تاہم اُنہیں معقول اختیارات دیئے جائینگے کہ وہ ٹرانسمٹر بنائیں' اُنہیں استعمال کریں' اور اُن کی فیس وصُول کریں۔ صوبوں اور ریاستوںکو اپنی پسند کے مضامین براڈ کاسٹ کرنیکا بھی اختیار ہوگا صرف ان چیزوں پر پابندی لگائی جائیگی جن سے گورنر جنرل کی رائے میں ملک کے امن کو نقصان پہنچتا ہو یا محفوظ امور کی انجام دہی میں خلل واقع ہوتا ہو

بین الصوبجاتی کونسل صوبوں اور مرکزی حکومت کے درمیان یا صوبوں اور صوبوں کے مابین تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لئے وفاقی عدالت ہوگی لیکن دولت مشترکہ برطانیہ کے اندر جو وفاقی حکومتیں ابتک قائم ہو چکی ہیں انکا تجربہ بتلاتا ہے کہ بعض اوقات ایسے تنازعات بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں جو قانون کی حدُود میں نہیں ہوتے۔ چیدہ کمیٹی نے یہ سفارش کی کہ ایسے جھگڑوں کے تصفیے کرنے کیلئے دستور میں کوئی موثر چیز رکھدی جائے۔ تجویز یہ کیا گیا کہ بین الصوبجاتی کانفرنسوں کا طریق برتا جائے جنمیں پاس پاس کے علاقوں کے انتظامی مسائل اور اختلافات کا حل نکالا جائے۔ مگر یہ بات مناسب نہ معلوُم ہوئی کہ دستور کے اندر ہی ایسی دفعہ رکھی جائے جسکی رُو سے بین الصوبجاتی کونسل کا تقرر عمل میں آئے چنانچہ چیدہ کمیٹی نے یہ سفارش کی کہ ایسی دفعات درج کردیجائیں جن سے زمانہ مستقبل میں اس قسم کی کونسل قائم ہوسکے

فراہمیٔ آب پہلے یہ دستور تھا کہ گورنمنٹ آف انڈیا تمام ملک کی فراہمیٔ آب پر بحیثیت مجموعی قابو رکھتی تھی۔ اور ہر صوبہ اپنی جگہ پر اپنے علاقہ کیلئے ذرائع فراہمی کا مالک تھا۔ اگر صوبوں یا صوبوں اور ریاستوں یا صوبوں اور مرکزی حکومت کے درمیان اس معاملے میں کوئی تنازعہ ہوتا تھا تو معاملہ وزیرِ ہند کے سامنے رکھا جاتا تھا اور وہی آخری فیصلہ دیتا تھا۔

مگر چونکہ جدید دستور کے ماتحت یہ سلسلہ قائم نہیں رہ سکتا، اس لئے ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ اگر فراہمیٔ آب کے معاملے میں کسی کو شکایت ہو تو وہ اپنی شکایت گورنر جنرل کے سامنے پیش کرے۔ گورنر جنرل شکایتی درخواست قبول کر لینے پر ایک کمیشن مقرر کرے گا اس کمیشن میں وہ لوگ ہوں گے جنہیں آبپاشی، انجنیری، انتظامی معاملات اور قانون میں درک ہوگا۔ تحقیقات کے بعد یہ کمیشن اپنی رپورٹ پیش کرے گا۔ گورنر جنرل اس رپورٹ پر غور کرنے کے بعد کسی فیصلے پر پہنچے گا۔ اور مناسب احکامات جاری کرے گا۔ مگر صوبوں اور ریاستوں کی حکومتوں کے لئے اِس معاملہ میں ایک حق محفوظ بھی رکھا گیا ہے۔ وہ گورنر جنرل سے یہ درخواست کر سکتی ہیں کہ ہمارا معاملہ ملک معظم باختیار کونسل کے سامنے رکھا جائے۔ کسی صوبجاتی جماعت قانون ساز یا ریاستی حکومت کا وہ قانون جو فراہمیٔ آب کے سلسلے میں ملک معظم باختیار کونسل یا گورنر جنرل کے احکامات سے متصادم ہوتا ہو منسوخ ہو جائیگا۔ چیف کمشنروں کے صوبوں میں گورنر جنرل بذاتِ خود انتظام کر سکتا ہے یہ بات قابلِ لحاظ ہو کہ مندرجہ بالا معاملات کے سلسلے میں ہندوستان کی کوئی عدالت مقدمہ کی سماعت نہیں کرے گی۔ اگر فراہمیٔ آب کا سوال کسی ریاست کے وثیقہ میں شامل نہو تو وہ ریاست اِس معاملہ میں گورنر جنرل یا ملک معظم کا حکم ماننے پر مجبور نہیں ہو گی۔

باب ۱۲

وِفاقی مالیات

مالیات کا سسٹم | وفاقی دستور بناتے وقت دستور ساز جماعت کے سامنے جو مشکل مسائل ہوا کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہو کہ مالیات کے معاملے میں مرکز اور صوبوں کے درمیان حدِّ امتیاز کیونکر قائم کیجائے۔ وجہ یہ ہے کہ وفاقی حکومت اور صوبجاتی حکومتیں محصول ادا کرنے والوں کی ایک ہی جماعت سے رُوپیہ وصُول کرتی ہیں۔ مگر خوش قسمتی سے برطانوی ہند میں پہلے ہی سے مالیات کا ایک کامیاب وفاقی سسٹم چلا آتا ہے۔ چنانچہ اسی کی بنیاد پر جدید دستور کی دفعات رکھدی گئی ہیں۔ دستور کی دفعہ ۱۳۷ بتاتی ہے کہ (۱) زراعتی زمین کے علاوہ باقی املاک کی وراثت کا محصُول (۲) محصُول اسٹام (چیک پرامیسری نوٹ، بیمے کی پالیسیاں، اور رسیدوں وغیرہ کے محاصلِ اسٹام جن کا ذکر وفاقی فہرست امور میں کردیا گیا ہو) (۳) ریل یا ہوائی جہاز سے جانیوالی اشیا اور مسافروں پر ٹرمینل ٹیکس، وفاقی حکومت وصول کرے گی۔ مگر چیف کمشنروں کے صوبوں کے محاصل کو چھوڑ کر یہ آمدنی مالی سال میں وفاقی مالیہ میں شامل نہیں ہوگی، بلکہ صوبوں اور ریاستوں کو اُن اصولوں کے مُطابق تقسیم کردی جائیگی جو وفاقی جماعت قانون ساز ایک قانون کے ذریعے مقرر کرے گی۔ البتہ وفاقی جماعت قانون ساز کسی وقت بھی وفاقی ضرورتوں کے لئے محاصل میں اضافہ

کرسکتی ہے۔ اِس اضافہ سے جو آمدنی ہو گی وہ وفاق کے مالیہ میں شامل کیجائیگی۔

زراعتی آمدنی کو چھوڑ کر باقی تمام آمدنیوں کے محصُول بھی وفاقی حکومت عائد کیا کریگی اور وہی جمع بھی کیا کریگی۔ مگر یہاں بھی وہی اصول کارفرما رہیگا جو اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ یہاں آمدنی میں سے جتنا حِصّہ مالی سال میں صوبوں اور ریاستوں کو دیا جائے گا اسکی مِقدار ملک معظم باختیار کونسل مقرر کریں گے۔ مگر اسکے ساتھ دو باتیں اور بھی ہیں۔ ایک تو یہ کہ جتنی رقم کا تعین ہو چکے گا اس میں کسی دوسرے حُکم باختیار کونسل سے اضافہ نہیں کیا جائیگا اور دُوسری بات یہ ہے کہ وفاقی ضرورتوں کے لئے جماعت قانون سازان محاصل پر جو اضافہ کردے گی اسکی ساری آمدنی وفاق کو ملے گی۔

وفاقی حکومت کو یہ بھی اختیار رہیگا کہ صوبوں اور ریاستوں کو جو روپیہ ملتا ہے اُسے روک لے۔ اِسکی صورت یہ ہوگی کہ مقررہ عرصے تک ہر سال ضرورت کے موافق رقم لے لی جائیگی۔ اگر مقررہ مدت میں توسیع ہو جائیگی تو ہر سال رقم ایسے انداز سے روکی جائیگی کہ سالانہ وصولیابی یکساں پڑے۔ مگر دستور میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ جتنا عرصہ مقرر کر دیا جائیگا اسمیں کسی دوسرے حکم باختیار کونسل سے کمی نہیں ہو سکے گی اور یہ کہ مدت مذکور میں توسیع ہونے کے بعد گورنر جنرل کسی سال یہ ہدایت کرسکتا ہے کہ گذشتہ سال جتنی رقم روکی گئی تھی اس مرتبہ بھی اتنی روک لیجائے۔ لیکن اوّل تو گورنر جنرل کو پہلے وفاق، صوبوں اور ریاستوں کے نمائندوں سے اس معاملہ میں مشورہ کرنا پڑے گا اور دوسرے یہ ہدایات جاری کرنیسے پہلے وہ اس بات کا اطمینان کرلیگا کہ ایسا کرنا وفاقی حکومت کے مالی استحکام کے لئے ضروری ہے۔

کارپوریشن ٹیکس کارپوریشن ٹیکس سے وہ ٹیکس مُراد ہے جو کمپنیوں کی غیر زراعتی آمدنیوں پر لگایا جاتا ہے۔ کسی ریاست میں کارپوریشن ٹیکس وفاقی حکومت قائم ہونیکے دس سال

بعد ہی لگ سکے گا اور اسوقت بھی والئی ریاست کو یہ آزادی ہوگی کہ اگر وہ مذکورہ ٹیکس نہ لگوانا چاہے تو ٹیکس کی آمدنی کے مساوی روپیہ وفاقی خزانہ میں دیدے۔ اگر وہ یہ محسوس کرے کہ جو رقم اُس سے طلب کی جارہی ہے، وہ مناسب سے زائد ہے، تو وہ وفاقی عدالت میں اپیل کرسکتا ہے۔

نمک اور برآمد کا محصول نمک شراب اور برآمد کے محصول وفاقی حکومت لگائیگی اور وہی وصول بھی کرے گی۔ لیکن اگر وفاقی جماعت قانون ساز ایک قانون کے ذریعے یہ فیصلہ کردے کہ محصول کی پوری یا کچھ آمدنی کسی صوبہ یا ریاست کو دیجائے تو ایسا بھی ہوجائیگا

یہ بات دستور میں صاف کردی گئی ہے کہ پٹ سن کی برآمد کے محصول کی آمدنی نصف یا نصف سے زیادہ ملک معظم باختیار کونسل کے فیصلے کے مطابق ان صوبوں یا ریاستوں کو ملا کرے گی جن میں پٹ سن پیدا ہوگا

رِزرو بنک برطانوی ہند میں مالی استحکام کے لئے انڈین لیجسلیچر نے ۱۹۳۴ء میں رزرو بنک قائم کرنے کے لئے ایک ایکٹ منظور کیا تھا۔ چنانچہ اُس ایکٹ کے مطابق اب رزرو بنک عالم وجود میں آچکا ہو۔ اس بنک کا کل سرمایہ پانچ کروڑ روپیہ ہو۔ ایک حصہ سو روپیہ کا ہوتا ہے۔ بمبئی، کلکتہ، دہلی، مدراس اور رنگون میں حصہ داروں کے علیحدہ علیحدہ رجسٹر رکھے جاتے ہیں۔ بنک کی نگرانی اور انتظام کا کام ڈائرکٹروں کی ایک مرکزی مجلس کے سپرد ہے۔ اس میں ایک گورنر اور دو ڈپٹی گورنر ہوتے ہیں۔ انہیں گورنر جنرل باختیار کونسل مقرر کرتا ہے۔ چار ڈائرکٹر بھی گورنر جنرل باختیار کونسل کی طرف سے نامزد کئے جاتے ہیں۔ آٹھ ڈائرکٹر حصہ داروں کی طرف سے منتخب ہوتے ہیں۔ اور گورنر جنرل باختیار کونسل ایک سرکاری افسر نامزد کرتا ہے۔ گورنر جنرل سے اجازت لئے بغیر کوئی ایسا مسودہ یا

مسودے کی ترمیم وفاقی جماعت قانون ساز میں پیش نہیں ہو سکتی جس کا سکہ سازی یا کرنسی یا بنک کے فرائض پر اثر پڑتا ہو۔ گورنر اور ڈپٹی گورنروں کے تقرر اور برخاستگی انکی تنخواہوں اور الاؤنسوں اور مدت ملازمت کی منظوری، اور ڈائرکٹروں کی نامزدگی اور موقوفی وغیرہ کے معاملات میں گورنر جنرل تمیزِ خصوصی سے کام لیگا۔ گورنر جنرل مرکزی بورڈ کو توڑ بھی سکتا ہے اور بنک کو دیوالیہ بھی قرار دے سکتا ہے۔

ریاستوں کو چھوٹ

وثیقۂ شمولیت وفاق منظور کر کے ملک معظم کسی ریاست کو بیس سال تک کی ادائیگی مُعاف کر سکتے ہیں اسی طرح ملک معظم کسی ریاست کو جنے معیّنہ فوجی گارنٹی یا فوجی امداد کی فراہمی سے بری کئے جانے کے عوض میں کچھ علاقہ تاج کو نذر کر دیا ہو، ایک معینہ رقم دلوا سکتے ہیں۔ متذکرہ بالا معافی یا رقم دلوانے کا سوال اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب ریاستیں انکم ٹیکس کا ایک حصّہ وصول کرنے لگیں۔ اگر دستور نافذ ہونے سے قبل ہی کوئی بڑی رقم ادا کر دی گئی ہے تو وہ رقم واپس ہو سکے گی۔ ریاستوں کو جو مراعات یا آزادیاں ملی ہوتی ہیں ان کا احترام کیا جائے گا اور ادائے گی کی معافی یا رقم کی واپسی کے سلسلے میں ان کا لحاظ رکھا جائیگا۔

باب ۱۳

اِنصاف و عدالت

وفاقی عدالت دستور کی رُو سے ایک وفاقی عدالت بھی قائم ہوتی ہے جو جدیدہ کمیٹی کی رپورٹ کے الفاظ میں "دستور کی ترجمان اور اسکی محافظ ہوگی" اور عناصرِ وفاق کے درمیان جو نزاعی معاملات رونما ہونگے انکی فیصل بنے گی۔ یہ عدالت ایک چیف جسٹس آف انڈیا اور چند ججوں پر مشتمل ہوگی۔ اس امر کا فیصلہ کہ تعداد میں جج کتنے ہوں، ملک معظم ہی مناسب سمجھ کر کریں گے۔ ہر جج کا تقرر ملک معظم کیطرف سے ہوگا اور ۶۵ برس کی عمر تک وہ اپنے عہدہ پر متمکن رہے گا۔ مگر اس سے قبل بھی جج علیحدہ ہوسکتا ہے۔ یا تو وہ خود استعفےٰ دے سکتا ہے، یا ملک معظم اسے غلط روی یا جسمانی یا دماغی کمزوری کی بنا پر معزول کرسکتے ہیں بشرطیکہ پریوی کونسل کی جُڈیشل کمیٹی، جس سے ملک معظم استصواب کریں گے، یہ رپورٹ کرے کہ جج مذکور ان اسباب کی بنا پر علیحدہ کیا جاسکتا ہے۔

صرف وہی شخص وفاقی عدالت کا جج بن سکتا ہے جو :-

(۱) برطانوی ہند یا کسی وفاقی ریاست میں پانچ برس تک کسی عدالت عالیہ کا جج رہ چکا ہو یا

(۲) دس سال سے انگلستان یا شمالی آئرلینڈ میں بیرسٹری کر رہا ہو یا دس برس

سے اسکاٹلینڈ کی فیکلٹی آف ایڈوکیٹس کا ممبر ہو یا

(۳) کم سے کم دس برس تک برطانوی ہند یا کسی وفاقی ریاست میں پلیڈر رہا ہو۔

وفاقی عدالت دہلی میں یا کسی ایسے مقام یا مقامات پر اجلاس کیا کرے گی جن کا تعین چیف جسٹس آف انڈیا گورنر جنرل سے منظوری حاصل کرنے کے بعد کر دے۔ برطانوی ہند اور وفاقی ریاستوں کی ہائی کورٹوں کے فیصلوں کی اپیلیں اس عدالت میں سماعت ہوا کریں گی۔

اختیارات عدالت کسی ایسے نزاعی معاملہ کا فیصلہ جس میں کوئی ریاست مُدعی یا مدعا علیہ ہو وفاقی عدالت اسی وقت کرے گی جب متنازعہ فیہ معاملہ :-

(۱) اُن قانون ساز یا عاملانہ اختیارات کی حدود میں آتا ہو جو ریاست مذکور کے وثیقۂ شمولیت کی رُو سے وفاقی حکومت کو ریاست میں حاصل ہیں۔

(۲) اس سمجھوتے سے تعلق رکھتا ہو جو کسی وفاقی قانون کو ریاست میں نافذ کرنے کے سلسلے میں ہو چکا ہے۔

(۳) کسی ایسے امر سے متعلق ہو جس پر وفاقی جماعت قانون ساز ریاست مذکور کے لئے قانون بنانے کا اختیار رکھتی ہے

(۴) اس سمجھوتے کے تعلق میں ہو جو قیام وفاق کے بعد کسی ریاست اور وفاق یا کسی ریاست اور کسی صوبے کے درمیان ملک معظم کے نمائندے کی منظوری سے بدیں غرض ہوا ہو کہ تاج کے فرائض جو ریاستوں کے سلسلے میں اس پر عائد ہوتے ہیں ادا کئے جا سکیں۔

اُن معاملات میں وفاقی عدالت کا اختیار معطل سمجھا جائیگا جو کسی سمجھوتے کی رو سے

اس کے اختیار سے بالا تسلیم کئے جا چکے ہیں

کسی عدالت عالیہ کے فیصلے کی اپیل وفاقی عدالت میں اسی صورت میں ہوسکیگی جب عدالت عالیہ اس بات کا سرٹیفکیٹ دیدے کہ مقدمے میں دستور ۱۹۳۵ء یا کسی حکم باختیار کونسل کی ترجمانی کے سلسلے میں ٹھوس قانونی سوال اُٹھتا ہے۔ برطانوی ہند کی ہر عدالت عالیہ کا یہ فرض ہوگا کہ وہ ہر مقدمے میں یہ دیکھے کہ آیا اس قسم کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے یا نہیں اور خود اپنی تحریک سے سرٹفکیٹ دے یا اس کے برعکس عمل کرے۔ گورنر جنرل کی اجازت لیکر وفاقی جماعت قانون ساز ایک قانون اس موضوع کا بنا سکتی ہو کہ فلاں فلاں دیوانی مقدمات میں بلا سرٹفکیٹ بھی برطانوی ہند کی عدالتہائے عالیہ کے فیصلوں کی اپیلیں وفاقی عدالت میں سنی جا سکتی ہیں۔ مگر اس قانون کے ماتحت صرف انہی مقدموں کی اپیلیں وفاقی عدالت میں ہوسکتی ہیں جو پچاس ہزار روپے کی مالیت کے ہوں اور جنکی اپیل کی وفاقی عدالت نے خاص طور پر منظوری دی ہو۔ کسی ریاست کی عدالت عالیہ کے فیصلے کی اپیل وفاقی عدالت میں بطور مقدمۂ خاص سماعت کی جایا کرے گی۔ اور اس کا سبب یہ بیان کیا جائے گا کہ کوئی قانونی معاملہ غلط فیصل کیا گیا ہے

وفاقی عدالت کے فیصلوں کی اپیلیں ان معاملات میں جو دستور کی ترجمانی کے اعتبار سے یا وثیقۂ شمولیت کی رُو سے وفاقی حکومت کے اختیارات سے متعلق ہیں عدالت وفاق کی منظوری حاصل کئے بغیر (اور دیگر معاملات میں اسکی یا ملک معظم باختیار کونسل کی منظوری سے) پریوی کونسل کی جوڈیشنل کمیٹی کے سامنے پیش ہوسکیں گی۔

عدالتِ وفاق بحیثیت مشیر سلطنت اگر کسی وقت گورنر جنرل یہ دیکھے گا کہ ایک اہم قانونی سوال پیدا ہوگیا ہے یا ہوجانیوالا ہے۔ اور اس سوال پر وفاقی عدالت کی رائے

حاصل کرنی ضروری ہے تو وہ عدالت سے مشورہ طلب کریگا۔ اور وفاقی عدالت مناسب سماعت کے بعد اس قانونی سوال پر گورنر جنرل کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ رپورٹ اسی رائے سے مرتب ہو گی جو کھلی عدالت میں ظاہر کی جائیگی اور جس سے سماعت کرنے والے ججوں کی اکثریت متفق ہو گی۔ اختلافی آرا بھی ظاہر کی جاسکیں گی۔ انگلستان میں بھی یہ دستور ہے کہ ملک معظم کی طرف سے بعض اہم معاملات میں پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی سے استصواب رائے کیا جاتا ہے اور کمیٹی ملک معظم کو اپنا مشورہ پیش کرتی ہے مگر وہاں اختلافی آرا کا اظہار نہیں ہوتا۔ یہ طریق کار ہیگ کی بین الاقوامی عدالت کا ہے۔

برطانوی ہند کی عدالتیں

جدید دستور کی رُو سے کلکتہ، بمبئی، مدراس، الہ آباد، لاہور اور پٹنہ کی عدالت ہائے عالیہ، اودھ کی چیف کورٹ، صوبجات متوسط و برار، شمال مغربی سرحدی صوبہ اور سندھ کی جوڈیشل کمشنروں کی عدالتیں، عدالتہائے عالیہ تسلیم کی جائیں گی۔ بنگال، مدراس اور بمبئی میں عدالتیں ۱۷۲۶ء میں جارج اول شاہ انگلستان کی ایک سند کی رُو سے قائم ہوئی تھیں۔ ۱۸۶۱ء میں ایک ایکٹ کی رُو سے تاج کو بمبئی مدراس اور کلکتے میں کورٹس آف جوڈیکیچر قائم کرنیکا اختیار ملا۔ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کے لئے عدالت عالیہ (جو اب ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر الہ آباد ہے) ۱۸۶۶ء میں بنی۔ پٹنہ کی عدالت عالیہ ۱۹۱۶ء میں اور لاہور کی ۱۹۱۹ء میں قائم ہوئی۔ اودھ میں چیف کورٹ جوڈیشل کمشنر کی عدالت کی جگہ ۱۹۲۶ء میں قائم کی گئی۔ اسکے اختیارات عدالت عالیہ کے اختیارات کے برابر ہیں۔ جدید دستور سے قبل کلکتہ کی عدالت عالیہ مرکزی حکومت کے اور باقی عدالتہائے عالیہ مقامی حکومتوں کے ماتحت تھیں۔ جدید دستور نے عدالت عالیہ کلکتہ کو حکومت بنگال سے متعلق کر دیا ہے۔

ججوں کا تقرر

اب سے قبل یہ ضروری تھا کہ ہر عدالت عالیہ کے ججوں کی ایک تہائی

تعداد انگلستان یا آئرلینڈ یا اسکاٹلینڈ کی سند یافتہ ہو۔ اور ایک تہائی تعداد انڈین سول سروس کے افراد کی ہو۔ جدید دستور نے ان دونوں شرائط کو اُڑا دیا ہے۔ چیدہ کمیٹی کے الفاظ میں اس سے بعض اوقات بلند پایہ جج دستیاب ہونے میں دشواری ہوتی تھی، تاہم کمیٹی نے اپنی اس رائے کا اظہار بھی کر دیا کہ انڈین سول سروس کے افراد شعبۂ عدالت کا ایک اہم اور قیمتی عنصر ہیں اور انکی موجودگی سے عدالتہائے عالیہ کی قوت و استعداد میں قابل لحاظ اضافہ ہوتا ہے۔

جدید دستور سے قبل انڈین سول جج عدالت عالیہ کے مستقل چیف جسٹس نہیں بن سکتے تھے۔ دستور نے اس معاملہ میں ملک معظم کی پسند پر سے پابندی ہٹا دی ہے۔ آئندہ عدالت عالیہ کا ہر جج ملک معظم کی طرف سے مقرر ہو گا اور ساٹھ برس کی عمر تک ججی کے منصب پر فائز رہے گا۔ (وفاقی عدالت میں ججوں کے سبکدوش ہونیکی عمر پینسٹھ برس ہے) مگر اس سے قبل بھی وہ علیحدہ ہو سکیگا۔ علیحدگی کی صورتوں کا تذکرہ وفاقی عدالت کے ججوں کے سلسلے میں ہو چکا ہے۔ عدالت عالیہ کے ججوں کے لئے شرائط صلاحیت بھی وہی ہیں جو وفاقی عدالت کے ججوں کے لئے ہیں اور اوپر درج ہو چکی ہیں۔

مقدمات کا تبادلہ اگر اس امر کی درخواست پیش ہو اور عدالت عالیہ اپنا یہ اطمینان بھی کرلے کہ ماتحت عدالت میں ایک ایسا مقدمہ چل رہا ہے جسے وہ اپنے ہاں لے سکتی ہے اور جس میں کسی وفاقی یا صوبجاتی قانون کی صحت کا سوال درپیش ہے تو وہ اس مقدمے کو اپنے ہاں منگوا سکتی ہے۔ اس ضمن میں درخواست انتقال مقدمہ وفاق کے لئے وفاقی ایڈوکیٹ جنرل یا صوبے کے لئے وفاقی ایڈوکیٹ جنرل یا صوبجاتی ایڈوکیٹ جنرل کیطرف سے دیجائیگی۔ وفاقی عدالت اور عدالت ہائے عالیہ کی عدالتی زبان انگریزی ہوگی۔

ڈسٹرکٹ جج ڈسٹرکٹ ججوں کا تقرر ان کا تعیّن اور انکی ترقی صوبوں میں گورنروں کے ہاتھوں میں ہوگی۔ وہ اِن معاملات میں تمیز خصوصی سے کام لیں گے بیشتر اسکے کہ ان معاملات میں گورنر سے سفارش کیجائے، عدالت عالیہ سے ضرور مشورہ کیا جائیگا۔

کوئی ایسا فرد جو پہلے سے ملک معظم کا نوکر نہ ہو صرف اُسی صورت میں جج بننے کا اہل ہوگا جب وہ کم از کم پانچ برس تک بیرسٹری کر چکا ہو، اسکاٹلینڈ کی فیکلٹی آف ایڈوکیٹس کا ممبر یا پلیڈر رہ چکا ہو جسکے تقرر کی ہائی کورٹ کیطرف سے سفارش کی گئی ہو۔

ڈسٹرکٹ جج کی اصطلاح مندرجہ ذیل پر حاوی ہے۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج، جوائنٹ ڈسٹرکٹ جج، اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ جج، چیف جج عدالت خفیفہ، چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ، سشن جج، ایڈیشنل سشن جج اور اسسٹنٹ سشن جج۔

ڈسٹرکٹ جج سے کمتر افراد کا تقرر صوبجاتی پبلک سروس کمیشن کے امتحانِ مُقابلہ سے ہوگا۔ معیار قابلیت صوبہ کا گورنر، صوبجاتی پبلک سروس کمیشن اور عدالت عالیہ سے مشورہ کرنیکے بعد متعین کریگا۔ اِن کو آزادیٔ عمل دینے پر چیدہ کمیٹی نے اصرار کیا تھا اور دستور میں اس اصرار کا لحاظ بھی رکھا گیا ہے۔ ڈسٹرکٹ جج سے کمتر عہدوں پر تقرر، عہدے داروں کی ترقی اور تعطیلوں وغیرہ کا اختیار، عدالت عالیہ کے ہاتھوں میں ہوگا تاہم یہ عہدہ دار اپیل کرنے کے حقدار ہونگے۔

آنریری مجسٹریٹ کسی شخص کو مجسٹریٹی کے اختیارات اسی وقت تفویض ہونگے جب پہلے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ سے مشورہ کرلیا جائے گا یہی صورت مجسٹریٹی کا اختیار واپس لیتے وقت بھی اختیار کی جائیگی +

باب ۱۴

نوکریاں

دفاع کی سپاہ اپنی ہندوستانی افواج کے کمانڈر انچیف کا تقرر ملک معظم اپنے خاص دستخطوں سے کریں گے۔ اس کے علاوہ ان عہدوں پر تقررات بھی ملک معظم کی جانب سے یا ان کی ہدایت کے مطابق ہوں گے جن کا تعلق دفاع سے ہے۔ یہ امر بھی ملک معظم ہی متعین کرینگے کہ وہ عہدے کون کون سے ہیں۔ کمانڈر انچیف کی تنخواہ، اس کے الاؤنس اور نوکری کی شرائط وغیرامور بھی ملک معظم کی ہدایت کے مطابق طے ہونگے۔ اسی طرح ہندوستان کی بحری بری اور ہوائی فوجوں میں فوجی افراد کو کمیشن بھی ملک معظم عطا کرینگے یا اس کام کو وہ افسر انجام دے گا جسے ملک معظم یہ اختیار دیدیں۔ جہانتک ہندوستانی افواج ہیں خدمت بجالانے کے قواعد وضوابط کا تعلق ہے وزیر ہند (اپنے مشیروں کی تائید حاصل کرتے ہوئے) سب فوجوں یا کسی فوج کے لئے قاعدے، ضابطے اور احکام وضع کر دیا کریگا۔ ان قاعدوں وغیرہ پر ملک معظم کی منظوری نفاذ سے قبل لے لی جایا کرے گی۔ جدید دستور منظور ہونے سے قبل ہندوستانی افواج کے افراد کو اپیل کرنے کا جو حق حاصل تھا وہ برقرار رہے گا اور پہلے کی طرح قیام وفاق کے بعد بھی وزیر ہند کے سامنے ان افراد کی طرف سے یادداشتیں پیش ہوا کریں گی۔ فوجیوں کی تنخواہوں

اور پنشنوں کا روپیہ وفاق کے مالیہ سے لیا جایا کریگا مگر اِس سے اُس رقم میں کوئی کمی ہنوگی جو دفاع کی ضرورتوں کے لئے جدید دستور کی رُو سے وفاقی مالیہ پر عائد کی گئی ہے۔

سول سروس ہندوستان کی سول سروس کا ہر فرد ملک معظم کی مرضی سے نوکر ہے۔ اُسے وہی صاحب اختیار عہدہ دار برخاست کرسکتا ہے جس نے اُسے نوکر رکھا ہو۔ اُس عہدہ دار کا ماتحت افسر برخاست کرنیکا حق نہیں رکھتا۔ چونکہ ہر نوکر شاہی تاج کی مرضی سے نوکر ہے، اس لئے اگر سول سروس کے کسی فرد کو برخاست کیا جائے تو وہ تاج کے فیصلے کے خلاف اپیل نہیں کرسکتا۔ تاہم اس عام قاعدے کے باوجود بھی، اگر کسی ایسے شخص سے، جو ہندوستان میں تاج کی سول سروس میں نہ ہوگا، کوئی کام لینے کے لئے معاہدہ کیا جائے گا، تو اس صورت میں جب معاہدے کی مدّت ختم ہونیسے قبل اسے علیحدہ کیا جائیگا (یا تو عہدہ اڑجانے کی وجہ سے یا اُن اسباب کی بنا پر جن کا اسکی غلط روی یا کوتاہیٔ خدمت سے کوئی تعلق نہ ہو) اسے معاوضہ کی رقم ادا کی جائیگی۔ یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک برخاست نہ کیا جائیگا اور نہ اسوقت تک اس کے عہدے میں تنزل ہوگا جبتک اسے اپنے بچاؤ میں صفائی پیش کرنیکا موقع نہ دیا جائے گا۔ البتہ یہ قاعدہ اسوقت بیکار ہوگا جب کوئی سرکاری نوکر بری چال چلن کیوجہسے سزا پانے پر برخاست کیا جائے گا یا جب صاحبِ اختیار افسر ہی اس امر کی تحریری وجوہ پیش کریگا کہ شخص مذکور کو صفائی کا موقع دینا ازراہ معقولیت بعید از عمل ہے۔

وفاق میں نوکر شاہی کا تقرر گورنر جنرل یا اس کا مقررہ کردہ کوئی شخص

کرے گا اور گورنر جنرل یا شخص مذکور ہی نوکری کی شرائط کے سلسلے میں ضوابط بنائیگا صوبوں میں یہ کام صوبجاتی گورنر یا ان کے مقرر کردہ افراد انجام دینگے۔ ان سرکاری نوکروں کیلئے قواعد وضوابط کی کوئی ضرورت ہی نہیں جن کو عارضی طور پر رکھا گیا ہو کیونکہ انہیں ایک مہینے یا کچھ کم پہلے نوٹس دیکر علیحدہ کیا جاسکتا ہے۔ نوکر شاہی کے لئے جو ضوابط بنائے جائیں گے ان میں اسبات کا خیال رکھا جائیگا کہ جہانتک ان لوگوں کا تعلق ہے جو ہندوستان میں صوبجاتی خود اختیاری قائم ہونے سے قبل سے نوکری کر رہے ہیں ان کیلئے ضوابط کے تحت میں وہی افسران حکم جاری کرینگے جو ۸ / مارچ سنہ ۱۹۲۶ء کو ایسا کرنے کا اختیار رکھتے تھے، یا اس سلسلے میں ان لوگوں کا حکم جائز ہوگا جنہیں وزیر ہند نے ہدایات جاری کرنے کا اختیار دیا ہو۔ پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ جس طرح صوبجاتی خود اختیاری کے نفاذ سے قبل ان پرانے ملازمین سرکار کو حکام بالا کے احکام کے خلاف اپیلیں دائر کرنے کا حق حاصل تھا، اسیطرح وہ نئے ضوابط کے ماتحت جاری شدہ احکام کے خلاف بھی حسب سابق اپیلیں دائر کرسکیں گے۔ اور ہر نوکر شاہی کو کم از کم ایک اپیل کسی حکم کے خلاف (گورنر جنرل کے حکم کے علاوہ) دائر کرنے کا حق ہوگا۔

سول سروس کے افراد کی نوکری کی شرائط جماعت قانون ساز بھی ایک قانون کے ذریعے منضبط کرسکتی ہے۔ مگر اس کا یہ قانون پرانے نوکروں کے ان حقوق کو نہیں چھو سکتا جن کا ابھی ابھی ذکر ہوا ہے۔ اسی طرح نہ تو یہ قانون اور نہ یہ قواعد (جن کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے) گورنر جنرل یا گورنر کو کسی نوکر شاہی کے معاملہ کو منصفانہ طریق سے طے کرنیسے باز رکھ سکتے ہیں۔ جہانتک وفاقی ریلوے کے ملازمین کا تعلق

ہے، انہیں گورنر جنرل یا اس کا مقرر کردہ افسر ہی نوکر رکھیگا اور وہی ان سے شرائط نوکری طے کریگا۔ ریلوے کے اعلیٰ عہدوں کو پُر کرنے کے سلسلے میں ریلوے کی جماعت باختیار پبلک سروس کمیشن سے صلاح لے گی۔ مگر جہانتک ملازمتوں میں مختلف فرقونکا تناسب قائم کرنیکا سوال ہے، جماعت باختیار کو پبلک سروس کمیشن سے رجوع کرنیکی کوئی ضرورت نہیں۔

اسی طرح محکمہ تار اور ڈاکخانہ اور محکمہ جنگی کی نوکریوں کی بھرتی کے لئے قاعدے بناتے وقت گورنر جنرل کا مقرر کردہ افسر اینگلو انڈین طبقہ کی سابقہ خدمات وغیرہ کا خاص خیال رکھے گا۔ اب رہیں وفاقی عدالت کی ملازمتیں، ان کے لئے قواعد گورنر جنرل یا اس کا مقرر کردہ آدمی ہی بنائے گا اور وہی ملازمتوں کو پُر بھی کریگا۔ صوبجاتی عدالت ہائے عالیہ کے سلسلے میں یہ کام گورنر یا اس کا مقرر کردہ شخص انجام دے گا۔ دستور میں ایک دفعہ یہ بھی رکھی گئی ہے کہ وفاقی عدالت کے معاملے میں گورنر جنرل اور عدالت عالیہ کے معاملہ میں گورنر (باختیار تمیز خصوصی) یہ ہدایت کرسکتا ہے کہ کوئی ایسا شخص (جو پہلے ہی سے عدالت سے متعلق نہو) وفاقی یا صوبجاتی پبلک سروس کمیشن سے صلاح لئے بغیر مقرر نہ کیا جائے تنخواہوں، الاؤنسوں، تعطیلات اور پنشنوں کے متعلق چیف جسٹس جو قواعد وضوابط بنائیگا ان پر گورنر جنرل یا گورنر سے منظوری لینی ہوگی۔

صوبجاتی خود اختیاری کے قیام کے بعد سے ان سرکاری نوکریوں کے لئے جنہیں عُرفِ عام میں سول سروس، انڈین میڈیکل سروس اور انڈین پولیس کہتے ہیں، وزیر ہند تقررات کیا کرے گا (تاوقتیکہ برطانوی پارلیمنٹ اس کے خلاف قدم نہ اٹھائے) نیز ان عہدوں کو بھی وزیر ہند ہی پُر کیا کرے گا جو اس غرض کے لئے نکالے جائیں گے کہ

ایسے موزوں افراد بھرتی کئے جائیں جو گورنر جنرل کے ان فرائض کی ادائیگی میں ممد و معاون ہوں جو تمیز خصوصی کے سلسلے میں اس پر عائد ہوتے ہیں۔ ان عہدوں کی بابت وزیر ہند برطانوی پارلیمنٹ میں سال بسال بیانات بھی دیا کریگا۔ اِدہر گورنر جنرل باختیار تمیز خصوصی وزیر ہند کو اس سکیشن کی رفتار ترقی سے باخبر رکھیگا اور مناسب وقفوں کے بعد اس میں ترمیم اور تبدیلی کے لئے سفارشات بھی کیا کریگا۔ وزیر ہند آبپاشی کے سلسلے میں بھی سرکاری ملازمتوں پر اہل لوگوں کا تقرر کیا کریگا (تاوقتیکہ پارلیمنٹ اس کے خلاف قدم نہ اٹھائے) ان ملازمتوں پر جن لوگوں کا تقرر کیا جائیگا اگر وہ محسوس کریں کہ کسی حکم سے ان کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے تو وہ (وفاقی حکومت کی ملازمت میں ہوں تو) گورنر جنرل سے اور (صوبجاتی حکومت کی ملازمت میں ہوں تو) گورنر سے شکایت کرینگے۔

دستور میں یہ بات بھی صاف کردی گئی کہ ایسے احکام جن سے وزیر ہند کے مقرر کردہ ملازمین سرکار کے حقوق وغیرہ پر بُرا اثر پڑسکے، وفاق میں گورنر جنرل باختیار انفرادی رائے اور صوبوں میں گورنر باختیار انفرادی رائے ہی صادر کرسکتے ہیں۔ کسی اور کو یہ اختیار نہیں۔ ہندوستان کے کسی بااختیار افسر کے حکم کے خلاف محفوظ نوکریوں کے ملازم وزیر ہند کے آگے بھی اپیل پیش کرسکتے ہیں۔ ان اپیلوں کے فیصلوں کی رُو سے جتنی رقمیں ان ملازمین سرکار کو دلائی جائیں گی، وہ سب وفاق یا صوبوں کے مالیہ سے وضع ہوں گی۔ اسی طرح وفاق اور صوبوں کے مالیہ سے ان لوگوں کو معاوضے وغیرہ بھی دلوائے جائیں گے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ اُن رقموں سے اِنکا کوئی تعلق نہیں ہے جو گورنر جنرل اور گورنر وفاق اور صوبوں کے مالیہ سے اُن لوگوں کو بطور معاوضہ دلوائیں گے جنہوں نے ہندوستان میں ملک معظم کی خدمت کی ہے۔ ہائی کمشنر آف انڈیا کے اسٹاف اور آڈیٹر آف انڈین ہوم اکاونٹس

کے اسٹاف پر ان دفعات کا اطلاق ہوتا ہے۔

جو ملازمین سرکار یکم اپریل ۱۹۲۴ء سے قبل ان ملازمتوں میں لیے گئے تھے جن پر وزیر ہند تقررات نہیں کرتا، ان کی تنخواہوں الاؤنسوں اور پنشنوں وغیرہ کا خرچ (وفاقی ملازمین کے سلسلے میں) وفاق پر اور صوبجاتی ملازمین کے بارے میں صوبوں پر ڈالا جائے گا۔ اس قسم کے ریلوے کے ملازمونکے سلسلے میں یہ طریق رہیگا کہ ان کی تنخواہوں اور الاؤنسوں وغیرہ کا صرف اتنا ہی خرچ وفاق ہند پر ڈالا جائیگا جو ریلوے کے فنڈ سے ادا نہو سکیگا۔ جو ملازمین برما اور عدن کی ملازمتوں سے صوبجاتی خود اختیاری کے نفاذ سے پہلے ریٹائر ہو چکے ہیں، انپر بھی یہ دفعات حاوی ہیں۔ کسی وفاقی ریاست کے باشندے یا حکمراں پر ہندوستان میں سرکاری ملازمت کا دروازہ بند نہیں ہے۔ بلکہ ان مخصوص غیر وفاقی ریاستوں کے حکمراں اور باشندے، یا کسی خاص قبائلی علاقے کے باشندے بھی جن کے متعلق گورنر جنرل (باختیار انفرادی رائے) اعلان کردے سرکاری ملازم ہو سکتے ہیں۔ وزیر ہند بھی ایسے تقررات کر سکتا ہے۔ وہ ان کے ناموں کا اعلان کردے گا۔ مگر جو شخص برطانوی رعایا نہیں وہ ملازم سرکار نہ بن سکے گا گورنر جنرل یا صوبجات کے گورنر کسی غرض کے لئے عارضی طور پر ان لوگوں کو بھی نوکر رکھنے کے مجاز ہیں جو برطانوی رعایا نہوں۔ اگر وفاقی حکومت اور ایک صوبے یا صوبوں کے درمیان یا چند صوبونکے درمیان کوئی ایسا مشترک عہدہ قائم کرنیپر راضی نامہ ہو جائے جس کا حلقۂ کار صرف وفاق یا کسی ایک صوبے تک محدود نہ ہو، تو اس عہدے کے سلسلے میں گورنر جنرل، گورنر، اور کسی پبلک سروس کمیشن کو وہ تمام اختیارات، جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے، اسی طرح حاصل ہونگے جس طرح اس صورت میں ہو سکتے ہیں جب وہ عہدہ صرف ایک صوبے سے متعلق ہو

پبلک سروس کمیشن جدید دستور کی رُو سے وفاقی اور صوبجاتی پبلک سروس کمیشن قائم ہوں گے ان کا کام یہ ہوگا کہ وفاق اور صوبوں کی ملازمتوں کے لئے امتحانات منعقد کیا کریں۔ ایک ہی صوبجاتی کمیشن سے کئی صوبے بھی کام لے سکتے ہیں اور ان میں یہ سمجھوتہ بھی ہو سکتا ہی کہ تمام صوبوں کے لئے ایک کمیشن ہو۔ اگر یہ سمجھوتہ ہوگا تو اس میں یہ بات بھی بتائی جائیگی کہ دستور کی رُو سے صوبجاتی پبلک سروس کمیشن کے سلسلے میں جو اختیارات گورنر کو ملے ہیں، وہ اختیارات مشترکہ کمیشن کے معاملے میں کونسے صوبے کا گورنر استعمال کریگا۔ اگر کسی صوبے کا گورنر وفاقی کمیشن سے یہ درخواست کرے کہ کمیشن مذکور اس کے صوبے کی چند یا سب ضروریات بھی پوری کردے تو وفاقی کمیشن گورنر جنرل سے منظوری لے لینے کے بعد ایسا کر سکے گا۔ وفاقی کمیشن کے صدر اور ممبر گورنر جنرل باختیار تمیز خصوصی کی طرف سے اور صوبجاتی کمیشنوں کے صدر اور ارکین گورنروں کی طرف سے تمیز خصوصی استعمال کرتے ہوئے مقرر کئے جائیں گے۔ ہر پبلک سروس کمیشن کے تقریباً نصف ارکین ایسے ہوں گے جو تقریباً دس برس تک سرکاری نوکری کر چکے ہوں گے کمیشن کے ممبروں کی تعداد، ان کی مدت اور شرائط ملازمت اور ان کے اسٹاف کی تعداد اور شرائط نوکری وغیرہ کا تعین وفاقی حکومت میں گورنر جنرل اور صوبوں میں گورنر کریں گے۔ وفاقی کمیشن کا صدر اپنے عہدہ سے سبکدوش ہونے کے بعد ہندوستان میں کوئی اور سرکاری عہدہ قبول نہیں کر سکے گا۔ البتہ صوبجاتی کمیشن کا صدر اسکے بعد بھی وفاقی کمیشن یا کسی اور صوبجاتی کمیشن کا صدر بن سکے گا۔ مگر کمیشنوں کے ممبر گورنر جنرل باختیار تمیز خصوصی کی منظوری کے بغیر اور اگر صوبجاتی ملازمت کا سوال ہو تو گورنر باختیار تمیز خصوصی کی منظوری حاصل کئے بغیر) کوئی سرکاری عہدہ نہیں سنبھال

سکیں گے۔

سرکاری نوکریوں اور عہدوں کے تقرر کے طریقوں، اصول تقررات، ترقیوں، تبادلوں، معاملات نظم ونسق، اور پنشنوں اور معاوضوں وغیرہ امور کے سلسلے میں کمیشنوں سے مشورہ کیا جایا کرے گا۔ کمیشنوں کا یہ فرض ہوگا کہ ان یا ایسے دیگر معاملات پر جن میں گورنر جنرل یا گورنر (باختیار تمیز خصوصی) استصواب کریں صائب مشورے پیش کریں مگر دو صورتوں میں کمیشنوں سے مشورہ طلب نہ کیا جائے گا۔ ایک تو اس وقت جب معاملے کا تعلق ان اسامیوں سے ہو جنہیں وزیر ہند یا گورنر جنرل (باختیار تمیز خصوصی) یا گورنر (باختیار تمیز خصوصی) نے پُر کیا ہو اور دوسرے اس صورت میں جب ملازمتوں میں فرقہ وار تناسب قائم کرنیکا سوال درپیش ہو۔

صوبجاتی یا وفاقی جماعتہائے قانون ساز اس قسم کے قوانین منظور کر سکتی ہیں جنکی رُو سے چند اضافی ذمہ داریاں کمیشنوں کے ذمّے ڈالدی جائیں مگر اس قسم کے قانون کا مسودہ گورنر جنرل (باختیار کونسل) یا گورنر (باختیار کونسل) سے اجازت لئے بغیر ایوانوں میں پیش نہ ہو سکے گا۔

جماعتہائے قانون ساز اس قسم کا جو قانون بنائیں گی اس میں یہ دفعہ رکھی جائے گی کہ اُن ملازمین سرکار پر اس قانون کا اطلاق وزیر ہند کی مرضی کے بغیر نہ ہو سکے گا جن کا تقرر وزیر ہند نے کیا ہے۔ اگر وہ قانون صوبجاتی جماعت قانون ساز کا ہوگا تو یہ دفعہ رکھی جائے گی کہ اُن ملازمین پر جو صوبجاتی شعبۂ ملازمت کے افراد نہیں ہیں گورنر جنرل کی رضامندی کے بغیر اس قانون کا کوئی اثر نہیں پڑ سکے گا۔

باب ۱۵

ریلوے کا بندوبست

وفاقی جماعت بااختیار قرطاس ابیض میں یہ تجویز درج تھی کہ جہانتک ریلوے کی عام پالیسی کا تعلق ہی، وہ تو وفاقی حکومت اور وفاقی جماعت قانون سازہی کے ہاتھوں میں رہے مگر ریلوے کا انتظام ایک آئینی جماعت بااختیار کے سپرد کردیا جائے۔ یہی اسکیم چیدہ کمیٹی کی رپورٹ میں بھی تھی۔ جدید دستور کے مرتبین نے اس اسکیم کو قبول کرلیا۔ ریلوی کا انتظام اوراس کے عاملانہ اختیارات ایک جماعت بااختیار کے سپرد کیے گئے ہیں جسکو ریلوے کے دروبست پر پورا قابو ہوگا۔ یہ جماعت وفاقی، صوبجاتی، موجودہ ہندوستانی اور ریاستی قوانین کی ضروری دفعات کی پابندی توکرے گی مگران امور پراس پابندی کا اثر نہیں پڑیگا جو وفاقی حکومت اورصوبوں اور ریاستوں کے انتظامی تعلقات کے سلسلے میں پہلے کسی جگہ بیان کیے جاچکے ہیں۔

ان امور میں جو عوام اور اہالیان ریلوے کی حفاظت سے تعلق رکھتے ہیں، وفاقی حکومت یا اس کے افسر ایسے فرائض کو آزادانہ طورپر انجام دینگے جو وفاقی حکومت کی رائے میں ریلوے کی جماعت بااختیار یا ریلوے کے ارباب انتظام کے اثر سے آزاد رہتے ہوئے انجام دیئے جانے چاہئیں۔ حادثات کی تحقیقاتیں بھی اسی اصول پر کی جائیں گی۔ گذشتہ

باب میں وفاقی ریلوے کی نوکریوں کے بارے میں جماعت با اختیار کے جن اختیارات کا تذکرہ کیا گیا ہے، وہ وفاقی حکومت کے ان افسروں پر نہیں چل سکیں گے جو مندرجہ بالا فرائض کے انجام دہی پر مامور کئے جائیں گے۔

جماعت با اختیار کی تشکیل جماعتِ با اختیار کے سات ارکین ہونگے۔ گورنر جنرل انہیں مقرر کرے گا۔ وہی ان ارکین میں سے کسی ایک کو جماعت کا صدر بنا دے گا۔ صرف وہی لوگ جماعتِ با اختیار کے ممبر بنائے جائیں گے جنہیں تجارت، صنعت، زراعت، مالیات اور انتظام ملکی کا تجربہ ہو اور جو تقرر سے پہلے بارہ ماہ کے اندر اندر وفاقی یا کسی صوبجاتی جماعت قانون ساز کے ممبر ہوں، یا سرکاری نوکری کرتے رہے ہوں، یا ریلوے افسر ہوں۔ جماعت با اختیار کے پہلے تین ممبر تین برس کے لئے مقرر کئے جائیں گے اور انہیں سے بعض یہ مدت گذر جانے پر دوبارہ بھی تین یا پانچ برس کیلئے مقرر کئے جاسکیں گے۔ گورنر جنرل (با اختیار تمیز خصوصی) کسی ممبر کو علیحدہ بھی کر سکتا ہے (البشرطیکہ اسے یہ اطمینان ہو جائے کہ کسی وجہ سے ممبر مذکور اپنے عہدے کے فرائض انجام دینے کے ناقابل ہے) اگر کوئی رکن عارضی طور پر کام کرنے کے ناقابل ہو جائے گا تو گورنر جنرل (با اختیار انفرادی رائے) ایسے قواعد بنا دے گا جنکی رُو سے عارضی طور پر اسکی جگہ عارضی ممبروں سے کام لیا جاسکے۔ ارکین کی تنخواہوں اور الاؤنسوں وغیرہ کا دار و مدار بھی گورنر جنرل کی انفرادی رائے ہی پر ہے۔ مدت ملازمت میں ممبروں کے معاوضوں میں کوئی تخفیف نہیں ہو سکے گی۔ اگر کسی رکن کا کسی ٹھیکے، یا فراہمی اشیاء سے تعلق ہو گا تو وہ جماعت کے سامنے واقعات کا مکمل اظہار دیگا اور اس معاملے کے سلسلے میں جو بحث و مباحثہ، یا شمار آرا ہو گا، اس میں کوئی حصہ نہیں لے گا۔ جن افراد یا جس فرد کو گورنر جنرل

جماعت کے کسی اجتماع کے لئے اپنا وکیل بنا کر بھیجے گا، وہ اجتماع میں شریک بھی ہوگا اور بحث ومباحثہ میں حصہ بھی لے گا۔ مگر رائے نہیں دے سکے گا۔ جماعت کے عملے کا ہیڈ ایک چیف ریلوے کمشنر ہوگا۔ یہ شخص ریلوے کے انتظام کا کافی تجربہ رکھتا ہوگا اور گورنر جنرل (با اختیار انفرادی رائے) جماعت با اختیار سے مشورہ کرنے کے بعد اسے مقرر کریگا۔ چیف ریلوے کمشنر کی امداد کے لئے ایک فنانشل کمشنر بھی ہوگا۔ اس کا تقرر گورنر جنرل اور ایڈیشنل کمشنروں کی طرف سے ہوا کریگا۔ یہ ریلوے کمشنر ریلوے کے انتظامی معاملات میں کافی تجربہ کار ہونگے اور جماعت با اختیار انہیں چیف ریلوے کمشنر کی سفارش پر مقرر کردیا کریگی چیف ریلوے کمشنر کو صرف جماعت با اختیار ہی، گورنر جنرل (با اختیار انفرادی رائے) سے مشورہ کرنے کے بعد برخاست کرسکتی ہے اور فنانشل کمشنر کو صرف گورنر جنرل (با اختیار انفرادی رائے) علیحدہ کرسکتا ہے۔ دونوں کمشنران جماعت با اختیار کے کسی جلسے میں شریک ہونیکا حق رکھتے ہیں۔ جماعت با اختیار اپنی آمدنی پر انڈین ٹیکس ادا نہیں کرے گی۔ اس کا تمام روپیہ رزرو بنک میں رہے گا اور لین دین اسی کے ذریعہ سے ہوگا۔

جماعت با اختیار کی تشکیل وغیرہ میں وفاقی جماعت قانون ساز ایک قانون منظور کرکے تبدیلیاں کرسکتی ہے مگر اس معاملے میں کوئی مسودہ ایوانوں میں گورنر جنرل کی منظوری لئے بغیر پیش نہ ہو سکے گا۔

جماعت با اختیار کا اصول کار

جماعت با اختیار اپنے فرائض انجام دینے میں تجارتی اصولوں پر کام کرے گی اور زراعت، صنعت وحرفت، تجارت اور مفاد عامہ کا خیال رکھیگی حکمت عملی کے سلسلے میں جو ہدایات وفاقی حکومت دے گی اپنر جماعت مذکور عمل پیرا ہوگی۔ اگر کسی معاملے میں جماعت اور وفاقی حکومت کے درمیان یہ سوال پیدا

ہو جائے کہ آیا یہ معاملہ پالیسی سے تعلق رکھتا ہی یا نہیں تو گورنر جنرل (با اختیار تمیز خصوصی) کا فیصلہ قطعی ہوگا۔ تمیز خصوصی کے استعمال اور خصوصی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں گورنر جنرل جماعت کو ہدایات بھی دے سکتا ہی۔ اپنی انفرادی رائے سے اگر جماعت سے مشورہ کرنے کے بعد گورنر جنرل ایسے قاعدے وضع کرسکتا ہی جن سے وہ کاروبار بآسانی چل سکے جو جماعت مذکور اور وفاقی حکومت کے تعلقات کی بنا پر ہوگا۔

ان قواعد میں اس مضمون کی دفعات ہونگی کہ جماعت وفاقی حکومت کو اس کاروبار کیمتعلق ایسی اطلاعات ارسال کیا کرے جن کا قواعد میں تعیّن کردیا گیا ہی یا جن کے متعلق ویسی گورنر جنرل مطلع رہنا چاہتا ہی اور اس موضوع کی دفعات تو بالخصوص ہونگی کہ جماعت اور اس کا چیف اگزکٹو آفیسر اُن معاملات سے گورنر جنرل کو باخبر رکھے جو جماعت با اختیار یا آفیسر مذکور کے زیر غور ہیں اور جن کے سلسلے میں گورنر جنرل کی کسی خصوصی ذمہ داری کا سوال اٹھتا ہے۔ دستور میں یہ بات بھی تبادی گئی ہے کہ جماعت با اختیار خود کوئی قطعۂ زمین خرید یا بیچ نہیں سکتی۔ جب اُسے کسی قطعۂ زمین کی اشد طور پر ضرورت ہوگی تو وفاقی حکومت اپنے خرچ سے اور اپنی طرف سے وہ قطعۂ زمین خرید کر جماعت کے حوالے کردیگی۔ جن صورتوں میں اس کے خلاف عمل ہوسکتا ہی وہ قواعد میں متعیّن کردی جائیں گی۔ جماعت با اختیار جو ٹھیکے وغیرہ لے گی یا دیگی ان کا تعلق اسی سے ہوگا، وفاقی حکومت سے نہیں۔ جماعت پر دعوی بھی اسی طرح ہوسکتے ہیں جس طرح کسی اور کمپنی کے خلاف قانونی چارہ جوئی کیجا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں جماعت با اختیار بھی اور وںپر دعوی کرسکتی ہے البتہ اتنا ضرور ہے کہ وفاقی جماعت قانون ساز اس سلسلے میں قانون سازی کرسکتی ہی اور جو صورت اوپر بیان کی گئی ہے، وہ اس کے قانون کے ماتحت لائی جاسکے گی۔ مگر جو ٹھیکے جماعت با اختیار کے

وجود میں آنے سے قبل کے ہوں ان پر اس صورت کا کوئی اطلاق نہیں ہوتا۔ جماعت کو ایک معاملہ میں آزادی حاصل ہے۔ وہ ریاستوں سے، یا ان لوگوں سے جو ہندوستان کی کسی ریلوے کے مالک ہوں، یا ان علاقوں سے جو ہندوستان کے متصل واقع ہوں، اس قسم کے سمجھوتے کرسکتی ہے کہ جس ریلوے کے متعلق معاملہ ہورہا ہے، اس کا کام کن لوگوں کے ہاتھوں میں رہیگا اور کن شرائط پر چلے گا۔

ریلوے فنڈ آمد و خرچ کے سلسلے میں ایک ریلوے فنڈ قائم کیا جائے گا۔ اس فنڈ کے علاوہ، پراوڈونٹ فنڈ کے نام سے دیگر فنڈ بھی قائم ہوسکیں گے جن سے ریلوے کے موجودہ اور سابقہ ملازمین کو نفع پہنچایا جائے گا۔ اگر جماعت با اختیار کے حسابات کی رُو سے ریلوے کے مالیہ میں بیشی ہوگی تو جتنی رقم بڑھی ہوگی جماعت با اختیار اور وفاقی حکومت میں منقسم ہوجائے گی۔ یہ تقسیم ایک اسکیم کے مطابق ہوگی جو خاص اسی غرض کے لئے تیار کیجائیگی۔ تقسیم کی اس اسکیم پر وفاقی حکومت گاہ بگاہ نظرثانی بھی کیا کریگی جب تک اس قسم کی کوئی اسکیم تیار نہیں ہوتی اس وقت تک تقسیم ان اصولوں کے مطابق ہوگی جن کی رُو سے جماعت با اختیار کے قائم ہونے سے قبل ریلوے کے مالیہ کی بیشی کا انتظام کیا جاتا تھا۔ وفاقی حکومت ریلوے کی جماعت با اختیار کی ضرورتوں کے لئے روپیہ دیا کرے گی۔ یہ رقم اخراجات کے اُن تخمینوں میں دکھائی جایا کرے گی جو جماعت قانون ساز کے سامنے پیش ہوا کرینگے۔ ان رقموں کی ادائیگی کے سلسلے میں یا تو کوئی راضی نامہ ہوجائیگا یا گورنر جنرل (با اختیار تمیز خصوصی) طے کردیگا کہ جو رقوم، وفاق یا ہندوستان کی طرف سے، نفاذ دستور سے قبل یا بعد، ریلوے کی ضروریات کے لئے مہیا کی گئی ہیں وہ ریلوے کے ذمہ وفاق کا قرضہ ہیں۔ ریلوے کی جماعت با اختیار ان رقوم پر اس شرح سے، جو طے کردی جائے یا جس کچھ

راضی نامہ ہو جائے، ریلوے کے مالیہ سے سود دیگی اور اصل رقم کا کچھ حصہ بھی ادا کرتی رہیگی اصل رقم کی ادائیگی ایک اسکیم کے مطابق ہوگی۔اس اسکیم کو یا تو طے کر دیا جائے گا یا اس پر راضی نامہ ہو جائے گا۔ اگر وفاقی ریلوے کے سلسلے میں کہیں ریاستی یا صوبجاتی پولیس سے کام لیا جائے گا تو ریلوے کی جماعت بااختیار کو متعلقہ ریاست یا صوبے کو اس کام کا معاوضہ ادا کرنا پڑے گا۔اس سلسلے میں اگر رقم کے تعین کا سوال پیدا ہوگا تو اسے گورنر جنرل (باختیار تمیز خصوصی) طے کرے گا۔

آڈیٹر جنرل آف انڈیا ریلوے کے اخراجات اور آمدنی کا محاسبہ کرے گا۔جماعت بااختیار گذشتہ سال کی کارروائیوں اور حسابات کی رپورٹ ہر سال شائع کیا کرے گی یہ رپورٹ اس شکل میں پیش کی جایا کرے گی جو آڈیٹر جنرل منظور کرے۔گورنر جنرل گاہ بگاہ ایک ریلوے ریٹ کمیٹی بھی مقرر کیا کرے گا۔ یہ کمیٹی ان جھگڑوں میں جماعت بااختیار کو مشورے دیا کرے گی جو جماعت اور ریلوے کے مسافروں کے درمیان شرح کرایہ یا سفر کی آسانیوں کے سلسلے میں پیدا ہو جایا کرینگے۔اگر وفاقی جماعت قانون ساز کے کسی ایوان میں ایسا مسودہ پیش ہوگا جس کا مقصد ریلوے کی شرحوں وغیرہ کا انضباط ہو، تو وہ گورنر جنرل کی سفارش پر ہی پیش ہو سکے گا۔

ریلوے عدالت ریلوں سے سب صوبوں اور ریاستوں کو یکساں طور پر مستفید ہونے کا حق حاصل ہوگا۔اس سلسلے میں جماعت بااختیار اور ہر وفاقی ریاست اپنے اختیارات اس طرح استعمال کرے گی کہ ترسیل اشیاء اور آمد و رفت میں معقول آسانیاں مہیا ہوں، اور دو ریلوں کے درمیان ناواجب ترجیحات کی وجہ سے کوئی غیر منصفانہ امتیاز نہ پیدا ہو اور نہ کسی غیر مناسب یا غیر اقتصادی مقابلے کی نوبت آئے۔

اس اصول کی خلاف ورزی اگر کسی وفاقی ریاست سے ہوئی تو جماعت با اختیار کیطرف سے اور اگر جماعت با اختیار نے کی تو ریاست کی طرف سے ریلوے کی عدالت کے پاس شکایت کی جائے گی۔ اصطلاحاً اس عدالت کو جدید دستور میں ریلوے ٹریبونل کہا گیا ہے۔ ٹریبونل شکایت کی سماعت کرنے کے بعد معاملے کا تصفیہ کرے گا۔ اگر آمد و رفت، شرح کرایہ، یا اسٹیشنوں وغیرہ کے سلسلے میں ریلوے کی جماعت با اختیار کسی وفاقی ریاست کو کوئی ہدایت دے اور ریاست مذکور یہ سمجھے کہ اس ہدایت پر عمل کرنے سے ریاستی ریلوں کے خلاف نامنصفانہ امتیاز قائم ہوتا ہے یا ایسی آسانیاں چاہی جاتی ہیں جو بتقاضائے حالات معقول نہیں ہیں، تو اس صورت میں وہ ریلوے ٹریبونل کے آگے اپنی شکایت رکھیگی اور ٹریبونل اسپر اپنا فیصلہ دیگا۔ گورنر جنرل (با اختیار تمیز خصوصی) ایسے قواعد وضع کر دیگا جنکے تجویز کردہ طریق پر ایسی صورتوں میں طرفین اپنی اپنی طرف سے تجاویز پیش کر سکیں گے۔ مگر انہی قواعد میں اس مضمون کی ایک دفعہ بھی رکھی جائے گی کہ فریقین ایک دوسرے کی تجاویز پر اس زاویہ نگاہ سے اعتراضات کر سکتے ہیں کہ اِن تجاویز کو عمل میں لانے سے دو ریلوں کے درمیان غیر منصفانہ یا غیر اقتصادی مقابلہ شروع ہو جائے گا۔ اگر اس قسم کے اعتراضات ایک معیّنہ عرصے کے اندر اندر واپس نہ لیئے گئے تو گورنر جنرل اس سوال پر ریلوے ٹریبونل سے استصواب کرے گا کہ آیا زیر بحث تجاویز کسی ترمیم کے بعد (یا بلا ترمیم) زیر عمل لائی جا سکتی ہیں۔ ٹریبونل کے فیصلے پر تجاویز کے مستقبل کا دار و مدار ہوگا۔ البتہ اگر دفاعی ضرورتوں کا سوال در پیش ہوا تو معاملہ گورنر جنرل (با اختیار تمیز خصوصی) پر چھوڑ دیا جائے گا۔ اس صورت حال پر مندرجہ بالا دفعات کا اطلاق نہیں ہوتا۔

ریلوے عدالت کی تشکیل

ٹریبونل ایک صدر اور دو ممبروں پر مشتمل ہوگا یہ دو ممبران اُن آٹھ ممبرونکی ایک جماعت خصوصی میں سے لیئے جائیں گے۔ جنہیں گورنر جنرل تمیز خصوصی سے کام لیتے ہوئے مقرر کریگا اور جنہیں، ریلوے، انتظامی کاموں، اور تجارتی معاملات کا کافی تجربہ ہوگا۔ ٹریبونل کا صدر وفاقی عدالت کے ججوں میں سے لیا جائیگا۔ گورنر جنرل با اختیار تمیز خصوصی چیف جسٹس آف انڈیا سے مشورہ کرنے کے بعد اُسے مقرر کریگا۔ اسکی مدت ملازمت پانچ برس ہوگی۔ دوبارہ بھی اتنی ہی یا اس سے کم مدت کیلئے مقرر کیا جا سکے گا۔ اگر وہ وفاقی عدالت کا جج نہ رہیگا تو ریلوے ٹریبونل کی کرسئی صدارت بھی اسے خالی کر دینی ہوگی۔ اور اگر کسی وجہ سے وہ عارضی طور پر خدمات انجام دینے کے قابل نہوگا تو گورنر جنرل (با ختیار خصوصی) چیف جسٹس آف انڈیا سے مشورہ کرنیکے بعد وفاقی عدالت کے کسی اور جج کو اسکی جگہ کام پر لگا دیگا۔ ریلوے کی جماعت با اختیار اور ہر وفاقی ریاست اور متعلقہ فرد یا افراد کا یہ فرض ہوگا کہ وہ ریلوے ٹریبونل کے احکامات کی تعمیل کریں۔ قانونی معاملات میں ریلوے ٹریبونل کے فیصلے کے اپیل وفاقی عدالت میں سماعت ہوگی مگر اس اپیل پر وفاقی عدالت جو کچھ فیصلہ دیگی وہ قطعی ہوگا اور اس فیصلے کی کہیں اپیل نہو سکیگی۔ اگر کسی سابقہ حکم کے سلسلے میں ریلوے ٹریبونل یا وفاقی عدالت کے سامنے اسکی منسوخی چاہنے کے لئے درخواست پیش ہو اور یہ دونوں عدالتیں یہ باور کریں کہ بدلے ہوئے حالات کے لحاظ سے سابقہ حکم منسوخ کر دینا مناسب ہے، تو انکے لئے یہ ناممکن نہیں ہے کہ سابقہ حکم میں ترمیم کر دیں یا ایک سرے سے اسے منسوخ ہی کر دیں۔ ریلوے ٹریبونل کے ممبرونکو (صدر کے علاوہ) تنخواہیں وفاق کے خزانے سے دی جائیں گی اور جو روپیہ ٹریبونل کو فیسوں وغیرہ سے وصول ہوگا وہ وفاقی خزانے میں داخل کر دیا جائیگا۔

باب ۱۶

وزیر ہند

پرانے دستور کے ماتحت وزیر ہند تاج انگلستان کا ذمہ دار ایجنٹ تھا۔ اور ہندوستان میں وہ تمام اختیارات استعمال کرتا تھا جو تاج کو حاصل ہیں۔ گورنر جنرل اس کے ماتحت تھا۔ برطانوی دستور کی رو سے وزیر ہند پارلیمنٹ اور کابینہ کا ممبر رہتا آیا ہے۔ اور ان جماعتوں کے سامنے وہ اپنے افعال کی جوابدہی کرتا رہا ہے۔ وزیر ہند وہ اختیارات بھی رکھتا تھا جو ایسٹ انڈیا کمپنی کی عدالت مالکان کو حاصل تھے۔ جو اختیارات آئینی طور پر معین کر دیئے گئے تھے ان کے سلسلے میں وزیر ہند کو انڈیا کونسل سے مشورہ کرنا پڑتا تھا اس جماعت کے آدھے ممبر ایسے ہوتے تھے جو یا تو دس برس تک ہندوستان میں رہ چکے ہوں یا اتنے برس انہوں نے وہاں ملازمت کی ہو۔ کونسل کے جلسوں میں معاملات کثرت رائے سے طے ہوتے تھے۔ مگر (بعض معاملات کو چھوڑ کر) وزیر ہند کونسل کے فیصلوں کو رد کر سکتا تھا۔

چیدہ کمیٹی کی رپورٹ میں یہ ظاہر کیا گیا کہ ہندوستان میں ذمہ دار حکومت ہوتے ہوئے وزیر ہند کے اختیارات کی یہ وسعت کچھ غیر ضروری ہی معلوم ہوگی چنانچہ جدید دستور میں یہ دفعہ رکھدی گئی کہ صوبجاتی خود اختیاری کے نفاذ سے پہلے انڈیا کونسل

توڑ دی جائے گی۔ اور وہ اختیارات جو وزیر ہند باختیار کونسل استعمال کرتا ہے۔ ملک معظم کو واپس ہو جائیں گے۔ آئندہ سے کم سے کم تین یا زیادہ سے زیادہ چھ آدمیوں کی ایک جماعت وزیر ہند کو ہندوستان کے معاملات میں مشورہ دینے کے لئے ہوا کرے گی۔ ممبروں کی تعداد کا تعین وزیر ہند ہی کرے گا۔ اس جماعت میں سے نصف ممبر ایسے ہوں گے جنہوں نے دس برس تک ہندوستان میں سرکاری ملازمت کی ہو گی۔

یہ بات وزیر ہند کی تمیز خصوصی پر منحصر ہے کہ چاہے تو مجموعی طور پر اپنے مشیروں سے صلاح لے، چاہے الگ الگ اور اگر نہ چاہے تو نہ لے۔ صلاح لینے کے بعد بھی وہ اسپر کاربند ہونے کا پابند نہیں ہے۔ البتہ سرکاری نوکریوں کے معاملے میں اسے آئینی طور پر اپنے مشیروں سے ضرور صلاح لینی پڑے گی +

وزیر ہند کا ہر مشیر پانچ برس تک کے لئے مقرر کیا جائے گا اور اس مدت کے بعد دوبارہ مقرر نہیں کیا جا سکے گا۔ دوران ملازمت میں بھی وہ برطانوی پارلیمنٹ کے کسی ایوان میں بیٹھنے یا رائے دینے کا مجاز نہ ہو گا۔ جہانتک کسی مشیر کی قبل از مدت علیحدگی کا سوال ہے یا تو وہ اپنے ہاتھ کی تحریر وزیر ہند کو بھیجکر مستعفی ہو سکتا ہے یا وزیر ہند مشیر کو دماغی یا جسمانی کمزوری کی بنا پر ملازمت سے علیحدہ کر سکتا ہے۔ ہر مشیر کو برطانوی پارلیمنٹ کیطرف سے ساڑھے تیرہ سو پونڈ سالانہ ملا کرینگے، جو مشیر تقرر کے وقت ہندوستان میں بسے ہوئے ہوں انہیں چھ سو پونڈ سالانہ بطور معاشی الاؤنس بھی ملیں گے۔ اب سے قبل جو افراد انڈیا کونسل کے ممبر تھے وہ وزیر ہند کے مشیر بن سکتے ہیں۔ قیام وفاق کے بعد وزیر ہند اور اسکے محکمے کے اخراجات برطانوی پارلیمنٹ اٹھائیگی۔ وفاق ہند کی جانب سے وزیر ہند کا محکمہ جو فرائض انجام دیا کریگا ان کے سلسلے میں وزیر ہند اور گورنر جنرل میں سمجھوتہ ہو جائیگا کہ بطور صلہ رقوم وفاقی مالیہ سے برطانوی خزانہ میں داخل کر دی جائیں +

ضمیمہ جات

ضمیمۂ اوّل

وفاقی جماعت قانون ساز کی تشکیل

جہانتک شرائط نمائندگی وغیرہ کا تعلق ہے انکا بیان مناسب جگہ پر ہو چکا ہے۔ یہاں صرف ضروری تفصیلات بیان کی جائیں گی۔ یہ پہلے بتا دیا گیا ہے کہ وہ افراد وفاقی اسمبلی کے ممبر بن سکیں گے جو برطانوی رعایا ہوں یا کسی وفاقی ریاست کے باشندے یا حکمراں ہو۔ اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ان ریاستوں کے حکمراں بھی، جو شامل وفاق نہونگی، اُن صوبجاتی اسمبلیوں کے ممبر ہو سکیں گے جنکی شرائط رکینت وہ پوری کرتے ہوں گے۔ اور یہی صورت چیف کمشنروں کے صوبوں میں بھی ہوگی۔

وفاقی اسمبلی کی چار نشستیں (جن میں سے ایک مزدوروں کے نمائندے کے لئے اور تین نمائندگان صنعت و تجارت کے لئے رکھی گئی ہیں) کسی خاص صوبے کے ساتھ مختص نہیں کی جائیں گی۔ شمال مغربی سرحدی صوبے کی سکھوں کی نشستیں اور دیگر صوبوں کی پست اقوام یا قبائل کی نشستیں جو اس نام سے محفوظ کی گئی ہیں، عام نشستیں سمجھی جائیں گی۔ وفاقی اسمبلی کی عورتوں کی نشستیں برطانوی ہند میں اس طرح پُر کی جائیں گی کہ گورنروں کے صوبجات کی اسمبلیوں کی رکن خواتین پر مشتمل ایک ادارۂ انتخاب ترتیب دیا جائیگا اور اس ادارے کی رکن خواتین عورتوں کی ان نشستوں کے لئے رکن منتخب کرینگی جو مختلف صوبجات کیلئے ہیں۔ اس انتخاب کیلئے ایسے قواعد بنا دیئے جائیں گے کہ کل صوبوں میں عورتوں کی جو ۹ نشستیں ہیں ان میں سے دو نشستیں مسلمانوں کو اور ۱ نشست ہندوستانی عیسائیوں کو مل سکے۔

برطانوی ہند میں وفاقی اسمبلی کے لئے عیسائی یا اینگلو انڈین یا یورپین نمائندہ صوبجاتی اسمبلیوں کے عیسائی یا اینگلو انڈین یا یورپین ممبروں کے تین ادارہ ہائے انتخاب منتخب کیا کریں گے۔ اور جب کسی خاص صوبے کے لئے عیسائی یا اینگلو انڈین یا یورپین نشست کو پُر کرنا ہوگا تو مناسب ادارۂ انتخاب کے ارکین ہی نمائندے کا انتخاب کرینگے۔ جو عام عیسائی نشستیں صوبہ مدراس کے لئے رکھی

گئی ہیں ان کا انتخاب عام ہوگا اور عیسائی ادارۂ انتخاب فرقہ وار تناسب کے اصول پر رائے دے گا۔ جو نشستیں نمائندگان صنعت و تجارت کے لئے ہیں (خواہ صوبجاتی خواہ غیر صوبجاتی) انہیں ایوانہائے تجارت اور دیگر متعلقہ ادارے ملک معظم باختیار کونسل یا اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو) وفاقی جماعت قانون ساز یا گورنر جنرل کے متعین کردہ طریق پر پُر کرینگے۔ وفاقی اسمبلی کی جو نشستیں چیف کمشنروں کے لئے ہیں، انہیں بھی محولہ بالا متعینہ طریق پر پُر کیا جایا کرے گا۔ البتہ کورگ کی نشست کے لئے کونسل کے ممبر نمائندہ منتخب کریں گے۔

کونسل آف اسٹیٹ کے سلسلے میں یہ بتانا ضروری ہو کہ اس کے ممبر ۹ برس کے لئے مقرر کئے جایا کریں گے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب اول بار کونسل تشکیل پائے گی تو افراد اُن سب نشستوں کو پُر کرنے کے لئے مقرر کئے جائیں گے جو گورنروں کے صوبوں، چیف کمشنریوں اور فرقوں کے لئے رکھی گئی ہیں۔ چونکہ یہ ضروری ہو کہ ان افراد کا ایک تہائی حصہ ہر تیسرے برس ریٹائر ہو جایا کرے، اس لئے جو افراد اول بار مقرر ہونگے ان میں سے ایک تہائی صرف ۳ برس کے لئے مقرر کئے جائیں گے، اور ایک تہائی صرف ۶ برس کے لئے اور ممبروں کی باقی تیسری تہائی تعداد ۹ برس کے لئے مقرر ہو گی۔ یوں ہر تیسرے برس، جب جگہیں خالی ہوں گی، ۹ برس کے لئے ممبر مقرر ہوا کرینگے۔ برطانوی ہند کے لئے نشستوں کی تقسیم یہ ہے۔

وفاقی کونسل کا سہ سالہ انتخاب

نشستوں کی تقسیم ـــــ برطانوی ہند

صوبہ	وہ نشستیں جو صرف ۳ برس کیلئے پُر کیجائینگی: عام نشستیں	پست اقوام کی نشستیں	سکھوں کی نشستیں	مسلمانوں کی نشستیں	عورتوں کی نشستیں	وہ نشستیں جو صرف ۶ برس کیلئے پُر کیجائینگی: عام نشستیں	پست اقوام کی نشستیں	سکھوں کی نشستیں	مسلمانوں کی نشستیں	عورتوں کی نشستیں	وہ نشستیں جو صرف ۹ برس کیلئے پُر کیجائینگی: عام نشستیں	پست اقوام کی نشستیں	سکھوں کی نشستیں	مسلمانوں کی نشستیں	عورتوں کی نشستیں
مدراس	-	-	-	-	-	۷	-	-	۲	۱	۷	۱	-	۲	-
بمبئی	۵	-	-	۲	۱	-	-	-	-	-	۵	۱	-	۲	-
بنگال	۴	۱	-	۵	-	-	-	-	-	-	۴	-	-	-	-
صوبہ متحدہ	۵	۱	-	۳	۱	۶	-	-	۴	-	-	-	-	-	-
پنجاب	۲	-	۲	۴	-	۱	-	۲	۴	۱	-	-	-	-	-
بہار	-	-	-	-	-	۵	۱	-	۲	-	۵	-	-	۲	+
صوبجات متوسط و برار	-	-	-	-	-	۶	۱	-	۱	-	-	-	-	-	-
آسام	-	-	-	-	-	۳	-	-	۲	-	-	-	-	-	-
صوبہ سرحد	-	-	-	-	-	-	-	-		-	۱	-	-	۴	-
اڑیسہ	۴	-	-	۱	-	-	-	-		-	-	-	-	-	-
سندھ	۲	-	-	۳	-	-	-	-		-	-	-	-	-	-
برٹش بلوچستان	-	-	-	-	-	-	-	-		-	-	-	-	۱	-
دہلی	-	-	-	-	-	-	-	-		-	۱	-	-	-	-
اجمیر مارواڑ	-	-	-	-	-	-	-	-		-	۱	-	-	-	-
کورگ	-	-	-	-	-	-	-	-		-	۱	-	-	-	-
کل	۲۲	۲	۲	۱۸	۲	۲۸	۲	۲	۱۵	۲	۱۵	۲	-	۱۶	۲

ضمیمہ دوئم

وفاقی کونسل اور اسمبلی میں ریاستوں کے نمائندے

یہ معلوم ہی ہے کہ وفاقی ریاستوں کی طرف سے ان کے حکمراں اور باشندے وفاقی جماعت قانون ساز کے ایوانوں کے ممبر ہو سکتے ہیں مگر جس ریاست کے حکمراں کو قیام وفاق کے زمانے میں نابالغ ہونے کی بنا پر اختیارات حکمرانی حاصل نہ ہوں اس کے متعلق گورنر جنرل (باختیار تمیز خصوصی) یہ اعلان کر سکتا ہے کہ ریاست مذکور کے باشندے نیز عموماً یا کسی باشندے پر خصوصاً اس دفعہ کا اطلاق نہیں ہوتا تاوقتیکہ وہ ریاست، حکمراں کے سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد، اس کے زیر اختیار نہ آجائے۔ رکینت ہی کے سلسلے میں ایک اور چیز بھی قابل لحاظ ہے۔ وفاقی ایوانوں کی ممبری کی شرائط کے سلسلے میں یہ بتایا گیا ہے کہ کونسل کے امیدواروں کی عمر کم سے کم ۳۰ برس اور اسمبلی کے لئے کم از کم ۲۵ برس ہونی چاہیئے مگر کسی صاحب اختیار والی ریاست کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔

ریاستی نشستوں کی تقسیم کا نقشہ ذیل میں دیدیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ کس ریاست کو کتنی نشستیں باعتبار آبادی وغیرہ دی گئی ہیں۔ چند ضروری امور کا اس سلسلے میں ذہن نشین کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ نقشے میں ڈویژن ۱۶ اور ڈویژن ۱۷ کے ذیل میں وہ ریاستیں یا ریاستی حلقے آتے ہیں جن کو کونسل میں ۱ نشست ملی ہے ان ریاستوں کے حکمراں باری باری سے اپنا اپنا نمائندہ اس نشست پر بھیجینگے (ریاستہائے پنا اور میئر بھنج کے حکمرانوں کو ۲ برس کیلئے اور ریاست پدو کوٹائی کے حکمراں کو ۳ برس کیلئے اپنا نمائندہ مقرر کرنیکا اختیار دیا گیا ہے) جن حلقوں کیلئے اسمبلی میں ایک نشست ہے، ان حلقوں کی ریاستوں کے حکمراں مشترکہ طور پر اس نشست کو پُر کریں گے۔

کونسل کی نشست کے بارے میں دستور نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ کسی حلقے کی ریاستوں کے حکمراں

باری باری اپنا نمائندہ بھیجنے کی بجائے سمجھوتے سے (جسے گورنر جنرل باختیار تمیز خصوصی نے بھی منظور کرلیا ہو) مشترکہ طور پر بھی اس نشست پر ایک نمائندہ مقرر کرسکتے ہیں۔ جن حلقوں کو کسی ایوان میں ایک نشست ملے گی، نمائندہ کے انتخاب میں ان کے حکمرانوں میں سے ہر حکمراں کو ۱ ووٹ دینے کا حق ہوگا۔ اور اگر شمار آرا فیصلہ کن نہ ہو تو نمائندے کے تقرر کا مسئلہ ملک معظم باختیار کونسل کے فیصلے سے طے ہوگا۔ کسی حلقے کی سب ریاستیں مشترکہ طور پر جو نمائندہ کونسل میں بھیجیں گی وہ نمائندہ ۳ برس کے لئے مقرر کیا جائے گا اور اس کے انتخاب کے معاملہ میں حلقے کی ہر ریاست کی ۳ ووٹ ہوں گے

اگر باری باری سے نمائندے بھیجے گئے تو ایک ریاست کا حکمراں اپنے نمائندے کو ۱ برس کے لئے مقرر کیا کرے گا۔ جس والیٔ ریاست کو جداگانہ نیابت کا حق ہوگا وہ اپنا نمائندہ ۹ برس کے لئے مقرر کریگا۔ اور نمائندہ منتخب کرنے میں اس کے ۲ ووٹ ہونگے۔ اگر کسی حلقے کی سب ریاستوں میں سے صرف چند ریاستیں شامل وفاق ہوئی ہوں تو نمائندگی کی صورت ہوگی کہ نمائندے کی مدت رکنیت اس عرصے کے مساوی رکھی جائے گی جو وفاقی ریاستوں کے باری باری نمائندہ مقرر کرنے میں ہو سکتا ہے یا نمائندگی کی مدت تین برس متعین کردی جائے گی۔ ان دونوں صورتوں میں سے ترجیح اسیصورت کو دی جائے گی جس میں عرصۂ نیابت کی مدت زیادہ مختصر ہو اسمبلی میں نمائندہ اس مدت کے لئے مقرر کیا جائے گا جبتک اسمبلی اپنا سشن ختم کرلے۔ اگر اتفاقی طور پر کوئی نشست خالی ہو ہوا جایا کریگی تو جو نمائندہ اس نشست پر مقرر کیا جایا کریگا وہ اتنے عرصے تک ممبر رہیگا جتنے عرصے تک اس کے پیش رو کو ممبر رہنا تھا۔ کونسل کے ایک تہائی ممبروں کے ہر تیسرے برس سبکدوش ہوجانے کے لئے گورنر جنرل (باختیار تمیز خصوصی) جو آئینی قدم اٹھائیگا اس کے سلسلے میں یہ امر ملحوظ رکھا جائے گا کہ جداگانہ نیابت کا حق رکھنے والی ریاستوں کے نمائندوں کی ایک تہائی تعداد ۳ برس تک، دوسری تہائی تعداد ۶ برس تک، اور تیسری تعداد ۹ برس تک کونسل کی ممبر رہے۔

دستور میں یہ بات صاف کردی گئی ہے کہ وفاقی جماعت قانون ساز میں کسی تنہا ریاست کو نشست حاصل ہو تو وہ اس وقت تک خالی پڑی رہیگی جب تک اس ریاست کا حکمراں شامل وفاق نہو۔ اور اگر چند ریاستوں کے حلقے کے لئے ایک نشست ہوگی تو وہ اس وقت تک پُر نہوگی

جبتک حلقے کی کل ریاستوں کی کم از کم نصف تعداد شامل وفاق نہ ہو مگر جب تک کسی وفاقی ایوان کی ریاستی نشستوں میں سے (جو ایک ایک ریاست یا ریاستوں کے حلقے کے لئے رکھی گئی ہیں) ½ حصہ نشستیں کسی ریاست یا ریاستوں کے شامل وفاق نہ ہونے کی وجہ سے خالی پڑی رہینگی (شامل نہ ہونیکی وجہ خواہ حکمراں کا نابالغ ہونا ہو یا کچھ اور) اس وقت تک وہ والیان ریاست جنہیں اس ایوان میں نشستیں پُر کرنی ہیں، گاہ بگاہ (ملک معظم کے متعین کردہ طریق کے مطابق) ایک برس کے لئے افراد مقرر کرتے رہیں گے جو ایوانوں کے ایڈیشنل ممبر سمجھے جائیں گے، ان افراد کی تعداد خالی نشستوں کی تعداد سے نصف ہوگی۔ قیام وفاق کے بیس برس بعد حکمرانوں کو اس طرح افراد مقرر کرنے کا کوئی حق نہیں رہے گا۔ ریاستی نشستوں کی تقسیم کے نقشے میں ڈویژن ۱۷ کے جن حلقوں کو وفاقی اسمبلی میں ۳ نشستیں ملی ہیں، ان حلقوں کی ریاستوں کے ایسے حکمراں جو شامل وفاق ہو چکے ہوں، ان نشستوں کے لئے (ملک معظم کے متعین کردہ طریق پر) افراد کو مقرر کریں گے مگر:-

(۱) جب تک حلقے کی ریاستوں میں سے دو کے حکمراں شامل وفاق نہ ہو جائیں، تینوں کی تینوں نشستیں خالی رہیں گی۔

(۲) جبتک حلقے کی ریاستوں میں سے چار کے حکمراں شامل وفاق نہ ہو جائیں، تین میں سے دو نشستیں خالی رہیں گی۔

(۳) جبتک حلقے کی ریاستوں میں سے چھ کے حکمراں شامل وفاق نہ ہو جائیں، تین میں سے ایک نشست خالی پڑی رہے گی۔

جو نشستیں اس طرح خالی رہیں گی، ان کے سلسلے میں طریق کار وہی ہوگا جس کا ایڈیشنل ممبروں کے تقرر کے سلسلے میں ذکر آچکا ہے۔

جو ریاستیں یکم جنوری ۱۹۳۵ء کو ایجنسی ریاستہائے غربی ہند، ایجنسی ریاستہائے گجرات، ایجنسی ریاستہائے دکن، ایجنسی ریاستہائے شرقی، ایجنسی ریاستہائے وسط ہند، یا ایجنسی ریاستہائے راجپوتانہ میں شامل تھیں یا حکومت پنجاب یا حکومت آسام سے سیاسی تعلق رکھتی تھیں، جو نقشے میں ڈویژن ۱۷ میں درج ہیں اور جنکی تعداد گورنر جنرل باختیار تمیز

خصوصی اپنے وضع کردہ قواعد میں بتا سکتا ہی) انہیں گورنر جنرل قواعد وضوابط وضع کرکے پانچ حلقوں میں بانٹ دیگا۔ ان حلقوں میں سے ہرایک کیلئے وفاقی اسمبلی میں ایک ایک نشست رکھی جائیگی یہ نشست اس وقت تک خالی پڑی رہیگی جب تک حلقے کی ریاستوں میں سے کم ازکم آدھی ریاستیں شامل وفاق نہ ہوجائیں۔ مگر حلقے کی جو ریاستیں شامل وفاق ہوچکی ہونگی وہ ملک معظم کے متعین کردہ طریق کے مطابق اس نشست کے لئے کسی فرد کو مقرر کرینگی۔ وفاقی کونسل میں ان ریاستوں کے لئے ۲ نشستیں رکھی جائیں گی۔ اور جو لوگ وفاقی اسمبلی میں حکمرانوں کی طرف سے مقرر ہونگے وہ ملک معظم کے متعین کردہ طریق کے مطابق ان نشستوں کے لئے نمائندے مقرر کریں گے۔ جب تک اسمبلی کی پانچ نشستوں میں سے تین نشستیں خالی پڑی رہیں گی، اس وقت تک کونسل کی دو نشستوں میں سے ایک نشست بھی خالی پڑی رہیگی اور ان خالی نشستوں کو اسی طریق سے پُر کیا جایا کریگا جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہی۔ ریاستی نشستوں کی تقسیم کا جو نقشہ اس ضمن میں درج ذیل ہے ملک معظم باختیار کونسل اپنے کسی حکم سے اس میں تبدیلی بھی کرسکتے ہیں۔ نقشے کے کالم اول یا کالم سوئم میں جو حلقے ریاستوں کے دکھائے گئے ہیں ملک معظم اپنی حکم سے کسی ریاست کو کسی کالم کے ایک حلقے سے نکال کر دوسرے حلقے میں رکھ سکتے ہیں اگر ایسا کیا جائے گا تو دو ضرورتوں کے پیش نظر کیا جائیگا۔ یا تو ان نشستوں کی تعداد گھٹانا مقصود ہوگا جو کسی ریاست یا ریاستوں کی عدم شمولیت وفاق کی وجہ سے خالی رہیں گی یا پھر یہ مقصد ہوگا کہ ان ریاستوں کو جن کے حکمراں باری باری کی بجائے مشترکہ طور پر نمائندے مقرر کرنے چاہیں، اس قسم کے حلقوں میں اور جو اس کے خلاف کرنیکا ارادہ رکھتے ہوں انکو دوسری قسم کے حلقوں میں یکجا کیا جائے۔ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے ساتھ ہی اسبات کا بھی خیال رکھا جائے گا کہ اس قسم کے تغیرات سے کسی ریاست کے مفاد اور حقوق پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑتا۔ اوپر یہ ذکر آیا ہی کہ ریاستہائے پنا اور میُر بھنج کے حکمراں کونسل میں اپنا نمائندہ دو برس کے لئے اور روائی ریاست پدّوکوٹائی تین سال کے لئے مقرر کرسکتے ہیں اس کے علاوہ یہ ریاستیں جداگانہ نیابت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کونسل میں اپنا نمائندہ نو برس کے لئے بھی بھیج سکتی ہیں۔ یہ ریاستیں کسی دوسرے حلقے میں صرف اسی وقت منتقل کی

جا سکیں گی جب وہ ان مراعات سے (اور ان مراعات کی بنا پر نمائندہ مقرر کرنے کے سلسلے میں جو مراعات حاصل ہیں ان سے بھی) دستکش ہونے کے لئے تیار ہوں۔ ویسے عام قاعدہ یہ ہوگا کہ نمائندے مقرر کرنے کے وقت اور طریق کار، تقررات، وثوق پانیکی تاریخ، اتفاقی طور پر خالی ہو جانے والی نشستوں، اور تقررات کے سلسلے میں جو شبہات پیدا ہوں ان کے متعلق، (گورنر جنرل باختیار تمیز خصوصی) قواعد منضبط کر دیگا۔ دستور میں یہ بتایا گیا ہے کہ وفاق ہند ان ریاستوں کی شمولیت سے قائم ہوگا جو دو شرطوں کو پورا کر سکیں۔ پہلی شرط تو یہ ہے کہ ان ریاستوں کے حکمرانوں کو وفاقی کونسل کے کم از کم ۵۲ ممبر مقرر کرنیکا حق ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ ان کی مجموعی آبادی اس آبادی سے کم از کم آدھی نکل آئے جو ازروئے تحقیق معلوم ہو۔ ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے یہ ہے کہ اگر کسی ایسے حلقے کی (جسے وفاقی کونسل میں ایک نشست دی گئی ہے) کم سے کم آدھی ریاستیں وفاق میں شامل ہو جائیں تو ان ریاستوں کے حکمراں مجموعی طور پر کونسل میں ایک ممبر مقرر کرنے کے حق دار ہو جائینگے نقشے کی ڈویژن ۱۷ کے حلقوں کی ریاستوں کے حکمرانوں میں سے اگر اتنے کافی حکمراں شامل وفاق ہو جائیں کہ انہیں وفاقی اسمبلی میں ایک یا دو ممبر مقرر کرنے کا حق حاصل ہو جائے تو ایسے حکمراں کونسل کے لئے ایک ممبر مقرر کرنے کے حقدار بھی سمجھے جائیں گے۔ اور اگر یہ حکمراں اتنی کافی تعداد میں شامل ہو جائیں کہ دستور انہیں وفاقی اسمبلی کے لئے تین یا زیادہ اراکین مقرر کرنے کا حق دیدے تو پھر انہیں مجموعی طور پر کونسل میں دو ممبر بھیجنے کا حق ہو جائے گا۔ کسی ریاست کی آبادی وہی متصور ہوگی جو نقشے میں آبادی کے خانے میں دکھائی گئی ہے ڈویژن ۱۷ کے حلقوں کی ریاستوں میں سے کوئی ریاست ہو تو اسکی آبادی وہی سمجھی جائے گی جو گورنر جنرل (باختیار تمیز خصوصی) طے کر دے۔ کل ریاستونکی مجموعی آبادی وہی تصور کی جائے گی جو نقشے میں آبادی کے خانے کے اختتام پر درج ہے+

وفاقی جماعت قانون ساز میں ریاستوں کی نشستوں کی تقسیم

ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	کونسل کی نشستیں	ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	اسمبلی کی نشستیں	آبادی
		ڈویژن ۱		
حیدر آباد	۵	حیدر آباد	۱۶	۱۴۴۳۶۱۴۸
		ڈویژن ۲		
میسور	۳	میسور	۷	۶۵۵۷۳۰۲
		ڈویژن ۳		
کشمیر	۳	کشمیر	۴	۳۶۴۶۲۴۳
		ڈویژن ۴		
گوالیار	۳	گوالیار	۴	۳۵۲۳۰۷۰
		ڈویژن ۵		
بڑودہ	۳	بڑودہ	۳	۲۴۴۳۰۰۷
		ڈویژن ۶		
قلات	۲	قلات	۱	۳۴۲۱۰۱
		ڈویژن ۷		
سکم	۱	سکم	۰	۱۰۹۸۰۸
		ڈویژن ۸		
(۱) رام پور	۱	(۱) رام پور	۱	۴۶۵۲۲۵
(۲) بنارس	۱	(۲) بنارس	۱	۳۹۱۲۷۲
		ڈویژن ۹		

ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	کونسل کی نشستیں	ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	اسمبلی کی نشستیں	آبادی
۱۔ ٹراونکور	۲	۱۔ ٹراونکور	۵	۵۰۹۵۹۷۳
۲۔ کوچین	۲	۲۔ کوچین	۱	۱۲۰۵۰۱۶
۳۔ پدوکوٹائی		۳۔ پدوکوٹائی		۴۰۰۶۹۴
بنگناپالی	۱	بنگناپالی	۱	۳۹۲۱۸
ساندور		ساندور		۱۳۵۸۳
		ڈویژن ۱۰		
۱۔ اودے پور	۲	۱۔ اُودے پور	۲	۱۵۶۶۹۱۰
۲۔ جے پور	۲	۲۔ جے پور	۳	۲۶۳۱۷۷۵
۳۔ جودہپور	۲	۳۔ جودہپور	۲	۲۱۲۵۹۸۲
۴۔ بیکانیر	۲	۴۔ بیکانیر	۱	۹۳۶۲۱۸
۵۔ الور	۱	۵۔ الور	۱	۷۴۹۷۵۱
۶۔ کوٹہ	۱	۶۔ کوٹہ	۱	۶۸۵۸۰۴
۷۔ بھرت پور	۱	۷۔ بھرت پور	۱	۴۸۶۹۵۴
۸۔ ٹونک	۱	۸۔ ٹونک	۱	۳۱۷۳۶۰
۹۔ دہول پور	۱	۹۔ دہول پور	۱	۲۵۴۹۸۶
۱۰۔ قرولی	۱	قرولی		۱۴۰۵۲۵
۱۱۔ بُوندی	۱	۱۰۔ بُوندی	۱	۲۱۶۷۲۲
۱۲۔ سروہی	۱	سروہی		۲۱۶۵۲۸
۱۳۔ دنگرپور	۱	۱۱۔ دنگرپور	۱	۲۲۷۵۴۴
۱۴۔ بنسوارہ	۱	بنسوارہ		۲۶۰۶۷۰
۱۵۔ پرتاب گڈھ	۱	۱۲۔ پرتاب گڈھ	۱	۷۶۵۳۹
جھالاواڑ		جھالاواڑ		۱۰۷۸۹۰

ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	کونسل کی نشستیں	ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	اسمبلی کی نشستیں	آبادی
١٦- جیسلمیر	١	١٣- جیسلمیر	١	٧٦٢٥٥
کشن گڈھ		کشن گڈھ		٨٥٧٤٤
		ڈویژن ١١		
١- اندور	٢	١- اندور	٢	١٣٢٥٠٨٩
٢- بھوپال	٢	٢- بھوپال	١	٧٢٩٩٥٥
٣- ریوا	٢	٣- ریوا	٢	١٥٨٧٤٤٥
٤- دتیا	١	٤- دتیا	١	١٥٨٨٣٤
٥- اورچھا	١	اورچھا		٣١٤٦٦١
٦- دھار	١	٥- دھار	١	٢٤٣٤٣٠
٧- دیواس (سینئر)	١	دیواس (سینئر)		٨٣٣٢١
دیواس (جونیئر)		دیواس (جونیئر)		٧٠٥١٣
٨- جاورہ	١	٦- جاورہ	١	١٠٠١٦٦
رتلام		رتلام		١٠٧٣٢١
٩- پنّا	١	٧- پنا	١	٢١٢١٣٠
سمتھار		ستمھار		٣٣٣٠٧
اجے گڈھ		اجے گڈھ		٨٥٨٩٥
١٠- بجاور	١	٨- بجاور	١	١١٥٨٥٢
چرکھاری		چرکھاری		١٢٠٣٥١
چھترپور		چھترپور		١٦١٢٦٧
١٠- باونی		٩- باونی۔		١٩١٣٢
ناگود		ناگود		٧٤٥٨٩

ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	کونسل کی نشستیں	ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	اسمبلی کی نشستیں	آبادی
میہار		میہار		۶۸۹۹۱
برونڈھا		برونڈھا		۱۶۰۷۱
۱۱۔ بروانی		۱۰۔ بروانی		۱۴۱۱۱۰
علی راجپور	۱	علی راجپور	۱	۱۰۱۹۶۳
شاہ پورا		شاہ پورا		۵۴۲۳۳
۱۳۔ جھابوا		۱۱۔ جھابوا		۱۴۵۵۲۲
سیلانا	۱	سیلانا	۱	۳۵۲۲۳
ستیامئو		ستیامئو		۲۸۴۲۲
۱۴۔ راجگڈھ		۱۲۔ راجگڈھ		۱۳۴۸۹۱
نرسنگھ گڈھ	۱	نرسنگھ گڈھ	۱	۱۱۳۸۷۳
خلچی پور		خلچی پور		۴۵۵۸۳
		ڈویژن ۱۲		
۱۔ کچھ	۱	۱۔ کچھ	۱	۵۱۴۳۰۷
۲۔ ایدر	۱	۲۔ ایدر	۱	۲۶۲۶۶۰
۳۔ نوانگر	۱	۳۔ نوانگر	۱	۴۰۹۱۹۲
۴۔ بھاونگر	۱	۴۔ بھاونگر	۱	۵۰۰۲۷۴
۵۔ جوناگڈھ	۱	۵۔ جوناگڈھ	۱	۵۴۵۱۵۲
۶۔ راج پیپلا		۶۔ راج پیپلا		۲۰۶۱۱۴
پالن پور	۱	پالن پور	۱	۲۶۲۱۷۹
۷۔ دھرنگدھرا		۷۔ دھرنگدھرا		۸۸۹۶۱
گونڈل	۱	گونڈل	۱	۲۰۵۸۴۶

ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	کونسل کی نشستیں	ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	اسمبلی کی نشستیں	آبادی
۸- پوربندر		۸- پوربندر	۱	۱۱۵۶۷۳
موردی		موردی		۱۱۳۰۲۳
۹- رادھن پور		۹- رادھن پور		۷۰۵۳۰
وانکانیر		وانکانیر	۱	۴۴۲۵۹
پالیستانا		پالیستانا		۶۲۱۵۰
۱۰- کیمبے		۱۰- کیمبے		۸۷۷۶۱
دہرمپور	۱	دہرمپور	۱	۱۱۲۰۳۱
بالاسینور		بالاسینور		۵۲۵۲۵
۱۱- باریا		۱۱- باریا		۱۵۹۴۲۹
چھوٹااودے پور	۱	چھوٹااودے پور	۱	۱۴۴۶۴۰
سانت		سانت		۸۳۵۳۱
لوناداوا		لوناداوا		۹۵۱۶۲
۱۲- بانسدا		۱۲- بانسدا		۴۸۸۳۹
ساچین	۱	ساچین	۱	۲۲۱۰۷
جوہر		جوہر		۷۲۶۱
دانتا		دانتا		۲۶۱۹۶
۱۳- دھرول		دھرول		۲۷۶۳۹
لمبدی		لمبدی		۴۰۰۸۸
وادھوان		وادھوان		۴۲۶۰۲
راجکوٹ		راجکوٹ		۷۵۵۴۰
		ڈویژن ۱۳		

ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	کونسل کی نشستیں	ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	اسمبلی کی نشستیں	آبادی
۱- کولھاپور	۲	۱- کولھاپور	۱	۹۵۷۱۳۷
۲- سانگلی	۱	۲- سانگلی	۱	۲۵۸۴۴۲
ساونت وادی		ساونت وادی		۲۳۰۵۸۹
۳- جنجیرا		۳- جنجیرا		۱۱۰۳۷۹
مدھول	۱	مدھول	۱	۶۲۸۳۲
بھور		بھور		۱۴۱۵۴۶
۴- جام کھانڈی		۴- جام کھانڈی		۱۱۴۲۷۰
مراج (سینیئر)		مراج (سینیئر)		۹۳۹۳۸
مراج (جونیئر)	۱	مراج (جونیئر)	۱	۴۰۶۸۴
کورندواد (سینیئر)		کورندواد (سینیئر)		۴۴۲۰۴
کورندواد (جونیئر)		کورندواد (جونیئر)		۳۹۵۸۳
۵- اکلکوٹ		۵- اکلکوٹ		۹۲۶۰۵
پھالٹن		پھالٹن		۵۸۷۶۱
جاٹھ	۱	جاٹھ	۱	۹۱۰۹۹
اوندھ		اوندھ		۷۶۵۰۷
رام درگ		رام درگ		۳۵۴۵۴
		ڈویژن ۱۴		
۱- پٹیالہ	۲	۱- پٹیالہ	۲	۱۶۲۵۵۲۰
۲- بہاولپور	۲	۲- بہاولپور	۱	۹۸۴۶۱۲
۳- خیرپور	۱	۳- خیرپور	۱	۲۲۷۱۸۳
۴- کپورتھلہ	۱	۴- کپورتھلہ	۱	۳۱۶۷۵۷

ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	کونسل کی نشستیں	ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	اسمبلی کی نشستیں	آبادی
۵- جیند	۱	۵- جیند	۱	۳۲۴۶۷۶
۶- نابھہ	۱	۶- نابھہ	۱	۲۸۷۵۷۴
		۷- تہری گڈھوال	۱	۳۴۹۵۷۳
۷- منڈی		۸- منڈی		۲۰۷۴۶۵
بلاسپور	۱	بلاسپور	۱	۱۰۰۹۹۴
سُکیت		سُکیت		۵۸۴۰۸
۸- تہری گڈھوال				
سرمُور	۱	۹- سرمُور	۱	۱۴۸۵۶۸
چمبہ		چمبہ		۱۴۶۸۷۰
۹- فریدکوٹ		۱۰- فریدکوٹ		۱۶۴۳۶۴
مالیرکوٹلہ	۱	مالیرکوٹلہ	۱	۸۳۰۷۲
لوہارُو		لوہارُو		۲۳۳۳۸
		ڈویژن ۱۵		
۱- کوچ بہار	۱	۱- کوچ بہار	۱	۵۹۰۸۸۶
۲- تریپورہ	۱	۲- تریپورہ	۱	۳۸۲۴۵۰
مانی پور		مانی پور	۱	۴۴۵۶۰۶
		ڈویژن ۱۶		
۱- میئور بھنج	۱	۱- میئور بھنج	۱	۸۸۹۶۰۳
سونے پور		۲- سونے پور	۱	۲۳۷۹۲۰
۲- پٹنا	۱	۳- پٹنا	۱	۵۶۶۹۲۴
کالاہانڈی		۴- کالاہانڈی	۱	۵۱۳۷۱۶

ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	کونسل کی نشستیں	ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	اسمبلی کی نشستیں	آبادی
۳۔ کیونجھار		۵۔ کیونجھار	۱	۴۶۰۶۰۹
دھینکنال		۶۔ گنگپور	۱	۳۵۶۶۷۴
نیاگڈھ	۱	۷۔ باستر	۱	۵۲۴۷۲۱
تالچیر		۸۔ سرگجا	۱	۵۰۱۹۳۹
نیلگری				
۴۔ گنگپور		۹۔ دھینکنال		۲۸۴۳۲۶
بامرا		نیاگڈھ		۱۴۲۴۰۶
سرائے کیلا	۱	سرائےکیلا		۱۴۳۵۲۵
بوُد		بوُد		۱۳۵۲۴۸
بونائی		تالچیر	۳	۶۹۷۰۲
۵۔ باستر		بونائی		۸۰۱۸۶
سرگجا		نیلگری		۶۸۵۹۴
رائے گڈھ	۱	بامرا		۱۵۱۰۴۷
نندگاؤں				
		۱۰۔ رائے گڈھ		۲۷۷۵۶۹
۶۔ خیراگڈھ		خیراگڈھ		۱۵۷۴۰۰
جاشپور	۱	جاشپور		۱۹۳۶۹۸
کنکر		کنکر	۳	۱۳۶۱۰۱
کوریا		سرن گڈھ		۱۲۸۹۶۷
سرن گڈھ		کوریا		۹۰۸۸۶
		نندگاؤں		۱۸۲۳۸۰

ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	کونسل کی نشستیں	ریاستیں اور ریاستوں کے حلقے	اسمبلی کی نشستیں	آبادی
وہ ریاستیں جو یکم جنوری ۱۹۳۵ء کو ایجنسی ریاستہائے غربی ہند، ایجنسی ریاستہائے گجرات، ایجنسی ریاستہائے دکن، ایجنسی ریاستہائے شرقی ایجنسی ریاستہائے وسط ہند یا ایجنسی ریاستہائے راجپوتانہ میں شامل تھیں یا حکومت آسام یا حکومت پنجاب سے سیاسی رشتہ رکھتی تھیں (اور جنکی تعداد گورنر جنرل باختیار تمیز خصوصی اپنے وضع کردہ قواعد میں گنا سکتا ہے) ان ریاستوں کا اندراج اس نقشے کے کالموں میں نہیں ہے مگر اسی ضمیمے میں اوپر کسی جگہ انکا ذکر آچکا ہے	۲	**ڈویژن ۱۸** وہ ریاستیں جو یکم جنوری ۱۹۳۵ء کو ایجنسی ریاستہائے غربی ہند، ایجنسی ریاستہائے گجرات، ایجنسی ریاستہائے دکن، ایجنسی ریاستہائے شرقی ایجنسی ریاستہائے وسط ہند یا ایجنسی ریاستہائے راجپوتانہ میں شامل تھیں یا حکومت آسام یا حکومت پنجاب سے سیاسی رشتہ رکھتی تھیں۔ (اور جنکی تعداد گورنر جنرل باختیار تمیز خصوصی اپنی وضع کردہ قواعد میں گنا سکتا ہے) ان ریاستوں کا اندراج اس نقشے کے کالموں میں نہیں ہے مگر اسی ضمیمے میں اوپر کسی جگہ آچکا ہے۔	۵	۳۰۳۲۱۹۷
نقشے میں درج شدہ کل ریاستوں کی کل آبادی				۷۸۹۸۱۹۱۲

ضمیمہ سوئم

صوبجاتی جماعتہائے قانون ساز کی تشکیل

صوبجات کی جماعت ہائے قانون ساز کے سلسلے میں جتنی ضروری باتیں جاننی چاہیئں ان کا تذکرہ مناسب جگہ ہوچکا ہے۔ یہاں چند ضروری تفصیلات پر روشنی ڈالی جائیگی۔ پنجاب میں زمینداروں کے لئے جو نشستیں ہیں، ان میں سے ایک نشست تمنداروں کیلئے مخصوص ہے۔ اس نشست کیلئے حلقۂ انتخاب ملک معظم باختیار کونسل متعین کریں گے یا صوبجاتی جماعت قانون ساز یا گورنر اس کا تعین کریگا بشرطیکہ وہ یا جماعت قانون ساز آئینی طور پر اسکے اہل ہوں۔ پست اقوام کیلئے اور صوبہ بمبئی میں مرہٹوں کیلئے جو مطلوبہ عام نشستیں محفوظ کیجاتی ہیں۔ وہ عام حلقہائے انتخاب میں، حسب ضرورت، اس طرح محفوظ کیجائینگی کہ ان حلقوں میں سے تقریباً ہر حلقے میں کم سے کم ایک نشست ایسی رہے جو محفوظ نہ ہو۔ صوبوں میں جو نشستیں پست اقوام عورتوں، پست علاقوں، تجارت وصنعت، کان کنی، نخل بندی، زمینداروں، یونیورسٹیوں، اور مزدور جماعتوں کے نمائندوں سے پر کیجائینگی اور بہار میں جو نشست عیسائی نمائندے کیلئے ہے، ان نشستوں کیلئے نمائندے اس طریق سے لئے جائینگے جو ملک معظم یا صوبجاتی قانونساز یا گورنر (بشرطیکہ موخرالذکر دونوں آئینی طور پر اس کا استحقاق رکھتے ہوں) متعین کردیں۔ اگر اس طریق کو کسی صوبے کے تمام نشستوں پر حاوی کردیا جائیگا تو ان سب نشستوں کے لئے نمائندے اسی متعینہ طریق سے لئے جائینگے اور نشستوں کو ایسی ایزادی عام نشستیں سمجھا جائیگا جو پست اقوام کے لئے محفوظ رکھی جاتی ہیں۔

صوبجاتی کونسلوں میں نمائندگی کرنے کی شرائط اور امیدواروں کو ووٹ دینے کی شرائط اسی طریق سے متعین ہونگی جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ وفاقی کونسل کی طرح صوبجاتی کونسلوں میں بھی ممبر ۹ برس کیلئے لئے جایا کریں گے اور ایوان کا ایک تہائی حصہ ہر تیسرے برس ریٹائر ہوجایا کریگا۔ ابتداء میں بھی ممبر ۹ برس کیواسطے لئے جائیں گے مگر گورنر (باختیار تمیز خصوصی) اپنے ایک حکم کے ذریعے سے ایسی دفعہ وضع کردے گا کہ بعض ممبروں کی مدت میں کچھہ ایسے انداز سے تخفیف ہو کہ ایوان کی ہر جماعت کے ایک تہائی افراد ہر تیسرے برس سبکدوش کردیئے جایا کریں۔

ضمیمہ چہارم

آئینی امور کی فہرستیں

۱۔ وفاقی فہرست

۱۔ ملک معظم کی ہندوستانی بحری بری اور ہوائی فوجیں یا ایسی دیگر افواج (ریاستوں یا صوبوں کی نہیں) جو تاج کے حکم سے ہندوستان میں بھرتی کی گئی ہوں۔ ایسی مسلح افواج جو ملک معظم کی افواج تو نہ ہوں مگر ملک معظم کی ہندوستانی افواج سے وابستہ ہوں یا ان کے ساتھ کام کرتی ہوں۔ مرکزی انٹیلیجنس بیورو۔ دفاعی ملکی سے متعلق ریاستوں کی وجہ سے بطور حفظ ماتقدم کوئی امتناع۔ تاج اور ریاستوں کے تعلقات کے سلسلے میں تاج پر جو کام عائد ہوتے ہیں ان کی تکمیل۔

۲۔ بحری بری اور ہوائی افواج کے کام۔ چھاؤنیوں کے علاقوں میں لوکل سلف گورنمنٹ۔ (ان چھاؤنیوں میں ریاستوں کی چھاؤنیاں نہیں آتیں) چھاؤنیوں کے علاقوں میں رہائش کے لئے گنجائش نکالنے وغیرہ کا کام۔

۳۔ امور خارجہ۔ دوسرے ممالک سے معاہدے اور راضی نامے۔ جرائم پیشہ لوگوں اور مشتبہ مجرموں کو ملک معظم کے مقبوضات کے ان حصوں کے حوالے کرنا جو ہندوستان سے باہر ہیں۔

۴۔ امور مذہبی (مع یورپین قبرستانوں کے)

۵۔ کرنسی، سکہ سازی، اور قانونی ٹینڈر

۶۔ وفاق کا پبلک قرضہ۔

۷۔ تار اور ڈاک (مع ٹیلیفون، وائرلیس، براڈکاسٹنگ، اور اسی قسم کے دیگر ذرائع ترسیل) ڈاک خانہ سے متعلق سیونگ بینک

۸۔ وفاقی پبلک سروسس اور پبلک سروس کمیشن۔

۹۔ وہ پنشنیں جو وفاقی مالیہ سے ادا کیجائیگی

۱۰۔ وہ اراضیاں ورکس اور عمارتیں (بحری بری اور ایئر فورس ورکس کو چھوڑ کر) جو وفاقی ضرورتو

کے لئے ملک معظم کے قبضے میں یا زیر تحفظ ہیں۔ مگر جہانتک اس جائداد کا تعلق ہو جو صوبوں کی حدود میں واقع ہو، وہ ہمیشہ صوبجات کی قانون سازی کے ماتحت رہیگی سوائے اس صورت کے جب فاقی قانون اس کے خلاف منشا ظاہر کرے۔ جہانتک اس ریاستی جائداد کا تعلق ہو جسپر کسی راضی نامہ یا پٹہ کی بنا پر قبضہ ہو، اس کے سلسلے میں راضی نامہ یا پٹہ کی شرائط یا میعاد کا لحاظ رکھتے ہوئے قانون وضع کیا جائے گا۔

۱۱۔ امپیریل لائبریری، انڈین میوزیم، امپیریل وار میوزیم، اور وکٹوریہ میموریل اور اس قسم کے دوسرے ادارے جن کا خرچ اور انتظام وفاقی حکومت کے ذمہ ہے۔

۱۲۔ ریسرچ کے لئے، پیشہ ورانہ یا ٹیکنیکل ٹرننگ کے لئے یا خصوصی تعلیم کی ترقی کے لئے وفاقی ایجنسیاں اور انسٹی ٹیوٹ۔

۱۳۔ علی گڈہ یونیورسٹی اور بنارس ہندو یونیورسٹی۔

۱۴۔ سروے آف انڈیا، جیالوجیکل، بوٹانیکل اور زوآلوجیکل سرویز آف انڈیا، ایسی فاقی آرگنائزیشن جو علم نجوم کیلئے ہیں۔

۱۵۔ قدیم اور تاریخی آثار

۱۶۔ مردم شماری

۱۷۔ ہندوستان میں داخلہ، اور ہندوستان سے ہجرت یا اخراج (اسی ذیل میں وہ ضوابط بھی ہیں جو ہندوستان میں ان افراد کی نقل وحرکت پر عائد کیے جائینگے جو برطانوی رعایا (آباد ہند) نہیں، کسی وفاقی ریاست کے باشندے ہیں یا ایسے برطانوی باشندے ہیں جو دولت متحدہ میں آباد ہوں) ہندوستان سے باہر کے مقدمات کا حج یا تیرتھ یاترا یا زیارت وغیرہ۔

۱۸۔ بندرگاہ پر قرنطینہ، ملاحوں کے لئے ہسپتال، اور وہ ہسپتال جو بحری قرنطینہ سے متعلق ہیں۔

۱۹۔ درآمد برآمد (اسکی تعریف وہی ہوگی جو وفاقی حکومت کریگی)

۲۰۔ وفاقی ریلیں۔ چھوٹی ریلوں کو چھوڑکر باقی ریلوں کے سلسلے میں جہانتک ان کے تحفظ، شرح کرایہ میں کمی یا اضافہ، اسٹیشن وغیرہ پر خدمات بجالانے کی قیمت، آمد ورفت کا تبادلہ، ریلوں کے انتظامی عملوں پر محفوظ طور پر مسافروں اور اشیاء کا ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانیکی ذمہ داری (اس میں چھوٹی ریلیں بھی آتی ہیں) کا تعلق ہو۔

۲۱۔ جہازرانی (اس میں طغیانی کی موجوں پر جہاز یا کشتی چلانا بھی شامل ہے) ایڈمرلٹی کی عملداری۔

۲۲۔ بڑی بندرگاہوں کا دروبست انتظام اور بندرگاہ کے صاحب اختیار عملہ جات کی تشکیل اور ان کے اختیارات۔

۲۳۔ علاقہ جاتی پانیوں سے دور کی ماہی گیری اور صنعت ماہی گیری۔

۲۴۔ ہوابازی اور ہوائی ریسرچ وغیرہ ایروڈروم مہیا کرنا۔ اور ہوائی آمدورفت اور ایروڈروموں کی تنظیم اور انکے ضابطے۔

۲۵۔ سمندر کے منارہائے روشنی اور دیگر ذرائع تحفظ جو جہازرانی اور ہوابازی کے سلسلے میں استعمال ہوتے ہیں۔

۲۶۔ ہوا یا سمندر کے ذریعے مسافروں کو لیجایا جانا

۲۷۔ کاپی رائٹ، ایجادات، ڈیزائن، ٹریڈ مارک اور دیگر تجارتی نشانیاں۔

۲۸۔ چیک، تبادلے کے بل، پرامیسری نوٹ اور دوسری اسی قسم کی اشیاء۔

۲۹۔ اسلحہ جات۔ آتشیں اسلحہ جات، سامان حرب۔

۳۰۔ آتش گیر مادے۔

۳۱۔ افیم (جہانتک اسکی کاشت، صنعت اور فروخت برائے برآمد کا تعلق ہے)

۳۲۔ جہانتک پیٹرول اور دیگر خطرناک طور پر آتشگیر مادوں اور سیال اشیاء کی ملکیت محصول گودام اور انتقال مکان کا تعلق ہے۔

۳۳۔ تجارتی کارپوریشنوں کے انضباط، اتحاد اور اختتام کے معاملات (ان کارپوریشنوں میں لین دین اور بیمہ کا کاروبار کرنیوالی مسلمہ جماعتیں بھی شامل ہیں مگر وہ کارپوریشنیں شامل نہیں ہیں جو یا تو کسی وفاقی ریاست کی ملکیت ہیں یا ان کے کنٹرول میں ہیں اور صرف اسی ریاست کی حدود میں اپنا کاروبار چلاتی ہیں)

۳۴۔ صنعتوں کی ترقی (جبکہ وفاقی قانون کی رُو سے بنظر مفاد عامہ اس قسم کی ترقی وفاقی اثرات کے ماتحت ہونی ضروری ہو جائے)

۳۵۔ کانوں اور تیل کے میدانوں میں محنت و مزدوری اور تحفظ کے سلسلے میں ضوابط۔

۳۶۔ جس حد تک وفاقی قانون کی رُو سے بنظر مفاد عامہ ان کو وفاقی کنٹرول کے تابع رکھنا ضروری ہو، اس حد تک کانوں، تیل کے میدانوں اور زمین سے دھاتوں کی برآمد کی ترقی کو باضابطہ بنانا۔

۳۷۔ بیمہ کا قانون (سوائے اسکے جو بیمہ کے اس کاروبار سے تعلق رکھتا ہے جسے کوئی وفاقی

ریاست چلا رہی ہو) بیمہ کے کاروبار کو ضابطے میں لانا (سوائے اس کے جو کسی وفاقی ریاست کا ہے) گورنمنٹ انشورنس (اسکو چھوڑ کر جس کا واسطہ کسی ریاست سے ہو یا صوبجاتی فہرست کی رُو سے کسی صوبے سے ہے)

۳۸۔ برطانوی ہند کی کسی پولیس کے افراد کے اختیارات اور عملداری کو کسی دوسرے صُوبے تک وسیع کر دینا مگر اس طرح نہیں کہ ایک حصہ ملک کی پولیس کسی دوسرے علاقہ میں صُوبے کے گورنر یا چیف کمشنر کی مرضی کے بغیر اپنے اختیارات اور عملداری چلانے لگے۔ ایسی کسی جگہ کی ریلوے پولیس کے اختیارات، جو یونٹ کہلاتی ہو، کسی دوسری یونٹ تک وسیع کر دینا۔

۳۹۔ دستور ۱۹۳۵ء یا اسکی رُو سے جاری شدہ کسی حکم باختیار کونسل کے ماتحت وفاقی جماعت قانون ساز کے انتخابات۔

۴۰۔ وفاقی وزیروں، وفاقی کونسل کے صدر اور نائب صدر، وفاقی اسمبلی کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کی تنخواہیں۔ وفاقی جماعت قانون ساز کے ممبروں کی تنخواہیں، الاؤنس اور مراعات۔ اور جس حد تک دستور کے حصہ ۲ (اس کتاب کے باب ۶، ۷) نے ظاہرا طور پر اختیار دیا ہو اس حد تک ان افراد کو سزا دینا جو وفاقی جماعت قانون ساز کی کمیٹیوں کے سامنے شہادت دینے یا متعلقہ کاغذات پیش کرنے سے انکار کر دیں۔

۴۱۔ اس فہرست کے امور کے سلسلے میں قانون کی جو خلاف ورزیاں ہوں۔

۴۲۔ اس فہرست کے امور کے سلسلے میں تحقیقاتیں اور اعداد و شمار۔

۴۳۔ چنگی کے محصولات (برآمد سمیت)

۴۴۔ تمباکو اور دیگر اشیا پر (جو ہندوستان کی پیداوار یا مصنوعات ہیں) محصول چنگی۔ مندرجہ ذیل استثنا ہیں۔

(ا) الکحل سے ساختہ ایسے سیّال جو انسانی استعمال کے لئے ہیں۔

(ب) افیون، ہندوستانی پٹ سن اور دیگر نشہ آور اور غیر نشہ آور دوائیاں۔

(ج) ایسے طبی اور آرائشی مرکبات جنمیں الکحل یا جزو (ب) کی کوئی شے شامل ہو۔

۴۵۔ کارپوریشن ٹیکس۔

۴۶۔ نمک

۴۷۔ حکومتی لائبریریاں۔

۴۸۔ قومی حقوق کا حصول۔

۴۹۔ وزنوں کے پیمانوں کا تقرر۔

۵۰۔ رانچی یورپین دماغی ہسپتال۔

۵۱۔ اس فہرست کے امور کے متعلق وفاقی عدالت کے سوا تمام عدالتوں کے اختیارات اور عملداری اور جس حد تک دستور ۱۹۳۵ء کی حصہ ۹ (اس کتاب کے باب ۱۳) میں ظاہراطور پر اختیار دیا گیا ہے۔ اُس حد تک وفاقی عدالت کے سماعت اپیل کے اختیار میں توسیع اور ضمنی اختیار دینا۔

۵۲۔ زراعتی آمدنیوں کے سوا باقی تمام آمدنیوں کے محصولات۔

۵۳۔ افراد اور کمپنیوں کے مال وجائداد وغیرہ (زراعتی اراضی کو چھوڑ کر) کی اصل قیمت پر لگائے ہوئے محصول۔ کمپنیوں کے سرمائے کے محصول

۵۴۔ (زراعتی اراضی کو چھوڑ کر) باقی جائداد پر وراثت کے سلسلے میں محصول۔

۵۵۔ تبادلے کے بلوں، چیک، پرامیسری نوٹ، بیمہ کی پالیسیوں اور رسیدات وغیرہ وغیرہ کے محصول اسٹام کی شرحیں۔

۵۶۔ ریلیں جن مسافروں یا چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کریں ان پر ٹرمنل ٹیکس۔ ریلوے کے سفر یا کرایہ بار باربرداری پر لگائے گئے محصولات۔

۵۷۔ وہ فیسیں جو اس فہرست کے سلسلے میں لی جائیں (مع ان فیسوں کے جو کسی عدالت میں وصول کی جائیں)

۵۸۔ لین دین۔ یعنے ان کارپوریشنوں کے لین دین کے کاروبار کا طریق جو کسی وفاقی ریاست کی ملکیت یا اس کی کنٹرول میں نہ ہوں۔

۵۹۔ ہندوستان کی حدود کے اندر اندر گورنر یا چیف کمشنر کے صوبے سے یا اس میں نقل مکان۔

۲۔ صوبجاتی فہرست

۱۔ امن عامہ (مگر اس میں ملک معظم کی بحری برّی یا ہوائی افواج کا استعمال برائے امداد قوت حکومت نہیں ہے) انصاف بخشی۔ وفاقی عدالت کے علاوہ باقی تمام عدالتوں کی تشکیل اور تنظیم۔ اور عدالتی فیسیں۔ امن عامہ کے پیش نظر امتناعی احکام، اور وہ افراد جنپر ان احکام کی تعمیل ہو۔

۲۔ وفاقی عدالت کے علاوہ باقی تمام عدالتوں کے اختیارات اور عملداری (ان امور کے متعلق جو اس فہرست میں ہیں) کرایہ اور مالیہ کی عدالتوں کا طریق کار۔

۳۔ پولیس (مع ریلوے اور دیہی پولیس)

۴۔ جیلخانے، ریفارمیٹری سکول، بورسٹل انسٹی ٹیوشن اور اسی قسم کے دیگر انسٹی ٹیوشن اور وہ افراد جو ان میں روکے جائیں دیگر حصوں کے ساتھ جیلخانے اور دوسرے انسٹی ٹیوشن استعمال کرنیکے انتظامات۔

۵۔ صوبے کا پبلک قرضہ۔

۶۔ صوبجاتی پبلک سروسیں اور پبلک سروس کمیشن۔

۷۔ وہ پنشنیں جو صوبہ یا صوبہ کا مالیہ ادا کر دے گا۔

۸۔ وہ اراضیات، ورکس اور عمارات جو صوبے کی ضرورتوں کے لئے ملک معظم کے قبضے میں یا زیر تحفظ ہیں۔

۹۔ حکمیہ حصول اراضی۔

۱۰۔ وہ لائبریریاں، میوزیم اور اسی قسم کے دیگر ادارے جن کا خرچ اور انتظام وفاقی حکومت کے ذمے ہے۔

۱۱۔ دستور ۱۹۳۵ء یا اسکی رُو سے جاری شدہ کسی حکم باختیار کونسل کے ماتحت صوبجاتی جماعت قانون ساز کے انتخابات۔

۱۲۔ صوبجاتی وزیروں، اسمبلی کی سپیکر اور ڈپٹی سپیکر (اور اگر صوبے میں کونسل ہے تو اسکے صدر اور نائب صدر) کی تنخواہیں صوبجاتی جماعت قانون ساز کے ممبروں کی تنخواہیں، الاؤنس اور مراعات اور جس حد تک دستور کے حصہ ۳ (اس کتاب کے باب ۲)

نے ظاہرا طور پر اختیار دیا ہو، ان افراد کو سزا دینا جو صوبجاتی جماعت قانون ساز کی کمیٹیوں کے سامنے شہادت دینے یا متعلقہ کاغذات پیش کرنے سے انکار کردیں۔

۱۳۔ لوکل گورنمنٹ یعنے میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں، امپرومنٹ ٹرسٹوں ڈسٹرکٹ بورڈوں، کان کنی کے تصفیوں کے افسران، اور دیگر صاحب اختیار افسران اور دیہی انتظامات حکومت کی ترتیب اور اختیار بخشی۔

۱۴۔ صحت عامہ اور صفائی۔ ہسپتال ڈسپنسریاں۔ پیدائش و اموات کا اندراج۔

۱۵۔ حج یا تیرتھ یاترا یا زیارت کے سفر وغیرہ (اُن کے علاوہ جو ان جگہوں کے لئے ہوں جو ہندوستان سے باہر ہیں)

۱۶۔ تجہیز و تکفین اور قبرستانوں کی زمینیں

۱۷۔ تعلیم۔

۱۸۔ ذرائع رسل و رسائل یعنے سڑکیں پل، گھاٹ اور دیگر ذرائع رسل و رسائل جنکی وفاقی فہرست میں تخصیص نہیں کی گئی ہے۔ چھوٹی ریلیں (وفاقی فہرست کی ان دفعات کے ماتحت جو چھوٹی ریلوں کے متعلق اسمیں درج ہیں) میونسپل ٹریموے۔ خشکی کے اندر کی آبی شاہراہیں اور ان کی آمد ورفت (مشترکہ فہرست کی ان دفعات کے ماتحت جو ایسی شاہراہوں کے متعلق اس میں درج ہیں) بندرگاہیں (وفاقی فہرست کی ان دفعات کا لحاظ رکھتے ہوئے جو بڑی بڑی بندرگاہوں کے متعلق اس میں ہیں) گاڑیاں (ماسوا ان کے جو مشین سے چلتی ہیں)

۱۹۔ پانی۔ یعنی اسکی فراہمی اور آبپاشی نہریں، نالیاں اور نالے، دریاؤں وغیرہ کے کنارے، پانی کے ذخیرے اور پانی کے پاور ہاؤس۔

۲۰۔ زراعت (جس میں زراعتی تعلیم اور ریسرچ اور پودوں کو تباہ کرنیوالے کیڑوں اور امراض وغیرہ کا تدارک بھی شامل ہیں) امراض مویشیاں کا تدارک اور نسل مویشیاں کی ترقی معالجہ مویشیاں کے سلسلے میں ٹریننگ اور علاج کے لئے مواقع۔ مویشی خانے اور مویشیوں کا اوروں کی زمینوں میں گھس آنا۔

۲۱۔ زمین یعنی حقوق مالکانہ، دخل زمین (جس میں مالکان زمین اور کرایہ داروں کے تعلقات اور وصولی کرایہ بھی شامل ہیں) انتقال اراضی (زراعتی) بیدخلی اور تفویض اراضی۔ ترقی اراضی اور زراعتی قرضے۔ بستیاں

بسانا۔ کورٹ آف وارڈ۔ مقروض اور مسلکہ جاگیرداریاں۔

۲۲۔ جنگلات۔

۲۳۔ کانوں اور تیل کے میدانوں اور زمین سے دھاتوں کی برآمد کی ترقی کو باضابطہ بنانا (وفاقی فہرست کی ان دفعات کے ماتحت جو اس کام کے سلسلے میں اس میں درج ہیں)

۲۴۔ صنعت ماہی گیری۔

۲۵۔ جنگلی پرندوں اور حیوانات کا تحفظ

۲۶۔ گیس اور گیس ورک۔

۲۷۔ صوبجاتی حدود کے اندر اندر تجارت بازار۔ اور میلے۔ ساہوکارہ اور ساہوکار۔

۲۷۔ سرائے اور مالکان سرائے۔

۲۹۔ اشیاء کی ساخت اور پیداوار اور فراہمی اور تقسیم ـ صنعتی ترقی (وفاقی فہرست کی ان دفعات کے ماتحت جو بعض وفاقی صنعتوں کی ترقی کے سلسلے میں اس میں درج ہیں)

۳۰۔ اشیائے خوردنی اور دیگر اشیا میں آمیزش۔ وزنوں کے پیمانے۔

۳۱۔ منشی اشیا اور دوائیاں۔ یعنی نشہ آور سیالوں، افیم اور دیگر نشیلی دوائیوں وغیرہ کی پیداوار، ساخت، ملکیت، انتقال مکان خرید اور فروخت (مگر جہاں تک افیم کا تعلق ہے وفاقی دستور کی ان دفعات کے ماتحت جو اس سلسلے میں وفاقی فہرست میں درج ہیں اور جہاں تک زہروں اور دیگر مہلک دوائیوں کا تعلق ہے مشترکہ فہرست کی ان دفعات کا لحاظ رکھتے ہوئے جو ان دواؤں کے متعلق فہرست مذکور میں درج ہیں)

۳۲۔ امداد غربا۔ بیروزگاری۔

۳۳۔ (وفاقی فہرست میں جن کارپوریشنوں کا ذکر ہے ان کے علاوہ) کارپوریشنوں کے اتحاد، انضباط اور اختتام کے معاملات۔ غیر متحد کاروبار۔ ادبی، سائنٹفک، مذہبی اور دیگر قسم کی سوسائٹیاں اور ایسوسی ایشنیں کوآپریٹو سوسائٹیاں۔

۳۴۔ خیرات اور خیراتی ادارے خیراتی اور مذہبی عطیہ جات۔

۳۵۔ تھیٹر اور سینما وغیرہ (مگر ایسے سینما ٹوگراف کے وہ فلم شامل نہیں ہیں جو بطور نمائش دکھائے جائیں)

۳۶۔ قماربازی۔

۳۷۔ اس فہرست کے امور کے سلسلے میں قانون کی جو خلاف ورزیاں ہوں۔

۳۸۔ اس فہرست کے امور کے سلسلے میں تحقیقاتیں اور اعداد و شمار۔

۳۹۔ لگان اراضی (اس میں لگان جمع کرنا، اراضی کا ریکارڈ رکھنا، لگانگی ضرورتوں کے پیشِ نظر پیمائش اراضی اور حقوق کا ریکارڈ اور بیدخلی لگان شامل ہیں)

۴۰۔ مندرجہ ذیل اشیاء پر چنگی کا محصول

(ا) الکحل سے ساختہ ایسے سیّال جو انسانی استعمال کے لیئے ہیں۔

(ب) افیون، ہندوستانی پٹ سن، اور دیگر نشہ آور اور غیر نشہ آور دوائیاں۔

(ج) ایسے طبّی اور آرائشی مرکبات جنمیں الکحل یا جزو (ب) کی کوئی شے شامل ہو۔

۴۱۔ زراعتی آمدنی پر ٹیکس۔

۴۲۔ زمینوں، عمارتوں، آتشدانوں، اور کھڑکیوں کا ٹیکس۔

۴۳۔ زراعتی اراضی کی وارثت کے سلسلے میں لگایا ہوا ٹیکس۔

۴۴۔ دھاتوں کی برآمد کے حقوق پر عائد کردہ ٹیکس (وفاقی جماعت قانون ساز کی قائم کردہ ان حدبندیوں کے ماتحت جنکا تعلق دھاتوں کی برآمد کی ترقی سے ہے)

۴۵۔ پولیس ٹیکس۔

۴۶۔ پیشوں، تجارتوں اور روزگار پر لگائے ہوئے ٹیکس۔

۴۷۔ جانوروں اور کشتیوں کے ٹیکس۔

۴۸۔ فروخت اشیاء اور اشتہارات پر ٹیکس۔

۴۹۔ کھپت، استعمال اور فروخت کیلئے کسی مقامی علاقے میں اشیا کے داخلے پر عائد کردہ ٹیکس۔

۵۰۔ سامان عیش و نشاط، اور قماربازی کا ٹیکس۔

۵۱۔ (وفاقی فہرست میں محصول اسٹامپ کی جن شرحوں کی تخصیص کردی گئی ہے انکو چھوڑکر) مسودات کے سلسلے میں محصول اسٹامپ کی شرحیں۔

۵۲۔ اندرون ملک کی آبی شاہراہوں سے جانے والے مسافروں اور اشیا پر عائد کردہ ٹیکس۔

۵۳۔ راہداری۔

۵۴۔ وہ فیسیں جو اس فہرست کے امور کے سلسلے میں لی جائیں (مگر وہ فیسیں نہیں جو کسی عدالت میں وصول کیجائیں)

مشترکہ فہرست

حصہ اوّل

۱۔ قانون فوجداری (مع ان تمام امور کے جو دستور ۳۵ء کی منظوری کی تاریخ پر انڈین پینل کوڈ میں شامل تھے۔ مگر ان میں وہ قانونی خلاف ورزیاں شامل نہیں ہیں جن کا تعلق ان امور سے ہے جن کی تخصیص وفاقی فہرست یا صوبجاتی فہرست میں کر دی گئی ہے۔ اور اس فہرست کی اس مد کا اطلاق ملک معظم کی بحری بری اور ہوائی افواج کے استعمال (برائے امداد قوت سرکار) پر بھی نہیں ہوتا۔

۲۔ ضابطۂ فوجداری (مع ان تمام امور کے جو اس دستور کی منظوری کی تاریخ پر کرمنل پروسیجر کوڈ میں شامل تھے)

۳۔ قیدیوں اور مجرموں کا ایک جگہ سے جسے یونٹ کہا جاتا ہے، دوسری یونٹ میں منتقل کیا جانا۔

۴۔ ضابطۂ دیوانی۔

۵۔ شہادتیں اور حلف۔

۶۔ شادی اور طلاق۔ نابالغان وغیرہ۔ متبنّیٰ کرنا۔

۷۔ وصیت نامے تصدیقات اور وراثت وغیرہ

۸۔ زراعتی جائداد کو چھوڑ کر باقی قسم کی املاک کے سلسلے میں انتقال جائداد۔ دستاویز دستاویزوں اور وصیت ناموں وغیرہ کی رجسٹری

۹۔ ٹرسٹ اور ٹرسٹی لوگ۔

۱۰۔ ٹھیکے اور تجارتی معاہدے (جن میں شراکت، ایجنسی اور باربرداری کے ٹھیکے، وغیرہ شامل ہیں۔ مگر وہ ٹھیکے شامل نہیں ہیں جو زراعتی اراضی کے سلسلے میں ہوں)

۱۱۔ ثالثی یا پنچائتی فیصلہ۔

۱۲۔ دیوالہ، ناداری، ایڈمنسٹریٹر جنرل اور سرکاری ٹرسٹی۔

۱۳۔ قابل مواخذہ افعال (ان غلطیوں کے علاوہ جن کے مواخذے کا وفاقی فہرست یا صوبجاتی فہرست کے امور کے سلسلے میں بنائے ہوئے قوانین سے تعلق ہے)

۱۴۔ اس فہرست کے امور کے سلسلے میں تمام عدالتوں (ماسوا وفاقی عدالت) کے

اختیارات اور عملداری۔

۱۵۔ قانونی، طبی اور دیگر پیشے۔

۱۶۔ اخبارات، کتابیں اور چھاپے خانے

۱۷۔ جنون اور خرابیٔ دماغ (مع ان مقامات کے جن پر جنونیوں اور پاگلوں کا علاج ہوتا ہے)

۱۸۔ زہر اور مہلک دوائیاں۔

۱۹۔ مشین سے چلنے والی گاڑیاں۔

۲۰۔ بھٹیاں اور گرما پے۔

۲۱۔ انسداد بیرحمیٔ مویشیاں۔

۲۲۔ یورپینوں کی آوارگی۔ اقوام جرائم پیشہ۔

۲۳۔ اس فہرست کی امور کے سلسلے میں تحقیقاتیں اور اعداد و شمار۔

۲۴۔ وہ فیسیں جو اس فہرست کے امور کے سلسلے میں لی جائیں (مگر ان میں وہ فیسیں شامل نہیں ہیں جو کسی عدالت میں وصول کی جائیں)

۲۵۔ محصول اسٹام وغیرہ (اس میں محصول اسٹام کی شرح شامل نہیں ہے)

حصہ دوئم

۲۶۔ فیکٹریاں، اور کارخانے۔

۲۷۔ مزدوروں کی بہتری اور خوشحالی۔ شرائط مزدوری۔ پراوڈنٹ فنڈ۔ مالکان کارخانجات کی ذمہ داری اور قرضے۔ مزدوروں کے معاوضے صحت کے بیمے (مع اپاہجوں کی پنشنوں کے) پیرانہ سالی کی پنشنیں۔

۲۸۔ بیروزگاری کا بیمہ۔

۲۹۔ ٹریڈ یونینیں صنعتی تنازعات۔ وہ قضئے جو مزدوروں سے متعلق ہوں۔

۳۰۔ ان متعدی امراض یا جراثیم کو ایک حصے سے دوسرے حصے میں نہ جانے دینا جنکا انسانوں یا حیوانات یا پودوں پر اثر ہوتا ہے

۳۱۔ بجلی۔

۳۲۔ خشکی کے اندر کی آبی شاہراہوں پر بذریعہ کشتی آمد و رفت وغیرہ (جہانتک مشین سے چلنے والی کشتیوں وغیرہ کا تعلق ہے) ایسی شاہراہوں کے لئے آمدورفت کے قاعدے۔ ایسی آبی شاہراہوں سے لیجائے جانے والے مسافروں اور اشیا کی باربرداری۔

۳۳۔ سینماٹوگراف فلموں کی منظوری (برائے نمائش)

۳۴۔ وہ افراد جو وفاق کی حکم سے امتناعی احکام کے ماتحت روکے گئے ہوں۔

۳۵۔ وہ تحقیقاتیں یا اعداد و شمار جو اس فہرست کے حصہ دوئم کے امور کے سلسلے میں درکار ہوں۔

۳۶۔ وہ فیسیں جو اس فہرست کی حصہ دوئم کے امور کے سلسلے میں لیجائیں (ان میں وہ فیسیں شامل نہیں جو کسی عدالت میں وصول کیجائیں)

ضمیمہ پنجم

شرائط رائے دہی

عام شرائط رائے دہی کی توسیع کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ اس جگہ رائے دہی کی شرائط تفصیل سے بیان کی جائینگی۔ ابتدا میں ان شرائط کو پیش کیا گیا ہے جو تمام ہندوستان کے لئے بالعموم ضروری ہیں اور اس کے بعد ہر صوبے کے لئے جدا جدا جو شرائط ہیں انہیں زیادہ سے زیادہ صفائی کے ساتھ درج کر دیا ہے۔

ہر انتخابی حلقہ کے لئے ایک فرد انتخاب یا فہرست رائے دہندگان ہوگی جس میں وفاقی ریاستوں یا برطانوی ہند کے علاقوں کے ۲۱ سالہ باشندوں یا ریاستی حکمرانوں کے ناموں کا اندراج ہوگا۔ وقتاً فوقتاً کل فہرست یا اسکے حصّوں پر نظر ثانی بھی ہوا کرے گی۔ نظر ثانی کی تاریخ کا تعین گورنر جنرل انفرادی رائے سے کریگا۔ اسی سلسلے میں دستور میں بعض صوبوں یا ریاستوں یا والیانِ ریاست سے متعلق چند مستثنیات بھی ہیں۔ ان کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں۔ جن لوگوں کو خرابیٔ دماغ کا عارضہ لاحق ہوگا یا جن کے متعلق کسی با اختیار عدالت نے یہ فیصلہ دیدیا ہوگا کہ انہیں دماغی عارضہ ہے، وہ رائے دینے کے حق سے محروم رہیں گے۔

جو حلقہ جس فرقے کے لئے رکھا جائیگا، صرف اسی فرقے کے افراد اس حلقے سے رائے دینگے۔ مثلاً سکھوں کے لئے جو حلقۂ انتخاب ہوگا اس سے صرف سکھ افراد ووٹ ڈالیں گے۔ مسلمان یا عیسائی یا کسی اور فرقے کے لوگوں کو اس حلقے میں رائے دینے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اسی طرح جن لوگوں کے نام صوبے میں سکھ یا مسلم یا کسی دوسرے فرقے کے حلقے کی فہرست رائے دہندگان میں درج ہونگے وہ عام حلقہ انتخاب میں رائے نہیں دے سکیں گے۔ البتہ ان عام نشستوں پر اس قاعدے کا اطلاق نہیں ہوگا جو صوبجات آسام اور اڑیسہ میں عورتوں کے لئے رکھی گئی ہیں۔ صوبے کے عام انتخابات میں ایک شخص ایک ہی حلقے میں رائے دے سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس قاعدے کی خلاف ورزی

کریگا تو ان تمام حلقوں میں جن میں اس نے رائے دی ہوگی، اس کا ووٹ بیقاعدہ سمجھکر رد کر دیا جائیگا۔ قانونی طور پر لوگوں کو اس قسم کی خلاف ورزی سے باز رکھنے کے لئے ہر صوبے میں ان دفعات سے کام لیا جائیگا جو اس صوبے کے واسطے ملک معظم نے متعین کر دی ہونگی۔ مگر یہاں ایک بات صاف کر دینی ضروری ہے۔ جس کسی صوبے میں عورتوں کو منتخب کرنیکی غرض سے خاص طور پر انتخابی حلقے بنائے جائیں گے وہاں ایک ووٹر کو ایک ایسے حلقے سے بھی رائے دینے کا حق ہوگا جو خاص طور پر بنایا گیا ہو اور وہ بیک وقت اُس حلقے سے بھی رائے دے سکے گا جو اس طرح تشکیل نہ پایا ہو۔

عورتوں کے لئے یہ قاعدہ رکھا گیا ہے کہ جو عورت اپنے خاوند کے انتقال کے وقت اسکی صلاحیت رائے دہی کی بنا پر حلقہ میں ووٹر ہوگی، اس کا نام حلقہ کی فہرست رائے دہندگان پر برقرار رہے گا۔ ہاں اگر وہ دوبارہ شادی کرلیگی یا یہ ثابت ہو جائیگا کہ وہ رائے دہی کی صلاحیت سے محروم ہوگئی ہے، تو اُس صورت میں اُس کا نام فہرست سے خارج کر دیا جائیگا۔ اگر صلاحیت رائے دہی رکھتے ہوئے عورت اپنی رہائش تبدیل کرے (اور یوں اس کا انتخابی حلقہ بدلجائے) تو فہرست رائے دہندگان پر نظر ثانی ہوتے وقت (اگر وہ چاہیگی تو) اس کا نام کسی دوسرے حلقے کے رائے دہندگان میں شامل کر لیا جائے گا۔ سکھ افراد کی رائے دہی کے سلسلے میں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اگر کسی شخص کے سکھ ہونے یا نہ ہونیکا سوال پیدا ہو جائے تو وہ شخص اسی وقت سکھ سمجھا جائے گا جبکہ وہ ملک معظم کے متعین کردہ طریق پر ایک خاص فارم پر تحریری بیان دے کہ میں سکھ ہوں۔ جو جو تشریح طلب الفاظ صوبوں کی شرائط رائے دہی کے بیان میں بار بار آئے ہیں ان کی تشریح صوبہ سرحد کے ضمن میں فٹ نوٹ میں کر دی گئی ہے۔ اور ہر صوبے کے بیان میں بار بار انہیں دہرانے سے احتراز کیا گیا ہے۔ تشریح طلب الفاظ یا اصطلاحات کی تشریح صوبہ سرحد کے بیان کے فٹ نوٹ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

صوبہ سرحد کیلئے کسی حلقے میں رائے دہندہ بننے کے لئے اس حلقہ میں رہائش دکھانی ضروری ہے۔ رہائش کا یہ ثبوت کافی ہے کہ ایک شخص (عورت رائے دہندہ ہو تو اس کا شوہر) حلقے میں کسی مکان یا حصۂ مکان کا مالک ہے اور متعینہ تاریخ سے قبل تک سال بھر سے اسنے وہ مکان یا حصۂ مکان کرایہ پر نہیں دیا ہے۔ ٹیکس دینے کے اعتبار سے وہ شخص ووٹر بن سکتا ہے جس نے گذشتہ سال انکم ٹیکس ادا کیا ہے یا جسپر کم از کم ۵۰ روپے کا میونسپل یا چھاؤنی ٹیکس لگا ہے یا جس نے (دیہی حلقے

میں) کم ازکم ۲ روپے ڈسٹرکٹ بورڈ ٹیکس ادا کیا ہو۔ تعلیمی معیار سے وہ افراد رائے دہندہ بن سکتے ہیں جو مڈل تک خواندہ ہیں۔ دیہی حلقوں کے لئے پرائمری (چوتھے) درجے تک ہی کی تعلیم کافی ہو وہ لوگ بھی رائے دینے کے حقدار ہیں جو ملک معظم کی ریگولر ملٹری فورس کے ریٹائرڈ یا پنشن یافتہ یا موقوف شدہ افسر یا بلا کمیشن افسر یا سپاہی ہیں۔ اور ملکیت جائداد کے لحاظ سے وہ شخص ووٹر بننے کا حقدار ہو جو گذشتہ بارہ ماہ کے اندر خود کو کم از کم ۶ سو روپے کی ملکیت کی غیر منتقلہ جائداد کا مالک دکھا سکتا ہو۔[۵۱] یا گذشتہ بارہ ماہ سے کسی ایسی غیر منتقلہ جائداد میں کرایہ دار ہو جسکی قیمت ۴۸ روپے سالانہ کرایہ کے حساب سے جانچی جاتی ہو۔[۵۲] یا گذشتہ سال میں کم ازکم ایسی چھ ایکڑ سیراب یا بارہ ایکڑ غیر سیراب اراضی کا مالک رہا ہو جس پر کم ازکم ۵ روپے سالانہ لگان[۵۳] لگتا ہو یا گذشتہ فصلی سال[۵۴] کے پورے بارہ مہینوں میں کم ازکم چھ ایکڑ سیراب یا بارہ ایکڑ غیر سیراب زمین کا کرایہ دار[۵۵] رہا ہو۔ یا ۱۰ روپے سالانہ کی لگان کا منتقل الیہ ہو۔ یا ذیلدار یا انعام دار یا نمبردار ہو۔

---

۵۱ غیر منتقلہ جائداد سے مراد وہ جائداد ہو جو سطح زمین پر واقع ہو اور جس پر ٹیکس لگتا ہو۔ لگان کے قابل اراضی اس ذیل میں نہیں آتی۔ غیر منتقلہ جائداد کی ملکیت کے بارے میں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس شخص کی ملکیت کا عرصہ بھی شمار کیا جائیگا جس سے موجودہ مالک نے غیر منتقلہ جائداد ورثے میں پائی ہو۔

۵۲ جس سالانہ کرایہ کے حساب سے قیمت جانچی جاتی ہو وہ، وہ کرایہ ہوتا ہو جس پر غیر منتقلہ جائداد مع فرنیچر اور لوازم وغیرہ سال بسال اٹھائی جاتی ہو یا اٹھائی جا سکتی ہو (اس قسم کی جائداد کے ذیل میں لگان کے قابل اراضی نہیں آتی)

۵۳ لگان کی تعریف وہی ہو جو پنجاب لینڈ ریونیو ایکٹ ۱۸۸۷ء کی دفعہ ۳ کی شق (۶) میں کی گئی ہے۔ اگر لگان گھٹتا بڑھتا رہتا ہو، یا دریا کے رہگذر بدلنے کی وجہ سے اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہو، تو پچھلے تین برس کی لگان کے اوسط سے اندازہ کیا جائیگا دیگر صوبوں میں لگان کی تعریف ان صوبوں کے قوانین لگان کی رُو سے ہوگی۔

۵۴ فصلی سال سے مراد وہ سال ہو جو ۳۰ ستمبر کو ختم ہوتا ہو۔ بنگالی سال کی تعریف آگے آئیگی۔

۵۵ کرایہ دار اراضی کی تعریف وہ ہو جو اور صوبوں میں ہاں کے قوانین میں اور پنجاب میں پنجاب ٹیننسی ایکٹ ۱۸۸۷ء میں کی گئی ہے۔ جہانتک دیگر مملوکہ زمین کا تعلق ہو کرایہ دار سے وہ شخص مُراد ہو جسکے پاس وہ زمین ٹھیکہ پر ہو اور (کسی خاص معاہدہ کے علاوہ عام طور پر) کرایہ دینا اسپر واجب ہے یا ہو سکتا ہو۔ جہانتک کسی ایسے مکان کا تعلق ہے جو پولیس لائن یا ملٹری لائن میں واقع نہیں ہو کرایہ دار وہ شخص ہو جو کسی عہدے یا نوکری یا کام کی بنا پر بلا کرایہ مکان میں آباد ہو

یہ تینوں پنجاب لینڈ ریونیو ایکٹ مجریہ ۱۸۸۷ء کے قاعدوں کے مطابق مقرر کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی شخص کی جگہ عارضی طور پر کوئی فرد مقرر کیا جائے تو اُسے رائے دہی کا حق نہیں پہنچتا۔

سیراب اور غیر سیراب اراضی کی ملکیت یا کرایہ داری کے سلسلے میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اگر ایک شخص بیک وقت سیراب اور غیر سیراب اراضیوں کا مالک ہے یا کرایہ دار تھا اور کُل سیراب اور نصف غیر سیراب اراضی کو ملا کر اسکی اراضی کا رقبہ کم از کم چھ ایکڑ ہو جاتا ہے۔ تو یہ سمجھا جائیگا کہ شخص مذکور کم از کم چھ ایکڑ سیراب اراضی کا مالک ہے یا کرایہ دار تھا۔ ملکیت جائداد کے سلسلے میں چند باتیں اور بھی صفائی طلب ہیں۔ اگر زمین یا جائداد کی ملکیت مشترکہ ہو یا کرایہ مشترکہ طور پر دیا جاتا ہو یا ٹیکس وغیرہ کُل خاندان کے افراد پر مشترکہ لگتا ہو تو کل خاندان کو ایک مُنفرد جز و سمجھ کر صلاحیت رائے دہی کا فیصلہ کیا جائیگا۔ اگر خاندان رائے دینے کا اہل ہوگا تو ہندو خاندان میں سے منیجر کو اور دیگر فرقوں کے خاندانوں میں خود خاندانوں کی طرف سے جن افراد کو ذمہ دار بنایا جائے انہیں رائے دینے کا حق ہوگا۔ مندرجہ بالا شرائط رائے دہی میں لگان کے قابلِ اراضی، جائداد غیر منقلہ، کرایہ داری، لگان کے قابل اراضی کی پٹہ داری وغیرہ کا ذکر آیا ہے۔ جہانتک ووٹ کا تعلق ہے، یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر اس سلسلے میں ایسی اراضی کے حصہ داروں یا شرکار کا حوالہ دیا جائے تو وہ اُن کے اپنے اپنے حصّوں یا شرکت کے اعتبار سے ہوگا۔ اگر کسی حصہ دار کی عمر ۲۱ برس سے کم کی ہو، اور اس کا باپ زندہ ہو اور اراضی میں حصہ دار بھی ہو، تو خورد سال حصہ دار کا حصہ باپ کے حِصّے میں شامل سمجھا جائیگا۔ باپ نہ ہو تو سب سے بڑے بھائی کے حصّے میں شامل ہو جائیگا۔

عورتوں کے لئے شرائط رائے دہی یہ رکھی گئی ہیں کہ وہ عورتیں ووٹر بن سکتی ہیں جو یا تو ملک معظم کی ریگولر ملٹری فورسس کے سابقہ افسروں بلا کمیشن افسروں یا سپاہیوں کی پنشن پانے والی بیوگان یا پنشن پانیوالی مائیں ہیں۔ یا جن کے خاوند صلاحیت رائے دہی رکھتے ہیں یا جو ملک معظم کے متعین کردہ طریق پر خود کو خواندہ ثابت کر سکتی ہیں۔ صوبجاتی خود اختیاری کے قیام کے تین برس بعد عورتوں کے خود کو خواندہ ثابت کرنیکی شرط اڑ جائیگی۔ خاوند کی جس صلاحیت رائے دہی کی بنا پر عورت ووٹر بن سکتی ہے، اس کی شرائط یہ ہیں کہ خاوند فوج کا ریٹائرڈ یا پنشن یافتہ یا موقوف شدہ افسر یا بلا کمیشن افسر یا سپاہی ہو یا کم از کم ۴۰ روپے ماہوار کی آمدنی رکھتا ہو یا گذشتہ سال اس پر انکم ٹیکس لگا ہو یا (شہری حلقے کے لئے) صُوبے میں اس نے کم از کم ۵۰ روپے میونسپل یا چھاؤنی ٹیکس یا (دیہی حلقے کے لئے) کم از کم

۴ روپے ڈسٹرکٹ بورڈ ٹیکس ادا کیا ہو یا متعینہ تاریخ سے قبل پورے بارہ ماہ تک صوبے میں ۶۰۰ روپے کی غیر منتقلہ جائداد کا مالک رہا ہو (اس میں لگان کے قابل اراضی نہیں آتی) یا متعینہ تاریخ سے پہلے پورے بارہ ماہ تک صوبے میں ایسی غیر منتقلہ جائداد کا کرایہ دار رہا ہو جسکی مالیت کا اندازہ ۴۸ روپے سال کے کرائے سے کیا جاتا ہو (اس میں لگان کے قابل اراضی شامل نہیں ہے) یا ۱۰ روپے سالانہ بطور لگان دیتا ہو یا ۲۰ روپے سالانہ کی لگان کا منتقل الیہ ہو یا کم از کم تین سال کے لئے صوبہ میں ایسی زمین کا پٹہ دار (مع حقوق دخل) ہو جس پر ۱۰ روپے سالانہ ٹیکس لگتا ہو یا پنجاب ٹیننسی ایکٹ مجریہ ۱۸۸۷ء کے رُو سے ایسی زمین کا کرایہ دار (مع حقوق دخل) ہو جس پر ۱۰ روپے سالانہ ٹیکس ہو۔ عورتوں کو ووٹر بننے کے لئے ملک معظم کے متعینہ طریق پر ایک درخواست پیش کرنی ہوگی۔ اسی طرح جو لوگ معیار تعلیم کے اعتبار سے ووٹر بننا چاہیں انہیں بھی ایک درخواست دیگر اپنا نام فہرست رائے دہندگان میں درج کرانا ہوگا۔

صوبہ پنجاب کیلئے | رہائش کی شرطیں وہی ہیں جو صوبہ سرحد میں ہیں۔ ٹیکس کے اعتبار سے وہ لوگ ووٹر بن سکتے ہیں جو انکم ٹیکس دیتے ہوں یا صوبے میں کم از کم ۵۰ روپے کا کوئی میونسپل ٹیکس یا چھاؤنی ٹیکس ادا کرتے ہوں یا صوبے میں کم از کم ۲ روپے کا حیثیت ٹیکس یا پیشہ ٹیکس دیتے ہوں یا (ان اضلاع میں جہاں اس قسم کے ٹیکس نہیں ہیں) ۲ روپے کا کوئی ایسا ٹیکس ادا کرتے ہوں جو پنجاب ڈسٹرکٹ بورڈز ایکٹ کے ماتحت عائد ہو۔ تعلیمی معیار سے جو لوگ پرائمری یا اعلیٰ درجے تک تعلیم یافتہ ہونیکا ثبوت مہیا کردیں وہ ووٹر بن سکتے ہیں۔ وہ افراد بھی رائے دیسکتے ہیں جو ملک معظم کی ریگولر ملٹری فورس کے ریٹائرڈ، پنشن یافتہ یا موقوف شدہ افسر، بلا کمیشن افسر یا سپاہی ہیں۔

ملکیت جائداد سے ووٹر بننے کی شرائط یہ ہیں کہ شخص مذکور صوبے میں ۵ روپے سالانہ لگان دیتا ہو یا صوبے میں ایسی زمین کا کرایہ دار (مع حق دخل) ہو جس پر ۵ روپے سالانہ ٹیکس لگتا ہو یا صوبے میں ۱۰ روپے سالانہ کی لگان کا منتقل الیہ ہو یا حلقے میں کم از کم چھ ایکڑ سیراب یا ۱۲ ایکڑ غیر سیراب زمین کا کرایہ دار ہو یا متعینہ تاریخ سے ذرا قبل تک پورے ایک سال سے صوبے میں کسی ایسی غیر منتقلہ جائداد کا مالک چلا آتا ہو جسکی مالیت کم از کم ۲ ہزار روپے ہو یا جسکی قیمت کا اندازہ ۶۰ روپے سال کے کرایہ وغیرہ کے حساب سے لگایا جاتا ہو یا متعینہ تاریخ سے قبل تک ایک

برس سے حلقے میں کسی ایسی غیر منتقلہ جائداد کا کرایہ دار ہو جسکی قیمت کا اندازہ ۶۰ روپے سال کے کرایہ کے حساب سے لگایا جاتا ہو (اوپر کی دونوں صورتیں لگان کے قابل اراضی پر حاوی نہیں ہیں) یا ذیلدار یا انعامدار یا سفید پوش یا لمبردار ہو۔

عورتوں کے لئے ووٹر بننے کی شرائط یہ ہیں کہ وہ ملک معظم کی ریگولر ملٹری فورس کے سابقہ افسروں، یا بلا کمیشن افسروں یا سپاہیوں کی بیوگان یا پنشن پانیوالی مائیں یا پنشن پانیوالی بیوگان ہوں یا اپنے خواندہ ہونیکا مناسب ثبوت مہیا کرسکتی ہوں یا ان کے شوہر رائے دہی کی صلاحیت رکھتے ہوں شوہر کی جس صلاحیت رائے کی بنا پر ایک عورت ووٹر بن سکتی ہے، اسکی شرائط یہ ہیں کہ شوہر پر گذشتہ فصلی یا مالی سال میں انکم ٹیکس لگا ہو یا صوبے میں اس نے کم از کم ۵۰ روپے میونسپل ٹیکس یا چھاؤنی ٹیکس ادا کیا ہو یا وہ فوج کا ریٹائرڈ یا پنشن یافتہ یا موقوف شدہ افسر یا بلا کمیشن افسر یا سپاہی ہو یا متعینہ تاریخ سے کچھ قبل تک صوبے میں ایک سال سے غیر منتقلہ جائداد کا مالک چلا آتا ہو جس کی قیمت کم از کم ۴ ہزار روپے ہو یا جسکی قیمت کا اندازہ کم از کم ۹۶ روپے سالانہ کرایہ کے حساب سے لگایا جاتا ہو (اس میں لگان کے قابل اراضی شامل نہیں ہے) یا متعینہ تاریخ سے کچھ قبل تک ایک سال سے حلقے میں ایسی غیر منتقلہ جائداد کا کرایہ دار ہو جسکی قیمت کا اندازہ ۹۶ روپے سالانہ کرائے کے حساب سے کیا جاتا ہو (اس میں بھی لگان کے قابل اراضی شامل نہیں ہے) یا صوبے میں ۲۵ روپے سالانہ لگان دیتا ہو یا صوبے میں ۵۰ روپے سالانہ کی لگان کا منتقل الیہ ہو یا حلقہ میں کسی ایسی سرکاری زمین کا کم از کم ۳ برس کیلئے پٹہ دار یا کرایہ دار ہو جس کا سالانہ کرایہ کم از کم ۲۵ روپے ہوتا ہے یا پنجاب ٹیننسی ایکٹ مجریہ ۱۸۸۷ء کے باب ۲ کی رُو سے کسی ایسی زمین کا کرایہ دار (مع حق دخل) ہو جسپر کم از کم ۲۵ روپے سالانہ لگان لگتا ہو۔

اچھوتوں کے لئے شرائط رائے دہی یہ ہیں کہ جو شخص ووٹر بننا چاہے وہ متعینہ طریق پر خود کو خواندہ ثابت کرے یا سال گذشتہ میں وہ صوبے میں ۵۰ روپے کی مالیت کی جائداد غیر منتقلہ (لگان کے قابل اراضی اس میں شامل نہیں) کا یا اتنی قیمت کے ملبے کا مالک رہا ہو یا متعینہ تاریخ تک ایکسال سے حلقے میں ایسی غیر منتقلہ جائداد کا کرایہ دار ہو جس کی قیمت

کا اندازہ کم از کم ۶۰ روپے سالانہ کرائے کے حساب سے کیا جاتا ہو۔ اچھوتوں اور عورتوں کو ووٹر بننے کیلئے برائے ثبوت درخواستیں دینی پڑینگی اور خواندگی کا ثبوت بھی ووٹروں کو بذریعہ درخواست مہیا کرنا ہوگا۔

صوبہ متحدہ رہائش کی بنا پر ووٹر بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایک شخص معمولی طور پر اس علاقے میں بستا ہو جس میں رائے دینا چاہتا ہے یا اس علاقہ میں ایک قابل رہائش مکان کا مالک ہو اور گاہ بگاہ اس میں آ رہتا ہو۔ ٹیکس دینے کے اعتبار سے وہ شخص مستند ووٹر ہو سکتا ہے جسپر گذشتہ مالی سال میں انکم ٹیکس لگا ہو یا (اس علاقے میں جس کا کل یا کچھ حصہ حلقہ انتخاب میں آتا ہے اور جس میں میونسپل ٹیکس عائد ہوتا ہے) گذشتہ مالی سال میں (کم از کم ۱۵۰ روپے سالانہ آمدنی کے اعتبار سے) میونسپل ٹیکس لگا ہو۔ تعلیمی معیار رائے دہی اپر پرائمری تک کی تعلیم ہے جس کا ثبوت متعینہ طریق پر ووٹر کو بذریعہ درخواست مہیا کرنا پڑے گا۔ فوج کے ریٹائرڈ یا پنشن یافتہ یا موقوف شدہ افسر یا بلا کمیشن افسر یا سپاہی بھی رائے دے سکتے ہیں۔

حقوق ملکیت کے لحاظ سے ووٹر بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک شخص حلقۂ انتخاب میں کسی ایسی عمارت یا ایسے مکان کا مالک یا کرایہ دار ہو جسکی قیمت کا اندازہ کم از کم ۴۲ روپے سال کے کرایہ سے کیا جاتا ہو۔ پست قوم کے فرد کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ایسی عمارت یا مکان کا مالک یا کرایہ دار ہو جسکی قیمت کا اندازہ کم از کم ۱۲ روپے سال کرایہ سے کیا جاتا ہے۔ وہ افراد بھی رائے دے سکتے ہیں جو حلقے میں کم از کم ۵ روپے سالانہ مالگذاری کی زمین کے مالک ہیں یا حلقے کی ایسی زمین کے مالک ہیں جسپر لگان نہیں لگتا دبشرطیکہ کرایہ زمین مقرر کرنے کے لئے جو مالگذاری، خواہ تنہا خواہ حلقے کی کسی اور زمین کی مالگذاری سمیت، اس پر لگائی گئی ہے وہ ۵ روپے سالانہ سے کم نہیں ہے) یا حلقے میں کسی ایسی زمین کے کرایہ دار ہیں جس کا کرایہ کم از کم ۱۰ روپے یا اشیا کی شکل میں ۱۰ روپے کے مساوی ادا ہوتا ہے یا اودھ کے کسی حلقے میں نیم مالکانہ حیثیت سے کم از کم ۵ روپے سالانہ کرایہ ادا کرتے ہیں یا کماؤں کی ان پہاڑی پٹیوں میں بستے ہیں جن کا کچھ حلقہ انتخاب میں شامل ہے اور حلقے میں یا تو پہاڑی پٹیوں کی کسی ایسی پٹی کے مالک ہیں جو فی سبیل جاگیر کہلاتی ہے یا ان پہاڑی پٹیوں پر مالگذاری ادا کرتے ہیں یا ٹیکس دیتے ہیں یا خائیکار ہیں۔ کسی ایسے حلقۂ انتخاب میں، جس میں کماؤں کی پہاڑی پٹیوں کا کوئی علاقہ بھی آگیا ہو، فہرست رائے دہندگان پر اس شخص کا نام بھی ہوگا جو شلپکار ہوگا، جو پہاڑی پٹیوں کے کسی گاؤں کا باشندہ ہوگا اور جسے ملک معظم کے متعین کردہ طریق پر اس گاؤں کے شلپکار خاندان اپنا نمائندہ تسلیم کرکے نمائندگی

کے کام پر مامور کردینگے۔

عورتوں کے لئے ووٹر بننے کی شرط یہ ہو کہ وہ یا تو سابقہ فوجی افسروں یا سپاہیوں کی پنشن پانے والی بیوگان یا مائیں ہوں یا خود کو خواندہ ثابت کرسکیں یا ان کے شوہر رائے دہی کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ اس صلاحیت کی شرائط یہ ہیں کہ شوہر حلقے میں کسی ایسے مکان یا عمارت کا مالک یا کرایہ دار ہو جسکی قیمت ۳۶ روپے سال کے کرایہ سے لگائی جاتی ہو یا (اس علاقے میں جہاں عمارت یا مکان ٹیکس عائد نہیں ہوتا) اس پر گذشتہ سال کم از کم ۲ سو روپے سالانہ آمدنی پر میونسپل ٹیکس لگایا گیا ہو یا حلقے میں ۲۵ روپے سالانہ لگان دیتا ہو یا حلقے کی کسی ایسی زمین کا مالک ہو جسپر لگان نہیں لگتا (بشرطیکہ کرایہ زمین مقرر کرنے کے لئے جو مالگذاری، خواہ تنہا خواہ حلقے کی کسی اور زمین کی مالگذاری سمیت، اسپر لگائی گئی ہو وہ ۲۵ روپے سالانہ سے کم نہو) یا کماؤں کی پہاڑی پٹیوں کا باشندہ ہو اور حلقے میں یا تو پہاڑی پٹیوں میں سے کسی فی سبیل جاگیر کہلانیوالی پہاڑی پٹی کا مالک ہو یا مالگذاری دیتا ہو یا ان پہاڑی پٹیوں میں کوئی محصول ادا کرتا ہو یا خائیکار ہو یا آگرہ ٹیننسی ایکٹ مجریہ سنہ ۱۹۲۶ء کی تعریف کے مطابق حلقے میں مستقل پٹہ دار یا مقررہ شرح کرایہ پر کرایہ دار ہو یا اودھ رینٹ ایکٹ مجریہ سنہ ۱۸۸۶ء کی تعریف کے مطابق جائداد پر نیم مالکانہ یا دخل کے حقوق رکھتا ہو اور اس شکل سے کم از کم ۲۵ روپے سالانہ کرایہ ادا کرتا ہو یا حلقے میں کسی ایسی جائداد کا کرایہ دار ہو جس کا کرایہ نقد یا اشیا کی صورت میں ۵۰ سالانہ ہو یا سال گذشتہ انکم ٹیکس دے چکا ہو یا فوج کا ریٹائرڈ یا پنشن یافتہ، یا موقوف شدہ افسر یا بلا کمیشن افسر یا سپاہی ہو۔ ووٹر بننے کے لئے عورتوں کو متعینہ طریق پر درخواستیں دینی ہونگی کہ ان کے نام فہرست رائے دہندگان میں شامل کرلئے جائیں۔ اسی طرح جو عورتیں جو سابق فوجی افسروں اور سپاہیوں کی بیوگان یا مائیں ہونگی وہ بھی یا تو درخواستیں دینگی یا اگر یہ متعین کیا جائیگا کہ وہ وساطت سے درخواستیں دیں تو اس طرح درخواست کرینگی کہ انہیں ووٹروں میں شمار کیا جائے۔

صوبہ بہار رہائش کی شرط وہی ہے جو صوبہ متحدہ میں ہے۔ ٹیکس دہندگی کی بنا پر وہ لوگ رائے دے سکتے ہیں جنہوں نے گذشتہ مالی سال میں انکم ٹیکس دیا ہو یا جنپر گذشتہ مالی سال میں کم از کم ۱ روپیہ ۸ آنہ میونسپل ٹیکس لگا ہو یا جنہوں نے (سنتھال پرگنہ کو چھوڑ کر باقی علاقوں میں)

کم ازکم ۹ آنہ بطور چوکیداری ٹیکس ادا کیا ہو۔ اچھوت افراد کے لئے یہ ضروری ہی کہ انہوں نے کم ازکم ۶ آنہ چوکیداری ٹیکس دیا ہو۔ صوبجاتی خود اختیاری کے نفاذ کے تین سال کے اندر اندر جب ازسر نو فہرست رائے دہندگان تیار ہوگی یا اس پر نظر ثانی کی جائیگی تو ۶ آنے کی جگہ چوکیداری ٹیکس کی رقم ۹ آنے کردی جائیگی۔ ملکیت جائداد کے اعتبار سے وہ لوگ رائے دے سکتے ہیں جو جمشید پور کے نوٹیفائڈ ایریا میں بستے ہیں اور ۲۴ روپے سال کرایہ ادا کرتے ہیں یا صوبے میں (جمشید پور کے نوٹیفائڈ ایریا یا اس علاقے کو چھوڑ کر جسمیں میونسپل ٹیکس یا چوکیداری ٹیکس لگتا ہی) کسی زمین پر ۶ روپے سال کرایہ یا کم سے کم ۳ آنہ مقامی ٹیکس دیتے ہیں۔ صوبجاتی خود اختیاری کے نفاذ کے بعد تین سال کے اندر اندر فہرست رائے دہندگان کی دوبارہ تیاری یا نظر ثانی کے وقت سنتھال پرگنہ کی ایسی زمینوں کے سلسلے میں کرایہ سالانہ ۵ روپے اور اس کے بعد ۳ روپیہ ۸ آنے ہو جائیگا۔ تعلیمی اور فوجی خدمات کے لحاظ سے شرائط بالکل وہی ہیں جو اور صوبوں کے سلسلے بتائی جا چکی ہیں۔ عورتوں کے لئے شرائط رائے دہی بالکل وہی ہیں جو صوبہ سرحد کے بیان میں درج کی گئی ہیں۔ عورتیں اپنے شوہروں کی صلاحیت دہی کی بنا پر بھی ووٹر بن سکیں گی۔ بہار کے لئے اس صلاحیت کی شرائط یہ ہیں کہ شوہر پر گذشتہ مالی سال میں انکم ٹیکس لگا ہو یا وہ فوجی خدمت انجام دے چکا ہو یا اُسنے گذشتہ مالی سال میں صوبے میں کم ازکم ۳ روپیہ انکم ٹیکس دیا ہو یا (سنتھال پرگنہ کو چھوڑ کر) صوبے میں اسنے کم ازکم ½۲ روپیہ چوکیداری ٹیکس دیا ہو یا جمشید پور کے نوٹیفائڈ ایریا میں وہ کسی مکان کا ۱۴۴ روپیہ سال کرایہ دیتا ہو یا صوبے میں (جمشید پور کے نوٹیفائڈ ایریا یا میونسپل ٹیکس یا چوکیداری ٹیکس والے علاقوں کو چھوڑ کر) کسی زمین پر ۲۴ روپیہ سال کرایہ یا کم سے کم ۱۲ آنہ مقامی ٹیکس ادا کرتا ہو۔

صوبہ اوڑیسہ

شرائط رہائش وہی ہیں جو اور صوبوں میں ہیں۔ حلقہائے انتخاب کے لئے عمومی شرائط یہ رکھی گئی ہیں کہ ووٹر نے گذشتہ مالی سال میں انکم ٹیکس یا کم ازکم ½۱ روپیہ میونسپل ٹیکس ادا کیا ہو، یا وہ کم ازکم انٹرنس یا (اگر ایسا متعین کیا جائے تو) مڈل پاس ہو۔ یا اُسنے فوجی خدمت انجام دی ہو یا (عورت ہونیکی صورت میں) سابقہ فوجی افسر کی پنشن پانیوالی بیوہ یا ماں ہو یا اس کا شوہر حکومت کی فوجی خدمت کرچکا ہو یا متعینہ طریق پر وہ خود کو خواندہ ثابت کرے۔ صوبجاتی خود اختیاری کے نفاذ کے تین سال کے اندر اندر جب فہرست رائے دہندگان

ازسرنو تیار ہوگی یا اسپر نظر ثانی کی جائیگی تو عورتوں کے لئے خود کو خواندہ ثابت کرنیکی شرط اڑ جائیگی۔ اضلاع کٹک، پوری، بلاسور اور سب ڈویژن انگل میں وہ شخص رائے دیسکتا ہی جو کم از کم ۹ آنہ سالانہ (اچھوت ہو تو کم از کم ۶ آنہ) چوکیداری ٹیکس دیتا ہو (صوبجاتی خود اختیاری کے بعد فہرست کی سہ سالہ ترتیب یا نظر ثانی پر یہ رقم ۱۲ آنہ ہو جائے گی یا صوبے میں (میونسپلٹی یا ان علاقوں کے باہر جہاں چوکیداری ٹیکس لگتا ہی) کم از کم ۲ روپیہ سالانہ لگان یا کرایہ یا کم از کم ۱ آنہ مقامی ٹیکس ادا کرتا ہو۔ وہ عورتیں بھی ووٹر بن سکتی ہیں جن کے شوہر ۲ روپے سالانہ انکم ٹیکس یا کسی زمین پر (جو میونسپلٹی کے علاقے یا چوکیداری ٹیکس کے علاقے میں نہیں ہی) کم از کم ۱۶ روپے کرایہ یا لگان دیتے، یا کم از کم ۸ آنہ مقامی ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ اضلاع گنجام، وزاگاپٹم اور سب ڈویژن کھوندمال کے لئے شرائط رائے دہی یہ ہیں کہ ووٹر (لسیٹ قبائل کے فرد کے علاوہ) کسی زمین پر (جو میونسپلٹی کے علاقے میں نہیں ہی) کم از کم ۲ روپیہ سالانہ لگان یا کرایہ دیتا ہو یا درج فہرست اقوام کا فرد ہو (اور گاؤں کا خدمتگار ہو) یا (عورت ہو تو کی صورت میں) اس کا شوہر کسی زمین پر (جو میونسپلٹی کے علاقے میں نہیں ہی) کم از کم ۲ روپے سالانہ کرایہ یا لگان دیتا ہو۔ ضلع سمبل پور میں وہ لوگ رائے دی سکتے ہیں جو کسی زمین پر (جو میونسپلٹی کے علاقے میں یا علاقہ صفائی میں نہیں ہی) کم از کم ۱ روپیہ سالانہ کرایہ یا لگان یا کم از کم ۱ آنہ گاؤں ٹیکس ادا کرتے ہیں (صوبجاتی خود اختیاری کے نفاذ کے بعد ۳ سال کے اندر یہ رقوم ۱ کی بجائے ۲ روپیہ اور ۱ آنہ کی بجائے ۲ آنہ ہو جائیگی) یا ۶ روپے سالانہ کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں یا قانون صفائی برائے صوبجات متوسط مجریہ ۱۹۰۲ء کی رو سے کم از کم ۱۲ آنہ سالانہ ٹیکس ادا کرتے ہیں یا گاؤں میں جھنگر، گندا، کوتوار، جگالیا یا مہار ہیں اور حقوق کے ریکارڈ میں زمین، بطور زمین خدمت ان کے نام چڑھی ہوئی ہی۔ جن عورتوں کے شوہر سمبل ڈسٹرکٹ کی کسی زمین پر (جو میونسپلٹی کے باہر ہو) کم از کم ۱۶ روپے سالانہ کرایہ لگان یا کم از کم ۸ آنہ گاؤں ٹیکس ادا کرتے ہوں یا ۳۰ روپے بطور کرایہ مکان دیتے ہوں یا قانون محولہ بالا کی رو سے کم از کم ۱۰ روپے سالانہ ٹیکس ادا کرتے ہوں، وہ بھی رائے دے سکتی ہیں۔

بنگال رہائش کی شرائط وہی ہیں جو عام طور پر اور صوبوں میں ہیں۔ البتہ کلکتہ کے حلقے کے لئے یہ خصوصیت ہے کہ اگر ایک شخص کلکتہ میں رہتا ہو اور حلقے میں کاروباری مکان یا عمارت کا مالک ہو تو رہائش کی شرط پوری ہو جائیگی۔ ادائیگی ٹیکس کی بنا پر وہ شخص ووٹر بن سکتا ہی جس نے گذشتہ سال کے اختتام تک بنگال موٹر وہیکل ٹیکس ایکٹ مجریہ ۱۹۳۲ء کے ماتحت ٹیکس دیا ہو یا انکم ٹیکس ادا کرتا ہو یا جس کے نام

کا اندراج کلکتہ کارپوریشن کے میونسپل یا لائسنس رجسٹر میں بطور ٹیکس دہندہ درج ہو یا جس نے گذشتہ سال میں کم ازکم ۸ آنہ میونسپل یا چھاؤنی ٹیکس یا ۸ آنہ روڈ یا پبلک ورکس ٹیکس یا ۶ آنہ چوکیداری ٹیکس یا ۶ آنہ یونین ریٹ دیا ہو۔ ملکیت جائداد سے ووٹر بننے کی شرط یہ ہی کہ ووٹر صوبے میں گذشتہ مالی یا بنگالی سال میں ملازمت کی بنا پر ایسے مکان میں رہا ہو جس کی مالیت کم ازکم ۴۲ روپے کرایہ سے جانچی جائے تعلیمی شرط انٹرنس یا مڈل تک تعلیم ہی سابقہ فوجی افسر اور سپاہی بھی رائے دے سکتے ہیں۔ عورتوں کیلئے وہی شرائط ہیں جو اور صوبوں میں ہیں۔ اگر عورت اپنے شوہر کی صلاحیت رائے دہی کی بنا پر ووٹر بنے تو صلاحیت کی شرائط کلکتہ کے حلقہ میں یہ ہیں کہ گذشتہ سال میں شہر کلکتے میں ایسے مکان یا ایسی عمارت کا مالک یا کرایہ دار رہا ہو جسکی مالیت کا اندازہ ۱۵۰ یا ۳۰۰ روپے سالانہ کرایہ سے لگایا جاتا ہو اور اسنے سال میں عمارت کا ریٹ ادا کیا ہو یا اُسنے کلکتہ میونسپل ایکٹ کے ماتحت اپنے نام سے اور اپنے حسابات پر کم ازکم ۲۴ روپے ٹیکس دیا ہو۔ یا اسکے نام کا اندراج میونسپل رجسٹر میں کسی عمارت پر ۲۴ روپیہ سال ٹیکس ادا کرنے والے کی حیثیت سے درج ہو۔ شہری حلقوں کے لئے (کلکتہ کو چھوڑ کر) اس صلاحیت کی شرائط یہ ہیں کہ شوہر نے ہوڑہ میونسپلٹی میں کم ازکم ۳ روپیہ یا صوبے کی کسی اور میونسپلٹی یا چھاؤنی کے علاقے میں کم ازکم ۱½ روپیہ میونسپل ٹیکس ادا کیا ہو۔ دیہی حلقوں میں یہ شرط ہی کہ اس نے گذشتہ سال کم ازکم ۱½ روپیہ میونسپل ٹیکس، یا ۱ روپیہ روڈ یا پبلک ورکس ٹیکس یا ۲ روپیہ چوکیداری ٹیکس ادا کیا ہو۔ علاقہ جاتی حلقوں کے لئے یہ شرط ہی کہ اسنے انکم ٹیکس یا موٹر وہیکل ٹیکس دیا ہو یا سابقہ فوجی افسر یا سپاہی ہو۔

دارجلنگ کی صدر، کالم پونگ اور کرسیونگ سب ڈویژنوں کے لئے عام شرائط رائے دہی یہ ہیں کہ ووٹر نے گذشتہ سال میں میونسپلٹی کے علاقہ میں کم ازکم ۲۰ روپے اور اسکے باہر کم ازکم ۲ روپے کرایہ دیا ہو یا (یا عورت ہی تو) اس کے شوہر نے میونسپلٹی کے علاقے میں ۶۰ روپے اور اس کے باہر ۶ روپیہ کرایہ گذشتہ سال میں ادا کیا ہو۔

آسام رہائش کی وہی معمولی شرائط ہیں جن کا تذکرہ صوبہ متحدہ کے سلسلے میں ہو چکا ہی۔ ووٹر مڈل تک خواندہ ہونا چاہیئے۔ سابقہ فوجی افسر اور سپاہی بھی ووٹر بن سکتے ہیں۔ عورتیں عام طور پر تو اسی طرح سی ووٹر بن سکتی ہیں جو اور صوبوں کی عورتوں کے لئے ہی اور جن کا ذکر پہلے کر دیا ہی۔ لیکن اگر وہ شوہروں کی صلاحیت رائے دہی کی بنا پر ووٹر بنیں تو اس صلاحیت کی شرطیں یہ ہیں کہ ان کے شوہر ملک معظم کی

ریگولر فورس یا آسام رائفلز کے سابقہ افسر یا سپاہی ہو یا انپر انکم ٹیکس یا (گذشتہ مالی سال میں) نوگونگ میونسپلٹی میں کم ازکم ۲ روپیہ، سلہٹ میونسپلٹی میں کم ازکم ۱½ روپیہ اور صوبے کے اور مقامات پر سہ سالہ ٹاؤن میں کم ازکم ا روپیہ میونسپل یا چھاؤنی ٹیکس لگا ہو یا گذشتہ مالی سال میں انہوں نے گاؤں، چوکیداری ایکٹ مجریہ ۱۸۸۰ء کی رُو سے اضلاع سلہٹ، کاچار، یا گوالپاڑہ میں کم ازکم ا روپیہ ٹیکس دیا ہو یا حلقے میں کم ازکم ۵۰ روپیہ سالانہ لگان دیتے ہوں یا انپر حلقے میں کم ازکم ا روپیہ سالانہ بطور لوکل ریٹ عائد ہو سکتا ہو جہانتک عورتوں کا تعلق ہے ان کے لئے ہر صُوبے میں براہِ راست درخواست دینے یا کسی کے ذریعہ سے درخواست گزاننے کی بالعموم شرط ہے لیکن آسام میں یہ شرط صرف ان جگہوں پر موثر ہوگی جہاں شوہر ملک معظم کی فوج یا آسام رائفلز کے سابقہ افسر یا سپاہی ہونیکی وجہ سے ووٹر بنا ہو۔ البتہ صوبجاتی خود اختیاری کے نفاذ کے ۳ سال کے اندر اندر حلقونکی فہرستہائے رائے دہندگان پر جو منظر ثانی ہوگی، اس کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ملکیت جائداد سے وہ لوگ ووٹر بن سکتے ہیں جو ۷½ روپیہ سالانہ لگان دیتے ہوں یا جنپر ۸ آنہ سالانہ لوکل ریٹ لگ سکتا ہو یا جنہوں نے گذشتہ مالی سال یا بنگالی سال[۵۱] میں اضلاع لکھیم پور، سب ساگر، دارنگ، نوگانگ، یا کامروپ یا گارو ہلز پہاڑیوں میں زمینداروں[۵۲] کو اراضی کا کم ازکم ۷½ روپیہ سالانہ کرایہ[۵۳] دیا ہو۔ وہ اراضیاں جو اضلاع سلہٹ، کاچار اور گوالپاڑہ میں واقع ہیں اس ذیل میں نہیں آتیں۔ اسی طرح ان اضلاع کے لوکل ریٹ بھی اس شمار میں نہیں ہیں۔

صُوبجات متوسط و برار رہائش کی بنا پر ووٹر بننے کی شرط یہ ہے کہ ووٹر دیہی حلقے میں وہاں رہائش گاہ رکھتا ہو اور شہری حلقے میں اس کا مکان حلقے کی حدود سے دو میل کے فاصلے تک واقع ہو۔ رہائش کی شرط پوری ہو جاتی ہے اگر ایک شخص حلقے میں گذشتہ سال میں ۱۲۰ دن بسا رہا ہو یا ۱۲۰ دن تک وہ کسی ایسے مکان کا کفیل رہا ہو جو اس کا اپنا ہو اور جس میں اس کے لواحقین یا نوکر وغیرہ

---

۵۱ بنگالی سال سے مُراد وہ سال ہے جو بنگالی مہینہ چھیترا کے اختتام تک رہتا ہے۔

۵۲ زمیندار وہ ہے جس کے ماتحت کوئی شخص اراضی پر کاشت کرے۔ مگر سرکار زمیندار نہیں کہلا سکتی۔

۵۳ کرایہ وہ ہے جو اشیاء کی شکل میں بھی ادا ہو سکتا ہے۔

رہتے ہوں۔ وہ لوگ بھی ووٹر بن سکتے ہیں جو انکم ٹیکس دیتے ہوں یا شہری حلقوں میں (حیثیت کا) کم ازکم ۷۵ روپے سالانہ ٹیکس ادا کرتے ہوں۔ جو افراد صوبہ متوسط میں کم ازکم ۲ روپے کے لگان یا کامل جمع والی جاگیروں کے مالک یا ٹھیکدار ہوں، یا برار میں کم ازکم ۲ روپے لگان دیتے ہوں یا صوبے میں ایسی عمارت کے مالک یا کرایہ دار ہوں جسکی مالیت کا اندازہ کم ازکم چھ روپے سالانہ کرائے سے لگایا جاتا ہو یا وطن دار پٹیل یا وطن دار پٹواری، یا رجسٹرڈ ڈیشمکھ یا دیش پانڈے یا ملبردار ہوں وہ بھی رائے دے سکتے ہیں۔ تعلیمی شرائط وہی ہیں جو دیگر صوبجات میں ہیں۔ برار کے حلقوں میں ریاست حیدرآباد کے تعلیمی ڈگری بھی تعلیمی شرط پوری کردیگی۔ فوجی افسر اور سپاہی بھی رائے دیسکتے ہیں۔ عورتوں کے لئے شرائط وہی جو اور صوبوں کے سلسلے میں بیان ہوچکی ہیں۔ برار میں وہ عورتیں بھی رائے دے سکیں گی جو ہز اگزالٹڈ ہائی نس حضور نظام حیدرآباد کی افواج یا پولیس کے سابقہ سپاہیوں یا افسروں کی پنشن یافتہ بیوگان یا مائیں ہوں۔ عورتیں اپنے شوہروں کی جس صلاحیت رائےدہی کی بنا پر ووٹر بنیں گی اسکی شرائط یہ ہیں کہ ان کے شوہر ملک معظم کی فوج یا حضور نظام کی فوج یا پولیس کے سابقہ افسر یا سپاہی ہوں یا صوبجات متوسط میں ۳۵ روپے لگان یا کامل جمع دیتے ہوں یا صوبہ متوسط میں ایسی سر اراضی، یا خود کاشت یا زراعتی اراضی کے مالک یا ٹھیکیدار (بحقوق ملکیت) یا مالک مقبوضہ یا رعیت یا کرایہ دار ہوں جسپر ۲۵ روپے کرایہ یا لگان ہو یا برار میں ۲۵ روپے لگان دیتے ہوں یا شہری علاقے میں ایسی عمارت کے مالک یا کرایہ دار ہوں جسکی قیمت کا اندازہ ۳۶ روپے سالانہ کرائے سے لگایا جاتا ہو یا شہری علاقے میں گذشتہ مالی سال میں انہوں نے ۴۰۰ روپے کی حیثیت کا میونسپل ٹیکس دیا ہو۔ جو اچھوت افراد کوتوار، یا جاگلیا یا گاؤں کے مہار ہونگے وہ بھی ووٹر بن سکیں گے۔

مدراس رہائش سے ووٹر بننے کے لئے حلقے میں گذشتہ مالی سال میں ۱۲۰ دن کی رہائش دکھانی ضروری ہے۔ رہائش کی شرط اسی طرح پوری ہوتی ہے جس طرح سندھ میں ہے۔ ٹیکس ادا کرنے کے لحاظ سے وہ لوگ رائے دے سکتے ہیں جنہوں نے پورے سال مدراس موٹر وہیکل ٹیکسیشن ایکٹ مجریہ سنہ ۳۱ء کے ماتحت ٹیکس دیا ہو یا سال کی دونوں چھماہیوں میں میونسپلٹی یا لوکل بورڈ یا چھاونی میں معمولی ٹیکس یا جائداد ٹیکس دیا ہو یا ایسے مکان میں رہے ہوں جسپر یہ ٹیکس عائد

ہوتے ہوں یا انہوں نے انکم ٹیکس ادا کیا ہو۔ ملکیت جائداد سے وہ لوگ ووٹر بن سکتے ہیں جو فصلی سال کے آخری دن تک رجسٹرڈ زمیندار، انعامدار، رعیت واری پٹہ دار یا کرایہ دار ہوں یا انہوں نے صوبے کی حکومت کو کرایہ زمین دیا ہو یا وہ کنامدار یا کز ہیکنامدار یا ویرم ٹیمدار (مقررہ مدت پٹہ کے ساتھ) ہوں یا صوبے میں ایسی جائداد غیر منقولہ (مکانوں کے علاوہ) ان کے پاس رہن ہو (بصورت ملکیت یا پٹہ داری) جسکی مالیت کا اندازہ شہری حلقے میں ۱۰ روپے اور دیہی حلقے میں ۵ روپیہ سالانہ کرایہ کیا جاتا ہو۔ اگر ان شرائط کو پورا کرنیوالا فرد نابالغ ہوگا تو رائے دہی کا حق اس کے سرپرست کو ملیگا۔

ٹیکس دہندگی کے سلسلے میں جس شرط کا تعلق رجسٹرڈ زمینداروں، انعامداروں اور رعیت واری پٹہ داروں وغیرہ سے ہے اس کا اطلاق رجسٹرڈ مشترکہ زمینداروں پر نہیں ہوگا و علی قیاس ہذا بلکہ انکے لئے ذیل کی شرائط ہیں :-

(۱) اگر مشترکہ زمینداروں یا انعامداروں کی مشترکہ املاک کی ملکیت کا اندازہ ایکہزار روپیہ کرایہ سے کیا جاتا ہو تو ہر ۵۰۰ روپے کرایہ کے مشترکہ مالک کا نام حلقے کی فہرست رائے دہندگان پر آجائیگا

(۲) اگر کسی ادنیٰ انعام، رعیت واری پٹہ یا جاگیر پٹہ کا سالانہ محصول یا کرایہ یا مشترکہ ملکیت کی قسط ۱۰۰ روپے یا اس سے زیادہ ہو تو ہر ۵ روپے کی قسط یا محصول وغیرہ کے رجسٹرڈ مشترکہ مالک کا نام فہرست میں درج ہو جائے گا۔

(۳) دیگر حالات میں رجسٹرڈ مشترکہ مالکان میں سے ایک فرد کو رائے دہندہ بنا دیا جائیگا۔

(۴) مشترکہ جائداد کے تعلق میں جن مشترکہ زمینداروں کو فہرست رائے دہندگان پر لیا جائے گا وہ وہی ہونگے جنہیں رجسٹرڈ مشترکہ مالکان کی اکثریت نے ایک درخواست کے ذریعے نامزد کیا ہو۔

فرقہ نسواں اور تعلیم اور فوجی خدمت سے متعلق شرائط رائے دہی ہیں جو دیگر صوبجات میں ہیں۔

عورتیں اپنے شوہروں کی جس صلاحیت رائے دہی کی بنا پر ووٹر بنیں گی، اس کی شرائط یہ ہیں کہ شوہر پر مالی سال میں انکم ٹیکس لگا ہو یا وہ سابقہ فوجی افسر یا سپاہی ہو یا اسنے شہر مدراس میں ایسے مکان کا ۶ ماہ تک کرایہ دیا ہو (ملٹری یا سول لائن کے مکانات کو چھوڑ کر) جس کا سالانہ کرایہ کم از کم ۶۰ روپے ہو یا شوہر پر صوبے میں کمپنی ٹیکس لگا ہو یا اس نے گذشتہ مالی سال میں صوبے میں ۳ روپیہ جائداد یا حیثیت ٹیکس دیا ہو یا وہ گذشتہ فصلی سال کے آخری تک دن ایسی زمین کا رجسٹرڈ رعیت واری پٹہ دار

یا انعامدار رہا ہو یا مالک کے ساتھ اشتراک کر کے اسپر لبسار رہا ہو جس کی مالیت کا اندازہ کم از کم ۱۰ روپے سالانہ کرایہ سے لگایا جاتا ہو یا ایسی زمین رکھتا ہو جس کی مالیت کا اندازہ ۱۰ روپے سالانہ کرایہ سے لگایا جاتا ہو یا گذشتہ فصلی سال[۵۱] میں کسی زمیندار[۵۲] کے ماتحت وہ ایسی زمین پر رعیت یا کرایہ دار[۵۳] کی حیثیت سے رہا ہو جس کا مالیتی کرایہ کم از کم ۱۰ روپے سالانہ ہو۔ اچھوتوں کے لئے شرط رائےدہی یہ ہے کہ گذشتہ فصلی سال میں وہ میونسپلٹی یا چھاؤنی یا لوکل بورڈ کے علاقے میں کم از کم ۸ روپے سالانہ مالیتی کرایہ کے اور کہیں اور کم از کم ۱۲ روپے سالانہ مالیتی کرائے کے مکان میں رہی ہوں۔ بعض صورتیں ایسی ہیں کہ درخواست پیش کرنے ہی پر درخوست کنندگان کا نام فہرست رائےدہندگان میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ یہ صورتیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) جب ووٹر گذشتہ مالی سال میں ایسے مکان میں رہا ہو جسکے سلسلے میں دونوں چھماہیوں کا جائداد ٹیکس یا لوکل بورڈ ٹیکس ادا کیا گیا ہو۔

(۲) جب ووٹر سال گذشتہ میں کنامدار یا کز ہیکنا مدار یا ویرم پٹہدار رہا ہو یا مکانات کے علاوہ ایسی دیگر جائداد غیر منقولہ اس کے پاس رہن (بحقوق ملکیت یا پٹہ داری) ہو جس کا سالانہ مالیتی کرایہ شہری حلقے میں کم از کم ۱۰۰ اور دیہی حلقے میں کم از کم ۵۰ روپے ہو۔

(۳) جب ووٹر کو کسی نابالغ ووٹر کے سرپرست کی حیثیت سے حق رائےدہی ملا ہو۔

(۴) جب اسے تعلیمی معیار سے ووٹر بننا ہو۔

(۵) جب (عورت ہونیکی صورت میں) ووٹر سابقہ فوجی افسر یا سپاہی کی بیوی ہو۔

---

۵۱ صوبہ مدراس کا فصلی سال وہ ہوتا ہے جو ۳۰ جون کو ختم ہوتا ہے۔

۵۲ زمیندار سے مراد وہ شخص ہے جو کل جائداد یا اس کے کچھ حصے کا کرایہ جمع کرنیکا حق رکھتا ہو۔

۵۳ کرایہ دار وہ لوگ ہیں جو زمیندار یا مالک کے ماتحت بستے ہوں۔ اس سے غرض نہیں کہ وہ کرایہ ادا کرتے ہیں یا نہیں۔ مگر ان افراد میں وہ لوگ شامل نہیں ہیں جو کسی عہدہ یا خدمت یا کام کی بنا پر ملٹری یا پولیس لائن میں بستے ہوں۔

بسنے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص رہتا ہے اسپر کرایہ لگ سکتا ہے۔

سندھ رہائش کے اعتبار سے رائے دہی کی شرطیں یہ ہیں کہ شہری حلقے میں ووٹر گذشتہ مالی سال میں حلقے یا اس سے دو میل دور کے علاقے کے کسی مکان میں ۱۸۰ دن رہا ہو۔ دیہی حلقے کے لئے بھی مدت رہائش یہی ہے۔ رہائش کی یہ شرط پوری ہو جاتی ہے اگر ایک شخص کسی مکان میں کبھی کبھی رات بسر کرتا ہے اور کسی اور جگہ چند دن بسر کرنے کے بعد بھی آزادی سے وہاں واپس آ سکتا ہے۔ ٹیکس کی ادائیگی کے سلسلے میں تنہا شرط رائے دہی یہ ہے کہ ووٹر نے گذشتہ مالی سال میں انکم ٹیکس دیا ہو۔ ملکیت جائداد کے لحاظ سے وہ لوگ رائے دے سکتے ہیں جو حلقے میں کسی ایسی مدخولہ یا غیر مدخولہ سرکاری زمین کے مالک (بروئے حقوق) یا کرایہ دار یا پٹہ دار ہوں جس پر متعیّن کردہ تاریخ سے قبل کے ۵ برسوں میں سے کسی برس میں کم ازکم ۸ روپے لگان لگا ہو یا اس صورت میں لگتا جبکہ زمین غیر مدخولہ نہ ہوتی یا حلقے میں ایسی مدخولہ یا غیر مدخولہ اراضی کے ہری یا کرایہ دار رہے ہوں جس پر متعین کردہ تاریخ کے سال سے قبل کے سال میں کم ازکم ۱۶ روپے لگان لگا ہو یا اس صورت میں لگتا جب، وہ اراضی غیر مدخولہ نہ ہوتی یا حلقے میں غیر مدخولہ اراضی کے کرایہ یا لگان پر سرکار کو جو حق ہے اس میں حق دخل رکھتا ہو یا کراچی شہر یا کسی میونسپل بستی میونسپل ضلع، چھاؤنی یا نوٹیفائڈ ایریا میں مناسب مالیت کے مکان کا مالک یا کرایہ دار ہو۔ مناسب مالیت کا اطلاق ان مکانات پر ہوتا ہے جنکی مالیت کا اندازہ کراچی شہر میں ۳۰ روپیہ سالانہ کرایہ سے اور کراچی شہر کے باہر (اُن علاقوں میں جنمیں ایسے کرایہ پر ٹیکس لگتا ہے) ۱۸ روپے سالانہ سے کیا جاتا ہے یا جنکی قیمت ۷½ سو روپیہ ہے۔ تعلیمی شرط انٹرنس یا ورنیکلر فائنل کی تعلیم ہے۔ سابقہ فوجی افسروں اور سپاہیوں کو بھی رائے دہی کا حق ہے۔ عورتوں کے لئے شرائط رائے دہی وہی ہیں جو اور صوبوں میں ہیں البتہ اگر عورتیں شوہروں کی صلاحیت رائے دہی سے ووٹر بنیں تو اس صلاحیت کی شرائط میں رہائش کی شرط لازمی ہوگی۔

صوبہ بمبئی ووٹر بننے کے لئے رہائش کی شرط یہ ہے کہ جہانتک بمبئی کے حلقے کا تعلق ہے ایک شخص گذشتہ مالی سال میں کم ازکم ۱۸۰ دن بمبئی شہر یا تھانہ محل یا تعلقہ سالیٹ میں آباد رہا ہو دیگر شہری حلقوں کے لئے یہ شرط ہے کہ کم ازکم ۱۸۰ دن وہ حلقے میں یا اس کی حدود کے دو میل کے اندر اندر کسی مکان میں بسا رہا ہو۔ رہائش کی شرط اسی معمولی طریق پر پوری ہوتی ہے جو اور صوبوں کے سلسلے میں بیان کر دیا گیا ہے۔ ٹیکس دہی کی تنہا شرط یہ ہے کہ انکم ٹیکس ادا کیا ہو۔ ملکیت جائداد سے وہ لوگ ووٹر بن سکتے ہیں جو کم ازکم ۸ روپے لگان کی مدخولہ یا غیر مدخولہ اراضی کے مالک یا کرایہ دار ہیں یا حلقے

میں ۸ روپے لگان کی اراضی پر سرکار کو جو کرایہ ادا کیا جاتا ہے اس میں حق دخل رکھتے ہیں۔ یا حلقے میں کھوتی گاؤں میں کھوت یا حصہ دار یا بھاگداری یا نروادار ی گاؤں میں حصہ دار ہیں اور کم از کم ۸ روپے لگان کی ادائیگی کے ذمہ دار ہیں یا بمبئی شہر یا کسی میونسپل بستی، یا میونسپل ڈسٹرکٹ یا چھاؤنی یا نوٹیفائڈ ایریا میں کسی مناسب مالیت کے مکان میں بحیثیت مالک یا کرایہ دار رہتے ہیں۔ مناسب مالیت سے یہ مراد ہے کہ بمبئی شہر میں مکان کا سالانہ مالیتی کرایہ ۶۰ روپیہ اور بمبئی سے باہر گران علاقوں میں جہاں مالیتی کرایہ پر ٹیکس لگتا ہے کم از کم ۱۸ روپیہ ہو اور دیگر صورتوں میں اسکی قیمت ۷ ½ سو روپیہ ہو۔ تعلیم اور فوجی خدمت کے اعتبار سے رائےدہی کی شرطیں وہی ہیں جو اور صوبوں میں ہیں۔ عورتوں کے لئے بھی شرطیں اور صوبوں کی سی ہیں۔ البتہ جو عورتیں اپنے شوہروں کی صلاحیت رائےدہی کی بنا پر ووٹر بنیں گی ان کے شوہروں کے لئے رہائش کی شرط لازمی ہے اور اسکے علاوہ انکو یہ شرطیں بھی پوری کرنی ہونگی کہ وہ انکم ٹیکس دیتے ہوں یا سابقہ فوجی افسر یا سپاہی ہوں یا بروچ کی پانچ محل سب ڈویژن اور پانچ محل ڈسٹرکٹ میں یا رتناگیری ڈسٹرکٹ میں کم از کم ۱۶ روپے لگان دیتے ہوں یا سرکار کے حق لگان میں حق دخل رکھتے ہوں یا اور کسی جگہ کم از کم ۳۲ روپیہ لگان دیتے ہوں یا سرکار کے اتنے ہی کے حق لگان میں حق دخل رکھتے ہوں یا اتنا ہی لگان دیتی ہوں یا ان علاقوں میں سرکار کے اتنے ہی کے حق لگان میں حق دخل رکھتے ہوں یا اتنے لگان کی ادائیگی کے ذمہ دار ہوں یا اور علاقوں میں کم از کم ۳۲ روپیہ لگان دیتی ہوں یا سرکار کے اتنے ہی کے حق لگان میں دخل رکھتے ہوں یا ۳۲ روپیہ لگان کی ادائیگی کے ذمہ دار ہوں۔ یا بمبئی شہر یا کسی میونسپل بستی یا میونسپل ڈسٹرکٹ یا چھاؤنی یا نوٹیفائڈ ایریا میں مناسب مالیت کے مکان کے مالک یا کرایہ دار ہوں۔ مناسب مالیت کا مکان وہ ہے جس کا سالانہ مالیتی کرایہ بمبئی شہر میں ۱۲۰ روپیہ ہو یا بروچ کی پانچ محل سب ڈویژن اور پانچ محل ڈسٹرکٹ یا رتناگیری ڈسٹرکٹ میں مالیتی کرایہ ۲۴ روپیہ اور اصل قیمت ۱ہزار روپیہ ہو یا کسی ایسے علاقے میں جہاں مالیتی کرایہ پر ٹیکس لگتا ہے، مالیتی کرایہ ۲۴ یا ۳۰ روپیہ اور اصل قیمت ½ ۱ ہزار روپیہ ہو۔ درج فہرست اقوام کے وہ لوگ رائے دیسکیں گے جو خواندہ ہونیکا ثبوت مہیا کریں یا گذشتہ مالی سال میں گاؤں میں کسی ادنیٰ نوکری پر ہوں خواہ وہ نوکری موروثی ہو یا غیر موروثی۔ جو لوگ بدچلنی کی بنا پر برخاست کردیئے گئے ہونگے اور دوبارہ نوکر نہ رکھے گئے ہونگے وہ رائےدہی سے محروم رہیں گے ؛